عمران سیریز
مشن
مظہر کلیم
ایم۔ اے

SCANNED BY JAMSHED
عمران سیریز
سپیشل مشن
مظہر کلیم ایم اے
پاک گیٹ
یوسف برادرز
ملتان

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ چویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

ناشران -------- اشرف قریشی

------------ یوسف قریشی

پرنٹر --------- محمد یونس

طابع -------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت --- -/55 روپے

# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "سپیشل مشن" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہٹ کر ایک نیا سیکشن جس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے سامنے آیا ہے۔ یہ سیکشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرح ایک گروپ پر مشتمل ہے جسے سیکرٹ سروس کے مقابل یا دوسرے لفظوں میں متبادل کے طور پر تیار کیا گیا ہے اور اس سیکشن کی تربیت اس انداز میں کی گئی ہے کہ یہ کارکردگی کے لحاظ سے کسی طرح بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کم نہ رہے اور پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے بھی اس کی باقاعدہ منظوری دے دی اور نہ صرف منظوری دے دی بلکہ انہیں ایک یورپی ملک میں درپیش ایک انتہائی اہم اور کٹھن مشن پر بطور ٹیسٹ بھیج دیا حالانکہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے ساتھ ساتھ خود چیف کو بھی سو فیصد یقین تھا کہ سپیشل سیکشن اس مشن میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ اس کے باوجود انہیں مشن پر بھجوا دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی مشن کی تکمیل کے لئے چیف نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی ہدایات دے دیں۔ اس طرح یہ دونوں ٹیمیں ایک ہی مشن مکمل کرنے کے لئے میدان میں اتر آئیں۔ سپیشل سیکشن کو بھی اس بات کا بخوبی علم تھا کہ اگر وہ یہ مشن

مکمل نہ کر سکا تو پھر نہ صرف یہ کہ ان کا سیکشن ختم کر دیا جائے گا بلکہ خود ان کی زندگی کی بھی ضمانت کوئی نہ دے سکے گا۔ یہ مشن ایسا تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جیسے تجربہ کار اور انتہائی تربیت یافتہ ممبران کے لئے بھی یہ مشن سپیشل مشن بن کر رہ گیا۔ ایسا سپیشل مشن جسے مکمل کرنا انہیں بھی اپنے بس میں نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن سپیشل سیکشن کے انتہائی باحوصلہ، جذبوں سے پر اور انتہائی محب وطن لیکن نوآموز ممبران اور ان کے چیف نے جب اس مشن پر کام شروع کیا تو پھر ان کی بے پناہ اور خوفناک جدوجہد اس نہج پر پہنچ گئی کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان بھی ان کی کارکردگی دیکھ کر حیران رہ گئے۔ پاکیشیا کے ان نوآموز سپوتوں نے اپنے پہلے ہی مشن میں جرأت اور بہادری کی ایسی لازوال مثالیں قائم کیں کہ عمران جیسا شخص بھی انہیں پاکیشیا کا مستقبل قرار دینے پر مجبور ہو گیا لیکن کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران واقعی سپیشل سیکشن سے کمتر ثابت ہوئے اور اپنے مشن کی تکمیل میں ناکام رہے۔ اس کا جواب تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی مل سکے گا۔ البتہ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول اردو جاسوسی ادب میں ایک نئے موڑ کا حامل اور ایک نئی منزل کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ سپیشل سیکشن کے ممبران جن میں خواتین بھی شامل ہیں، کے دلچسپ اور منفرد انداز کے کردار اور ان کی کارکردگی یقیناً اس ناول کا لطف دوبالا کر دے گی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا۔

اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے۔ لیکن ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ بہرحال روایت یہی ہے۔

علووالی۔ میانوالی سے محمد ضیاء اللہ عابد لکھتے ہیں۔ "آپ کا اچھا انداز تحریر اور کہانی کے خوبصورت اور منفرد پلاٹس کی وجہ سے مجھے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں البتہ ایک درخواست بھی ہے کہ کبھی کسی میدان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو شکست بھی ہونی چاہئے لیکن شرط یہ ہے کہ پاکیشیا کا نقصان نہ ہو۔ امید ہے آپ ضرور اس درخواست کو پذیرائی بخشیں گے"۔

محترم محمد ضیاء اللہ عابد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تو کئی مشنز میں بڑی واضح شکست ہوتی رہتی ہے لیکن اب یہ عمران کی ذہانت ہے کہ وہ اس شکست کو شکست سمجھ کر ہمت نہیں ہارتا اور مسلسل جدوجہد کے بعد وہ بہرحال کامیابی حاصل کر ہی لیتا ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ ہر ناکامی کسی کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے اور اسی مقولے پر عمران بھی عمل کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا آئندہ خط مجھے جلد ہی مل جائے گا۔

واسو۔ منڈی بہاؤالدین سے عبدالرحمن لکھتے ہیں۔ "گذشتہ چودہ سالوں سے آپ کے ناولوں کا باقاعدہ قاری ہوں لیکن خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ آپ کے ناولوں کی تعریف کے لئے اتنا ہی لکھنا کافی ہے کہ

چودہ سال کے طویل عرصے کے باوجود آپ سے بطور قاری تعلق قائم ہے۔ آپ کے ناول جس انداز میں نوجوانوں میں ہمت، حوصلہ، جذبہ اور حب الوطنی کے جذبات پیدا کر رہے ہیں وہ کسی طرح بھی جہاد سے کم نہیں ہے۔ امید ہے آپ اسی طرح بہتر سے بہتر تخلیقات پیش کرتے رہیں گے"۔

محترم عبدالرحمن صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ ناول صرف الفاظ کا ہی مجموعہ نہ ہو بلکہ اس سے قارئین کی مثبت صلاحیتوں کو بھی جلا ملے اور ان کی بہتر کردار سازی بھی لاشعوری سطح پر ہو سکے اور میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے میری ان حقیر کوششوں کو اپنی رحمت سے کامیابی عطا فرمائی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

منگورہ۔ سوات سے نعمان لکھتے ہیں۔ آپ کا ناول " ٹاپ پرائز" پڑھ کر میں بے حد حیران ہوا کہ سامراجی ممالک کس طرح دوسروں کا حق مارنے کے لئے پس پردہ سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ جب بھی اپنے کسی ناول میں ایسی سازشوں کو سامنے لاتے ہیں تو مجھے یہ سوچ کر بے حد مسرت ہوتی ہے کہ آپ کے ناولوں کی وجہ سے ایسے ایسے حقائق کھلتے ہیں جو شاید ویسے کبھی بھی سامنے نہ آسکتے۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ بھی ایسے ہی ناول سامنے آتے رہیں گے"۔

محترم نعمان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ہر معاملہ جو بظاہر سیدھا سادا سا نظر آتا ہے اور اخبارات میں اس کے نتیجے کی صرف دو سطری خبر شائع ہو جاتی ہے یا ٹی وی پر ایک چھوٹی سی خبر نشر کر دی جاتی ہے۔ کے پس پردہ اس قدر خوفناک سازشیں موجود ہوتی ہیں کہ ان کا عام طور پر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی سازشوں کو بعض اوقات میں اپنے ناولوں میں سامنے لاتا ہوں تاکہ قارئین کو یہ معلوم ہو سکے کہ پس پردہ کیا ہوتا رہتا ہے جسے کبھی بھی سامنے نہیں لایا جاتا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

چک نمبر 337/EB تحصیل بورے والا ضلع وہاڑی سے ایس۔ ایم۔ رفیق دکھی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں لیکن آپ ہر ناول میں عمران کو محافظ بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اسے کسی وقت مجرم بنا کر بھی پیش کر دیں تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو سکے کہ عمران بطور مجرم کیسی کارکردگی ظاہر کرتا ہے"۔

محترم ایس۔ ایم۔ رفیق دکھی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی فرمائش تو بے شمار ناولوں میں پوری ہوتی رہتی ہے۔ اسرائیل پر لکھے ہوئے تمام ناولوں میں عمران اور اس کے ساتھی مجرم ہی ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے ممالک میں ایسے مشنز بھی سامنے آتے رہتے ہیں جن میں عمران بطور مجرم ہی کام کرتا رہتا ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ نجانے آپ کے ذہن میں " مجرم" کی کیا تعریف ہے۔ امید ہے آپ آئندہ خط میں وضاحت لکھیں گے۔

شاہ پور ضلع سرگودھا سے فرخ ندیم احمد لکھتے ہیں۔ " میں آپ کا مستقل اور باقاعدہ قاری ہوں۔ آپ کے ناول واقعی دلچسپ اور منفرد انداز کے ہوتے ہیں۔ اسرائیل پر لکھے گئے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ موجودہ سلسلہ جو جیوش چینل سے پاور اسکواڈ تک کا ہے، بھی پسند آیا ہے۔ گو اس میں ایکشن کی کمی محسوس ہوتی ہے لیکن جولیا اور صالحہ نے اس میں جس طرح فیلڈ میں کام کیا ہے اس سے ان کی پسندیدگی میں اضافہ ہوا ہے۔ امید ہے آپ جلد از جلد کرنل فریدی، میجر پرمود اور عمران پر کوئی مشترکہ ناول لکھیں گے "۔

محترم فرخ ندیم احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ اسرائیل پر لکھے گئے موجودہ ناولوں میں تو ایکشن کی کمی نہیں ہے بلکہ ان ناولوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے جس انداز میں جدوجہد کی ہے وہ یقیناً قابل داد ہے۔ مشترکہ ناول کے سلسلے میں انشاء اللہ جلد ہی آپ کی فرمائش پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔

آخر میں اجازت لینے سے پہلے میں ان تمام قارئین کا ذاتی طور پر بے حد مشکور ہوں جنہوں نے مجھے عید پر انتہائی پرخلوص عید کارڈ بھیجے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسی ہزاروں عیدیں نصیب فرمائے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار ہوٹل شیرٹن کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر وہ اسے ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ رنگ برنگی کاروں سے تقریباً بھری ہوئی تھی اور یوں لگتا تھا جیسے یہ پارکنگ کی بجائے دنیا کی تمام کار کمپنیوں کا مشترکہ شوروم ہو۔ عمران نے کار ایک خالی جگہ پر روکی اور پھر باہر آکر اس نے کار لاک کی ہی تھی کہ پارکنگ بوائے نے اس کے قریب آکر سلام کیا اور پھر ایک کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

" کیا آج ہوٹل میں کوئی فنکشن ہے "...... عمران نے کارڈ لیتے ہوئے پارکنگ بوائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

" نو سر "...... پارکنگ بوائے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" تو پھر اس قدر کاریں یہاں کیوں موجود ہیں۔ اگر ایک کار میں چار آدمی بھی شمار کئے جائیں تو میرا خیال ہے کہ اچھا خاصا جلسہ عام

منعقد کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو پارکنگ بوائے بے اختیار ہنس پڑا۔

" جناب کاروں میں زیادہ سے زیادہ دو افراد ہی آتے ہیں ورنہ زیادہ تر اکیلے ہی معزز لوگ آنا پسند کرتے ہیں۔ جیسے آپ"۔ پارکنگ بوائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے واہ۔ تم نے آج مجھے بھی معزز افراد کی لسٹ میں شامل کر لیا ہے۔ اللہ تمہیں جزائے خیر دے گا۔ ویسے اگر لکھ کر دے دیتے تو میں اس سرٹیفکیٹ کو باقاعدہ شہر کے بڑے چوک پر آویزاں کر دیتا"...... عمران نے کہا۔

" جناب۔ ہم جیسے لوگوں کے لئے سب ہی معزز ہیں جناب"۔ پارکنگ بوائے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس نے عمران کی بات کو طنز سمجھا ہے۔

" ارے ارے۔ میں بھی تمہاری طرح کا ہوں۔ اگر تم اس کار اور میرے جسم پر موجود سوٹ کی وجہ سے مجھے معزز کہہ رہے ہو تو پھر اپنا سرٹیفکیٹ واپس لے لو۔ یہ دونوں چیزیں چوری کی ہیں"...... عمران نے کہا اور لڑکے کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وہ یہاں لنچ کرنے آیا تھا کیونکہ سلیمان ان دنوں اپنے گاؤں گیا ہوا تھا اور ہوٹل شیرٹن کا کھانا عمران کو پسند تھا لیکن یہاں غیر معمولی رش دیکھ کر وہ سوچ رہا تھا کہ شاید ہی اسے کھانا مل سکے۔ وہ یہی سوچتا ہوا ہال میں داخل ہوا



تو اسے وہاں معمول کے مطابق ہی افراد بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ وہ ڈائننگ ہال کی طرف بڑھ گیا لیکن ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے ہال کی ایک میز پر صالحہ کو ایک غیر ملکی نوجوان کے ساتھ بیٹھے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔ وہ دونوں کھانا کھانے کے ساتھ ساتھ انتہائی بے تکلفانہ انداز میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ جنرل ہال کی نسبت ڈائننگ ہال میں خاصا رش تھا اور واقعی وہاں اس وقت کوئی میز خالی نہ تھی اس لئے عمران قدم بڑھاتا اس میز کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں صالحہ اور وہ غیر ملکی نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ صالحہ کی چونکہ ہال کے دروازے کی طرف پشت تھی اس لئے وہ عمران کو نہ دیکھ سکتی تھی جبکہ اس غیر ملکی نوجوان کو عمران پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

" کیا میں دخل در معقولات اور نامعقولات دونوں میں دخل دے سکتا ہوں"...... عمران نے میز کے قریب جا کر کہا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے اٹھتے ہی غیر ملکی نوجوان بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

" اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ اوہ آیئے تشریف رکھیئے۔ یہ ہنری براؤن ہیں۔ یورپ کے ایک ملک زاکو کے رہنے والے ہیں اور وہاں کے معروف ہوٹل پاکسی سے متعلق ہیں اور یہاں پاکیشیا میں کسی ہوٹل کے قیام کے سلسلے میں جائزہ لینے آئے ہوئے ہیں۔ میں اپنے والد صاحب سے ملنے گئی تھی تو یہ وہاں موجود تھے۔ ہم کھانا

کھانے یہاں آئے ہیں اور ہنری براؤن یہ علی عمران ہیں۔ یہاں کے ایک لینڈ لارڈ کے صاحبزادے ہیں اور ان سے ہمارے خاندانی تعلقات ہیں۔ انتہائی خوش طبع انسان ہیں"...... صالحہ نے اس طرح تفصیل سے تعارف کرانا شروع کر دیا جیسے وہ سٹیج سیکرٹری ہو اور ہر آنے والے مقرر کا سامعین سے تفصیلی تعارف کرا رہی ہو۔

"آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی"...... ہنری براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"مجھے تو تب خوشی ہو سکتی ہے مسٹر براؤن کہ اگر آپ کی وجہ سے مجھے بھی مس صالحہ کھانے کی دعوت دے دیں تاکہ چلو آج کا کھانا تو مفت مل جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں ہنری براؤن سے مصافحہ کیا اور ہنری براؤن اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ میری خوش قسمتی ہو گی۔ تشریف رکھیں"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی کسی بھوکے کو کھانا کھلانا خوش قسمتی کا باعث ہوتا ہے"...... عمران نے کہا اور خالی کرسی پر بیٹھ گیا اور صالحہ نے ہنستے ہوئے ویٹر کو اشارہ کیا۔

"مس صالحہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں مشکور ہوں گا کیونکہ میں نے ایک ضروری ملاقات کے لئے وقت دیا ہوا ہے۔ امید ہے جناب علی عمران صاحب بھی برا نہیں منائیں گے"...... ہنری براؤن



نے بجائے بیٹھنے کے اجازت لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر آپ میری مداخلت کی وجہ سے باہر جا رہے ہیں تو میرا وعدہ کہ میں مداخلت نہیں کروں گا۔ صرف کھانا کھاؤں گا اور ویسے بھی جب کھانا سامنے آ جائے تو پھر صرف معدے میں ہی مداخلت کی جا سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ آپ سے پھر ملاقات ہو گی۔ میں نے واقعی ایک ضروری ملاقات پر جانا ہے"...... ہنری براؤن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اگر ضروری ہے تو ٹھیک ہے"...... صالحہ نے کہا تو ہنری براؤن صرف سلام کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ صالحہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی لیکن اس کے چہرے پر ہلکی سی کبیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید ہنری براؤن کا اس طرح اچانک چلے جانا اسے ناگوار گزرا تھا جبکہ عمران ویٹر کو اپنے کھانے کا مینو لکھوانے میں مصروف تھا۔

"ہنری براؤن کو شاید میری مداخلت بری لگی ہے ورنہ میرے آنے سے پہلے تو وہ بڑے ایزی موڈ میں تھا اور باتیں کر رہا تھا اور تمہارا چہرہ بھی بتا رہا ہے کہ تم بھی بور ہوئی ہو"...... عمران نے ویٹر کے جانے کے بعد صالحہ سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بھلا کون بور ہو سکتا ہے۔ میں تو اس ہنری کی وجہ سے بور ہو رہی ہوں۔ یہ کوئی طریقہ ہے کہ کسی مہمان کے آنے

پر اس طرح اجازت مانگ لی جائے۔ یہ مہمان کی توہین ہے"۔ صالحہ نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اسے تحریری اجازت مانگنی چاہیئے تھی"۔ عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ آج ادھر کیسے نکل آئے۔ کیا سلیمان نے کھانا پکانے سے انکار کر دیا ہے"...... صالحہ نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید موضوع بدلنا چاہتی تھی۔

"سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے راشن اکٹھا کرنے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

"راشن اکٹھا کرنے۔ کیا مطلب"...... صالحہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں کے تمام دکانداروں نے مزید ادھار دینے سے انکار کر دیا ہے اس لئے بے چارہ گاؤں گیا ہے کہ گاؤں کے بھولے بھالے لوگ ضرور اسے ادھار دے دیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ کی ان باتوں پر پہلے میں واقعی بے حد پریشان ہو جایا کرتی تھی لیکن اب مجھے معلوم ہے کہ آپ یہ ساری باتیں صرف مذاق کے طور پر کرتے ہیں"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن تم مجھ سے مذاق نہ کرنا ورنہ واقعی میری جیب میں کھانے کی رقم نہیں ہے اور ہوٹل شیرٹن کا عملہ ادھار کھانا کھلانے کا قائل



ہی نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو صالحہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

اسی لمحے ویٹر نے کھانا لگانا شروع کر دیا۔

"کیا مطلب۔ یہ آپ نے کیا آرڈر دیا ہے۔ صرف ایک ڈش۔ کیوں"...... صالحہ نے کھانا دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مفت کھانے والے بے چاروں کے لئے ایک ڈش ہی غنیمت ہوتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ویٹر۔ مینو مجھے دو"...... صالحہ نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رہنے دو۔ میں ایک وقت میں ایک ڈش کا ہی قائل ہوں۔ جاؤ ویٹر"...... عمران نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا اور صالحہ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

"کیا تم کبھی ہوٹل پا کسی گئی ہو"...... عمران نے کھانا کھاتے ہوئے صالحہ سے کہا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

"نہیں۔ کیوں۔ کیا آپ گئے ہوئے ہیں"...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

"اللہ بچائے۔ بڑا ہی موذی مرض ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔ وہ ساتھ ساتھ کھانا کھانے میں مصروف تھا۔

"موذی مرض۔ کیا مطلب۔ یہ ہوٹل مرض کیسے بن گیا"۔ صالحہ کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"سمال پاکس چیچک کو کہا جاتا ہے اور جب سمال پاکس موذی مرض ہے تو پاکسی جو اس کی مونث ہوئی لازمی بات ہے انتہائی موذی مرض ہو گا"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اوہ۔ تو آپ اس لحاظ سے اسے موذی مرض کہہ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی زبان میں پاکسی کا کوئی اور مطلب ہو"۔ صالحہ نے کہا۔

"وہاں بھی یہی زبان بولی جاتی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ پورے زاکو میں پاکسی نام کا کوئی ہوٹل نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار اچھل پڑی۔

"ہوٹل نہیں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہنری تو بتا رہا تھا کہ پورے یورپ میں پاکسی نامی ہوٹلوں کی زنجیر موجود ہے اور سب ہوٹل سیون سٹار ہیں"...... صالحہ نے کہا۔

"تم چاہو تو انٹرنیٹ پر دنیا کے تمام ہوٹلوں کی لسٹ حاصل کر سکتی ہو۔ اگر اس میں پاکسی کا نام آجائے تو زیادہ تو نہیں البتہ جتنا کھانا میں کھا رہا ہوں اتنا تمہیں بھی کھلا سکتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گیا حالانکہ میز پر ٹشو کا ڈبہ موجود تھا لیکن عمران کی عادت تھی کہ وہ کھانا کھانے کے بعد باقاعدہ ہاتھ دھوتا تھا اور اچھی طرح کلی کرتا تھا اس لئے وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ وہاں ہاتھ دھونے کے لئے



واش بیسن موجود تھا۔

"کیا آپ درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب"...... صالحہ نے عمران کی واپسی پر اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ویٹر اس دوران کھانے کے خالی برتن واپس لے گیا تھا۔

"مجھے اس لئے معلوم ہے کہ میرے پاس ہوٹلوں کی بین الاقوامی کیٹلاگ باقاعدگی سے آتی رہتی ہے اور مجھے اس لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ نجانے کس وقت کس ملک میں مشن کے سلسلے میں جانا پڑے اور وہاں ظاہر ہے مجھے ہر قسم کے ہوٹلوں کے بارے میں معلومات ہونی چاہئیں تاکہ اس سلسلے میں وقت ضائع نہ ہو اور تازہ ترین کیٹلاگ دو روز پہلے میری نظروں سے گزری ہے۔ اس میں پاکسی کے نام کا کوئی سیون سٹار تو ایک طرف سنگل سٹار ہوٹل بھی نظر نہیں آیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اسی لمحے ویٹر نے میز پر کافی کے برتن لگانے شروع کر دیئے۔ شاید عمران کی عدم موجودگی میں صالحہ نے کافی کا آرڈر دے دیا تھا۔

"ویری سٹرینج۔ لیکن والد صاحب کو تو یقیناً اس کا علم ہو گا۔ پھر انہوں نے کیوں مجھے کہا کہ ہنری پاکسی ہوٹل کے سلسلے میں یہاں آیا ہے"...... صالحہ نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آج کل کے بزرگوں نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ وہ واقعی اس تیز رفتار دنیا میں بہت سی جدید معلومات کے حصول میں ناکام رہ گئے ہیں جبکہ قدیم دور کے بزرگ اس بات کے قائل تھے کہ وہ سب سے

زیادہ جانتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر ہنری نے ایسے ہوٹل کا نام کیوں لیا۔ اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... صالحہ نے کافی کی پیالی اٹھا کر عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"غریب سیاح ہو گا اور میری طرح مفت کھانا کھانا چاہتا ہو گا"۔ عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ نے واقعی مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے"...... صالحہ نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"جب تم میرے کھانے کی پیمنٹ کرو گی اور مجھے اطمینان ہو جائے گا کہ اب ہوٹل کی انتظامیہ مفت کھانے کے نتیجے میں مجھے پورے ہال کے سامنے مرغا نہیں بنائے گی تو پھر میں تمہیں اس الجھن سے بھی نکال دوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ واقعی مذاق کر رہے ہیں"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہنری براؤن کہاں ٹھہرا ہوا ہے"۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"ہاں۔ میں نے اس سے پوچھا تھا تو اس نے بتایا کہ وہ ہوٹل سیٹا کے کمرہ نمبر ایک سو بارہ میں رہائش پذیر ہے"...... صالحہ نے جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو اشارے سے بلایا اور



اس کے آنے پر اسے بل لانے کا کہہ دیا۔

"ہوٹل سیٹا۔ اوہ۔ پھر تو واقعی میرا خیال غلط ہے۔ ہوٹل سیٹا میں کوئی غریب سیاح کیسے رہ سکتا ہے۔ وہاں تو اچھے اچھے لارڈ بھی دوسرا دن پڑنے پر گھبرا جاتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صالحہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ اس اعتماد سے بات کر دیتے ہیں کہ دوسرا واقعی الجھن میں پڑ جاتا ہے"...... صالحہ نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ تمہاری الجھن دور ہو چکی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ آپ کا خیال غلط ہے"۔ صالحہ نے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے بل لا کر دیا تو عمران نے صالحہ سے پہلے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر پلیٹ میں رکھ دیا۔

"لے جاؤ۔ باقی تمہاری ٹپ"...... عمران نے کہا تو ویٹر نے مسکراتے ہوئے سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔

"یہ کیا مطلب۔ بل تو میں نے دینا تھا"...... صالحہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چھوٹی بہنیں بھائیوں سے کھایا کرتی ہیں کھلایا نہیں کرتیں اور ویسے بھی تم الجھن سے اب نکل آئی ہو۔ الجھن کی بات دوسری تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ الجھن میں بل مجھے دینا پڑتا"...... صالحہ نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ الجھن کے وقت جیب خالی ہو تو الجھن صرف ذہن تک ہی محدود رہ جاتی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو ایک بار پھر اشارہ کر دیا۔

" یس سر"...... ویٹر نے قریب آکر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" فون لے آؤ"...... عمران نے کہا۔

" یس سر"...... ویٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کارڈلیس فون پیس نکال کر عمران کے سامنے میز پر رکھا اور واپس مڑ گیا۔

" واہ۔ اسے کہتے ہیں کوئیک سروس۔ بلکہ کوئیک مارچ سروس۔ ویسے ایک بات ہے صالحہ۔ کوئیک مارچ کیوں ہوتی ہے کوئیک اپریل کیوں نہیں ہوتی"...... عمران نے فون اٹھاتے ہوئے کہا اور صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔ عمران نے انکوائری کے نمبر پریس کئے اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی جسے لاؤڈر آن ہونے کی وجہ سے صالحہ نے بھی بخوبی سن لیا تھا۔

" ہوٹل سیٹا کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو صالحہ اس کی بات سن کر ایک بار پھر چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ انکوائری آپریٹر نے نمبر بتایا تو عمران نے



فون آف کر کے اسے دوبارہ آن کیا اور پھر وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو انکوائری آپریٹر نے بتائے تھے۔

" ہوٹل سیٹا"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" کمرہ نمبر ایک سو بارہ میں ہنری براؤن صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو سر۔ کمرہ نمبر ایک سو بارہ میں تو مس روزی رہائش پذیر ہیں۔ ہنری براؤن صاحب تو نہیں رہتے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لاؤڈر آن ہونے کی وجہ سے یہ بات صالحہ نے بھی سن لی تھی۔ اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

" آپ برائے کرم ہوٹل مینجمنٹ سے چیک کرائیں۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے نمبر غلط یاد رہا ہو۔ لیکن میں نے ان سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

" اوکے۔ آپ پانچ منٹ بعد دوبارہ رنگ کریں۔ میں چیک کرا لیتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے تھینک یو کہہ کر فون آف کر دیا۔

" اس نے مجھے یہی نمبر بتایا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے جان بوجھ کر غلط نمبر بتایا تھا۔ لیکن کیوں"...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر آگے بات ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر پانچ منٹ بعد اس نے دوبارہ ہوٹل سیٹا کے نمبر پریس کئے۔

"ہوٹل سیٹا"...... وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ مسٹر ہنری براؤن سے بات کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ سر۔ میں نے چیکنگ کرائی ہے۔ ہمارے ہوٹل میں ہنری براؤن نام کے کوئی صاحب بھی رہائش پذیر نہیں ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اچھا۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے میز پر رکھ دیا۔ صالحہ کا چہرہ اب دیکھنے والا ہو گیا تھا۔

"یہ سب کیا ہے۔ میرا تو ذہن ہی ماؤف ہو گیا ہے"...... صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اتنا گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہنری براؤن مجھے جانتا ہے اور میرے اچانک سامنے آنے پر اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری تھی۔ وہ میں نے دیکھ لی تھی اور پھر اس کے فوری طور پر چلے جانے سے بھی یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ میرے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے اور جو مجھ جیسے غریب آدمی کو جانتا ہو وہ بہرحال اتنے مہنگے ہوٹل میں نہیں رہ سکتا"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔



"آپ کا مطلب ہے کہ وہ کوئی ایجنٹ ہے۔ لیکن"...... صالحہ نے بھی اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم خود اپنے والد سے ملنے گئی تھی یا انہوں نے تمہیں کال کیا تھا"...... عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں جب یہاں دارالحکومت میں موجود ہوں تو ہر روز ان سے ملنے ان کے آفس میں آجاتی ہوں"...... صالحہ نے جواب دیا۔

"تو پھر سمجھ لو کہ ہنری براؤن یا جو بھی اس کا نام ہے اس نے خصوصی طور پر تم سے ملنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا ہے۔ البتہ میری اچانک آمد کی وجہ سے رنگ میں بھنگ پڑ گئی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ جب رنگ میں بھنگ پڑ جائے یعنی رنگ دار بھنگ ہو تو اس کا نشہ زیادہ تیز ہو جاتا ہے اس لئے اب بے چارہ ہنری براؤن نشے میں کہیں لڑکھڑاتا پھر رہا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے چیف کو رپورٹ دینی ہو گی۔ یہ تو معاملہ انتہائی سیریئس ہے"...... صالحہ نے ہال میں سے گزرتے ہوئے کہا۔

"اس طرح کی رپورٹیں دے کر چیف کو ناراض نہ کر لینا۔ تم اسے کیا بتاؤ گی۔ ویسے تم نارمل رہو۔ ہنری براؤن کو یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ اس کے بارے میں تمہیں کچھ معلوم ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ دوبارہ تم سے ملاقات کرے گا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔ اس کے بعد چیف کو رپورٹ دی جا

سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران تیز تیز قدم اٹھاتا پارکنگ کی طرف بڑھنے لگا۔ صالحہ بھی اس کے ساتھ تھی کیونکہ اس کی کار بھی پارکنگ میں موجود تھی۔



ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی سرسلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ اس وقت اپنے آفس میں موجود تھے۔

"یس"...... سرسلطان نے مخصوص لہجے میں کہا۔ البتہ ان کی نظریں سامنے موجود فائل پر جمی ہوئی تھیں۔

"ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل پاشا کی کال ہے جناب"۔ دوسری طرف سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پاشا کی کال۔ ٹھیک ہے۔ کراؤ بات"...... سرسلطان نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ ملٹری انٹیلی جنس کا ان سے کوئی براہ راست رابطہ نہ تھا۔ ان کا رابطہ ڈیفنس سیکرٹری سے ہوتا تھا۔

"کرنل پاشا بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد کرنل پاشا کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ سلطان بول رہا ہوں۔ فرمایئے۔ کیسے کال کی ہے" سرسلطان نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ سے ملٹری انٹیلی جنس کے سلسلے میں ایک ضروری بات کرنی ہے۔ اگر آپ تھوڑا سا ملاقات کا وقت دے دیں تو مہربانی ہو گی"...... دوسری طرف سے کرنل پاشا نے کہا۔

"لیکن میرا تو آپ کے محکمے سے سرکاری طور پر کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے ملاقات کیوں نہیں کرتے"۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ اس بات کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور اس کے انچارج آپ ہیں۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب نہیں۔ میں نے ان سے بات کی ہے۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ آپ سے بات کی جائے"۔ کرنل پاشا نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آ جایئے"...... سرسلطان نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے انٹرکام پر کرنل پاشا کی آمد پر انہیں آفس بھیجنے کا کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ البتہ ان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ انہوں نے فائل بند کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھ دیا۔ ان کی شاید سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ کرنل پاشا ان سے سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا بات کرنا چاہتا ہے اور پھر دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور کرنل پاشا اندر داخل ہوا۔ اس نے سرسلطان کو باقاعدہ سیلوٹ کیا۔



"تشریف رکھیئے"...... سرسلطان نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل پاشا سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سر آپ کا وقت چونکہ بے حد قیمتی ہوتا ہے اس لئے میں بلا کسی تمہید کے اصل بات پر آتا ہوں۔ ملٹری انٹیلی جنس کی کارکردگی کو بڑھانے کے لئے ہم نے ڈیفنس سیکرٹری اور صدر صاحب کی اجازت سے اس میں ایک سپیشل سیکشن بنایا ہے جس میں پانچ ایسے افراد رکھے گئے ہیں جو انتہائی ماہر ہیں اور پھر انہیں ہم نے طویل اور انتہائی سخت ٹریننگ بھی دی ہے"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"تو پھر"...... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے درخواست کر سکوں کہ جناب چیف آف سیکرٹ سروس سے اس سیکشن کی باقاعدہ اجازت لے لی جائے اور یہ درخواست بھی کی جائے کہ جو کیسز ملٹری انٹیلی جنس کے دائرہ کار میں آتے ہیں ان میں سیکرٹ سروس مداخلت نہ کرے"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"کیا پہلے انہوں نے آپ کے دائرہ کار میں کبھی مداخلت کی ہے"...... سرسلطان نے اس بار قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب ملٹری انٹیلی جنس کسی مشن پر کام شروع کرتی ہے تو چیف صاحب اسے سیکرٹ سروس کے ذمے لگا دیتے ہیں اور ملٹری انٹیلی جنس کو خاموش ہونا پڑتا ہے"۔ کرنل پاشا نے جواب دیا۔

"ایسا اس کیس میں ہوتا ہو گا جس میں پورے پاکیشیا کی سلام
کو خطرہ لاحق ہو جائے اور ایسی صورت میں ان کی مداخلت لاز
ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایسے
کیسز جن کا تعلق دفاعی لیبارٹریوں سے ہو چاہے ان میں غیر ملکی مجر
تنظیمیں ملوث ہوں یا غیر ملکی سرکاری ایجنسیاں، انہیں صرف ملٹر
انٹیلی جنس تک ہی محدود رہنے دیا جائے"...... کرنل پاشا نے کہا
سر سلطان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ اندرون ملک سیکرٹ سروس مداخلت
کرے"...... سر سلطان نے کہا۔

"میرا مقصد صرف دفاعی لیبارٹریوں سے ہے جناب۔ کیونکہ ایس
لیبارٹریاں وزارت دفاع کے انڈر کام کرتی ہیں اور اس کے لئے ہی
نے سپیشل سیکشن بنایا ہے۔ چاہے یہ مشن اندرون ملک ہو یا بیرو
ملک"...... کرنل پاشا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس سپیشل سیکشن کا انچارج کون ہے اور اس کے کیا کوائف
ہیں کیونکہ اس قدر اہم ترین مسئلہ پر صرف آپ کی بات پر آنکھیں
کر کے عمل نہیں کیا جا سکتا"...... سر سلطان نے کہا۔

"میں اس سیکشن کی مکمل فائل لے آیا ہوں جناب۔ آپ یہ فا
چیف صاحب کو بھجوا دیں اور چیف صاحب اگر چاہیں تو بے شک
اس سیکشن کے ممبران کو ٹیسٹ کر لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہی



ہے۔ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ ملٹری انٹیلی جنس بھی ملک کی
حفاظت اور سلامتی کے لئے کام کرے"...... کرنل پاشا نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک تہہ شدہ فائل نکالی اور اٹھ
کر مؤدبانہ انداز میں سر سلطان کے سامنے رکھ دی۔

"ٹھیک ہے۔ آپ جا سکتے ہیں۔ میں یہ فائل چیف کو بھجوا دوں گا
اور آپ کی گزارشات بھی۔ اس کے بعد وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں یہ ان
کی مرضی پر منحصر ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"تھینک یو سر"...... کرنل پاشا نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر
سیلوٹ کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر چلا گیا۔
سر سلطان نے ایک طویل سانس لیا اور پھر فائل کھول کر اسے دیکھنے
لگے۔ اس میں پانچ افراد کے فوٹو اور ان کے تفصیلی کوائف درج تھے
جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں اور ساتھ ہی ان کی ٹریننگ کے
بارے میں بھی تفصیلات دی گئی تھیں۔ سر سلطان فائل کو پڑھتے
رہے اور پھر انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور
پھر رسیور اٹھا کر پی اے سے کہا کہ وہ ڈیفنس سیکرٹری سر راشد سے
ان کی بات کرائے اور پھر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی
تو انہوں نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر سلطان نے کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے سر"...... دوسری طرف
سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"سر سلطان میں راشد بول رہا ہوں۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے ڈیفنس سیکرٹری سر راشد کی آواز سنائی دی۔

"ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل پاشا ابھی میرے پاس آئے تھے"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اس سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"یہ پلاننگ میری تھی سر سلطان۔ میں چاہتا ہوں کہ ملٹری انٹیلی جنس مکمل طور پر فعال ہو جائے اور اس کی کارکردگی کسی طرح بھی سیکرٹ سروس سے کم نہ ہو تاکہ ملک کی سلامتی اور حفاظت کے لئے ہمارے پاس دو ٹیمیں تیار ہو جائیں لیکن چونکہ اس کے لئے چیف آف سیکرٹ سروس کی اجازت ضروری تھی اس لئے میرے ہی مشورے پر کرنل پاشا آپ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ آپ برائے کرم چیف صاحب سے اجازت لے دیں"...... سر راشد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں فائل انہیں بھجوا دیتا ہوں اور آپ کی سفارش بھی۔ اس کے بعد وہ جو فیصلہ کریں گے وہ بہرحال فائنل ہو گا"۔ سر سلطان نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں سر سلطان"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر سلطان نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ وہ چند لمحے بیٹھے سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر



پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران موجود ہے یہاں"...... سر سلطان نے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں جناب۔ عمران صاحب تو کئی دنوں سے نہیں آئے۔ فلیٹ پر بھی موجود نہیں ہوتے کیونکہ سلیمان اپنے گاؤں گیا ہوا ہے۔ خیریت"...... بلیک زیرو نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

"تم اسے ٹریس کر کے کہو کہ وہ فوراً مجھے آفس میں ملے۔ ایک اہم بات کرنی ہے اس سے"...... سر سلطان نے کہا۔

"کیا کسی کیس کا سلسلہ ہے جناب"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس کے سلسلے میں ایک تجویز میرے پاس آئی ہے۔ اسے ڈسکس کرنا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں انہیں ٹریس کر کے آپ کا پیغام دے دیتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور سر سلطان نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر انہوں نے سامنے پڑی ہوئی سپیشل سیکشن کی فائل اٹھا کر اسے میز کی دراز میں رکھا اور پھر پہلے والی فائل اٹھا کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد انہیں آفس کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔

"کیا حقیر فقیر پر تقصیر خدمت سلطان میں حاضر ہو سکتا ہے" دروازے پر موجود عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اجازت ہے"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور فائل بند کر کے ایک طرف رکھ دی۔

"سلطان کا اقبال بلند ہو اور سلطان کا ڈنکا چار دانگ عالم میں قیامت تک بجتا رہے"...... عمران نے چوبداروں کے انداز میں کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"اب ڈنکے بجانے کے زمانے نہیں رہے۔ اب تو سائنسی ذرائع میسر ہیں"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو لطف ڈنکے کی آواز میں ہے جناب وہ بھلا سائنسی ذرائع میں کہاں۔ آپ چاہیں تو اس کا تجربہ کر سکتے ہیں۔ اپنے آفس کے باہر ایک ڈنکا رکھ دیں۔ پھر اس کے بجنے کی آوازیں سنیں۔ مجھے یقین ہے کہ فون کی گھنٹی سے زیادہ لطف اندوز ہوں گے آپ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ڈنکا بجانے پر اگر تمہیں مامور کر دیا جائے پھر تو واقعی اس کی آواز پرلطف ہو گی۔ بہرحال یہ فائل دیکھو۔ میں اس دوران اس فائل کو نمٹا لوں۔ اسے ابھی صدر صاحب کے پاس بھجوانا ہے"۔ سر سلطان نے میز کی دراز کھول کر سپیشل سیکشن کی فائل نکال کر عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ فائل اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لی جو انہوں نے عمران کی آمد پر بند کر دی تھی۔

"یہ واقعی اچھا طریقہ ہے۔ اب مجھے بھی دو فائلیں بنوانا پڑیں گی۔ ایک چیف صاحب کے سامنے رکھی اور دوسری اپنے سامنے۔ جس میں ظاہر ہے خوبصورت تصویریں ہوں گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن سر سلطان نے نہ کوئی جواب دیا اور نہ ہی انہوں نے فائل پر سے نظریں اٹھائیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اگر انہوں نے جواب دے دیا تو پھر فائلیں پڑی کی پڑی رہ جائیں گی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے فائل اٹھا کر اپنے سامنے رکھی اور پھر وہ چونک پڑا۔ کیونکہ فائل کور پر ملٹری انٹیلی جنس کا مخصوص سرکاری نشان موجود تھا اور اس پر سپیشل سیکشن کے الفاظ بھی موجود تھے۔ عمران نے فائل کھولی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ سر سلطان نے اس دوران اپنی فائل کے آخری صفحے پر ایک جگہ دستخط کئے اور پھر فائل بند کر کے انہوں نے ایک طرف رکھ دی اور اب وہ اطمینان سے بیٹھے عمران کو دیکھ رہے تھے جو اب واقعی سنجیدگی سے فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا۔

"میں نے دیکھ لی ہے فائل"...... عمران نے فائل بند کرتے ہوئے کہا تو سر سلطان نے کرنل پاشا کی آمد۔ اس سے ہونے والی بات چیت اور پھر ڈیفنس سیکرٹری سر راشد سے ہونے والی تمام باتیں بتا دیں۔

"ٹھیک ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس کی کارکردگی بڑھانے کے لئے وہ

جو اقدام چاہیں کریں۔ ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے اور ڈیفنس اور لیبارٹریوں کی حفاظت بھی ان کے دائرہ کار میں شامل ہے۔ پھر انہیں چیف آف سیکرٹ سروس سے اجازت لینے اور یہ بات کرنے کہ سیکرٹ سروس ان کے معاملات میں مداخلت نہ کرے، اس کی مجھے سمجھ نہیں آئی"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ بات کی تھی لیکن اس نے جواب دیا کہ دفاعی لیبارٹریوں کے سلسلے میں چاہے مقابل کوئی غیر ملکی مجرم تنظیم ہو یا سرکاری۔ ان پر انہیں کام کرنے کا موقع دیا جائے"...... سر سلطان نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ سپیشل سیکشن ڈی سیکشن کے انداز میں بنایا گیا ہے۔ لیکن اس اجازت سے مجھے شک پڑتا ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسا کیس ہے جس پر ان کا خیال ہے کہ سیکرٹ سروس مداخلت کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو"...... سر سلطان نے کہا۔

"لیکن پہلے تو اس سیکشن کے افراد کی صلاحیتوں کی پوری طرح جانچ ہونی چاہئے پھر ہی انہیں اس طرح کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ صرف کوائف دیکھنے سے تو ان کی اصل کارکردگی سامنے نہیں آ سکتی اور اگر ان کے کہنے پر آنکھیں بند کر لی جائیں تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا کو کوئی ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ اب اگر تم کہو تو میں انکار کر دوں"۔ سر سلطان نے کہا۔

"نہیں۔ آپ میری کرنل پاشا سے بات کرائیں میں خود ان سے بات کر لیتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا تم ذاتی حیثیت سے بات کرو گے یا چیف کے نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے"...... سر سلطان نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے۔ کیونکہ بہرحال یہ اہم اور سنجیدہ معاملہ ہے"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر رسیور اٹھا کر انہوں نے پی اے کو کرنل پاشا سے بات کرانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ عمران کی فراخ پیشانی پر شکنیں ابھر آئی تھیں۔ سر سلطان بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر سلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر سلطان نے کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل پاشا لائن پر ہیں جناب"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کراؤ بات"...... سر سلطان نے کہا۔

"سر۔ میں کرنل پاشا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل پاشا کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پاشا۔ میں نے تمہاری فائل اور تجویز کے بارے میں چیف سے بات کی ہے۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ اس بارے میں پہلے ان کا نمائندہ خصوصی علی عمران ڈسکس کرے گا اور پھر وہ انہیں رپورٹ فائل کے ساتھ دے گا۔ تب ہی کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ عمران اس وقت میرے آفس میں موجود ہے۔ آپ ان سے بات کر لیں"...... سرسلطان نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"حقیر فقیر پر تقصیر بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) حال نمائندہ خصوصی جناب چیف آف سیکرٹ سروس ان آفس جناب سرسلطان عالی مقام سے بول رہا ہوں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی جبکہ سرسلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ البتہ انہوں نے رسیور دے کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا۔

"عمران صاحب۔ میں کرنل پاشا بول رہا ہوں۔ آپ نے سپیشل سیکشن کی فائل دیکھ لی ہو گی۔ ہمیں آپ کی سرپرستی کی ضرورت ہے"...... دوسری طرف سے کرنل پاشا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ وہ چونکہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اس نے عمران کی باتوں پر کوئی تبصرہ نہ کیا تھا۔

"لیکن میں تو انتہائی مفلس اور قلاش آدمی ہوں۔ نمائندہ خصوصی بھی اعزازی ہوں۔ میں کیسے سرپرستی کر سکتا ہوں"۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو سرسلطان کا چہرہ مزید بگڑ گیا۔ لیکن انہوں نے سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔



"کیا مطلب عمران صاحب۔ میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھا"...... کرنل پاشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب۔ کسی بھی تنظیم کا سرپرست اسے بنایا جاتا ہے جو صاحب ثروت ہو تاکہ تنظیم اس سے سرپرستی کا معاوضہ خاصی بڑی رقم کی صورت میں حاصل کر سکے۔ غریب اور مفلس بے چارہ کیسے سرپرستی جیسے بھاری منصب پر فائز ہو سکتا ہے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا مطلب ہے کہ چیف صاحب سرپرستی کریں اور ہمیں کام کرنے کا موقع دیا جائے"...... کرنل پاشا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کرنل پاشا۔ میں نے چیف صاحب کو تفصیلی رپورٹ دینی ہے اور تفصیلی رپورٹ میں بہرحال تفصیل لکھنا پڑتی ہے اس لئے آپ ذرا کھل کر بتائیں کہ کیا ان دنوں آپ کے پاس ایسا کوئی کیس ہے جس کے بارے میں آپ کو خدشہ ہو کہ سیکرٹ سروس اس میں مداخلت کر سکتی ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بظاہر تو ایسا کوئی کیس نہیں ہے جناب۔ البتہ ایک کیس پر سپیشل سیکشن کام ضرور کر رہا ہے کیونکہ ملٹری انٹیلی جنس کو اطلاع ملی تھی کہ یورپی ملک زاکو کی ایک سرکاری تنظیم جس کا کوڈ نام ڈبل کراس ہے پاکیشیا کی ایک دفاعی لیبارٹری نمبر تھری سے فارمولا اڑانے کے سلسلے میں کام کر رہی ہے۔ مجھے جب یہ اطلاع ملی تو میں نے سپیشل سیکشن کی ڈیوٹی لگا دی۔ وہ اس پر کام کر رہے ہیں۔ اس

کے علاوہ تو فی الحال اور کوئی اہم کیس نہیں ہے"...... کرنل پاشا نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اسے ہنری براؤن یاد آ گیا تھا جس سے صالحہ کے ساتھ ہوٹل میں ملاقات ہوئی تھی اور جو زاکو کا رہنے والا تھا۔

"اس لیبارٹری میں کس فارمولے پر کام ہو رہا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اس میں ایک مخصوص ساخت کی گن پر کام ہو رہا ہے۔ اسے سٹام گن کہا جاتا ہے۔ اس گن کا فارمولا پاکیشیائی سائنس دان کی ایجاد ہے۔ اس گن سے سطح سمندر کے اوپر سے سمندر کی تہہ میں موجود آبدوز کو ہٹ کیا جا سکتا ہے۔ اس میں جو میزائل فائر ہو گا وہ سمندر میں فائر ہونے کے بعد وسیع رینج میں سمندر کے اندر موجود آبدوز کو خود ہی ٹریس کر کے ٹارگٹ بنا سکتا ہے"...... کرنل پاشا نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔

"ویری گڈ۔ یہ تو انتہائی اہم اور انتہائی مختلف فارمولا ہے۔ کیا یہ گن تیار ہو چکی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ اس کے ٹسٹ بھی کئے جا چکے ہیں اور ٹسٹ کامیاب رہے ہیں۔ اس کی رینج وسیع کرنے اور اس میں موجود خامیوں پر قابو پانے پر فائنل کام ہو رہا ہے"...... کرنل پاشا نے جواب دیا۔

"پھر اب تک سپیشل سیکشن نے کیا کارروائی کی ہے"۔ عمران نے کہا۔



"دو روز پہلے اطلاع ملی ہے۔ اس لئے ابھی تو صرف اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات سخت کر دیئے گئے ہیں۔ وہاں زاکو میں بھی ملٹری انٹیلی جنس کا خصوصی سیٹ اپ کام کر رہا ہے اور یہاں بھی۔ ان ایجنٹوں کی تلاش جاری ہے"...... کرنل پاشا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر یہی آپ کے اس سپیشل سیکشن کا ٹیسٹ کیس ہو گا۔ اگر تو وہ ان ایجنٹوں کو گرفتار کرنے اور ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر یہ سیکشن آپ کی مرضی کے مطابق کام کرے گا ورنہ دوسری صورت میں اسے آپ اپنے دائر کار تک ہی محدود رکھیں گے۔ میں فی الحال یہی سفارش چیف سے کر سکتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی بات چیف صاحب نہیں ٹالیں گے"...... کرنل پاشا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر ٹال بھی دیں گے تو کیا ہوا۔ میں آپ کے سپیشل سیکشن میں شامل ہو جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ چیف کی طرح کنجوس نہیں ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں اپنی تنخواہ آپ کو پیش کر دوں گا جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ پھر تو آپ چیف سے بھی زیادہ کنجوس ہیں۔ کیونکہ آپ نے

صرف تنخواہ کی بات کی ہے یعنی بنیادی تنخواہ کی۔ ساتھ ہی جو بھاری الاؤنس ملتے ہیں وہ آپ نے صاف بچالئے ہیں۔ بہرحال شکریہ۔ خدا حافظ "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" یہ فارمولا تو انتہائی اہم ہے۔ یہ اگر وہ اڑا کر لے گئے تو۔" سرسلطان نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" تو کیا ہوا۔ ہم جا کر واپس لے آئیں گے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ اسے یہاں سے جانا ہی نہیں چاہئے "...... سرسلطان نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ مجھے پہلے ہی اس بارے میں اطلاع مل چکی ہے اور ان کا ایک آدمی بھی میری نظروں میں ہے۔ ہم بھی ساتھ ساتھ کام کرتے رہیں گے۔ البتہ اب ہمارا کام صرف نگرانی ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ واقعی اس سپیشل سیکشن کو کام کرنے کا موقع ملے اور اگر یہ لوگ واقعی کام کر سکتے ہیں تو اس میں پاکیشیا کا ہی مفاد ہے کیونکہ انسان بہرحال فانی ہوتے ہیں "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" اللہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو عمر خضر عطا کرے۔ تم اپنے اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں ایسی بات میرے سامنے مت کیا کرو۔ میرا دل یہ سوچ کر ہی ڈوبنے لگتا ہے "...... سرسلطان نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔



" اور آنٹی کے بارے میں سوچ کر دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ یہ بھی بتا دیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

" تم شیطان ہو۔ بزرگوں کو تو معاف کر دیا کرو "...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" مطلب ہے کہ یہ بات بھی آنٹی سے ہی پوچھنا پڑے گی کیونکہ آپ کے دل کی رازداں وہی ہیں "...... عمران نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور سرسلطان ایک بار پھر ہنس پڑے اور عمران بھی مسکراتا ہوا سلام کر کے واپس مڑ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے ہنری براؤن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ براؤن بول رہا ہوں"....... براؤن نے کہا۔

"ڈریک بول رہا ہوں براؤن۔ ہوٹل سیٹا سے"....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو براؤن بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا کوئی خاص بات ہے جو تم نے براہ راست کال کیا ہے"۔ براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہاری ملاقات مشہور ایجنٹ علی عمران سے ہوئی تھی"۔ ڈریک نے کہا تو براؤن کے چہرے پر یکلخت مسکراہٹ سی پھیل گئی۔

"ہاں۔ سرسری سی ملاقات ہوئی تھی۔ کیوں"....... براؤن نے کہا۔

"کیا تم نے اسے بتایا تھا کہ تم ہوٹل سیٹا کے کمرہ نمبر ایک سو



بارہ میں رہائش پذیر ہو"....... ڈریک نے کہا۔

"نہیں۔ البتہ صالحہ کے پوچھنے پر میں نے یہ نمبر اسے بتایا تھا۔ ہوا کیا ہے جو تم اس قدر پراسرار بن رہے ہو"....... براؤن نے کہا۔

"علی عمران کا فون آیا تھا۔ وہ اس کمرے کے حوالے سے تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب اسے بتایا گیا کہ اس کمرے میں تمہاری بجائے کوئی اور رہتا ہے تو اس نے ہوٹل انتظامیہ سے کہا کہ تم جس کمرے میں رہتے ہو اس کی بات تم سے کرائی جائے۔ جس پر بعد میں اسے بتایا گیا کہ تم یہاں سرے سے رہائش پذیر ہی نہیں ہو"....... ڈریک نے کہا۔

"تو پھر اس میں اتنا پریشان ہونے والی کون سی بات ہے۔ صالحہ نے اسے بتا دیا ہو گا"....... براؤن نے کہا۔

"اس میں پریشان ہونے والی بات یہ ہے کہ وہ اب تمہاری طرف سے مشکوک ہو گیا ہے۔ اس لئے لازماً اب تمہیں تلاش کیا جا رہا ہو گا اور اب وہ کسی عفریت کی طرح تمہارے پیچھے لگ جائے گا اور اس طرح مشن مکمل نہ ہو سکے گا"....... ڈریک نے کہا۔

"ہمارے مشن کا اس سے کیا تعلق۔ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے جبکہ ہمارا مشن محدود ہے"....... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کسی دائرے میں رہ کر کام کرنے کا عادی نہیں ہے۔ وہ ہر اس معاملے میں ٹانگ اڑا سکتا ہے جس میں اس کے خیال کے

مطابق پاکیشیا کا مفاد مجروح ہوتا ہو اور تمہارا مشن بہر حال پا
کے مفاد کے خلاف ہے۔ آج تمہیں صالحہ سے ملنے کی کیا ضرورت
اور اگر کوئی ضرورت تھی بھی تو تمہیں جب معلوم تھا کہ وہ سیکر
سروس کے لئے کام کرتی ہے تو پھر تمہیں اسے اس طرح کی غلط
نہیں بتانی چاہئے تھی"...... ڈریک نے کہا۔

"مجھے اس سے ملنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن چیف
حکم کی وجہ سے میں مجبور تھا"...... براؤن نے کہا۔

"چیف کے حکم پر۔ کیا مطلب۔ کیا چیف نے تمہیں کہا تھا کہ
صالحہ سے ملو۔ کیوں"...... ڈریک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے
کہا۔

"جس لیبارٹری میں مشن مکمل کرنا ہے اس کا حدود اربعہ کسی
معلوم نہیں ہے۔ میں نے محکمہ دفاع میں بھی کوشش کی لیکن
معلوم نہ ہو سکا۔ جس پر میں نے چیف کو رپورٹ دی تو چیف نے
مجھے انتظار کرنے کے لئے کہا اور پھر دوسرے روز چیف کی کال آئی
چیف نے کسی ذریعے سے یہ معلوم کر لیا کہ پاکیشیا میں ایک بڑے
ہوٹل کے چیئرمین کی بیٹی صالحہ سیکرٹ سروس سے متعلق ہے
چیف کو یہ بھی معلوم ہوا کہ پاکیشیا میں تمام اہم لیبارٹریوں کی فائلیں
سیکرٹ سروس کے ہیڈ آفس کی تحویل میں ہوتی ہیں اور اگر صالحہ
کسی طرح شیشے میں اتار لیا جائے تو اس کی مدد سے سیکرٹ سروس
کے ہیڈ کوارٹر سے یہ فائل حاصل کی جا سکتی ہے اور یہ مشن آسا



مکمل ہو سکتا ہے اور یہ بھی چیف نے معلوم کیا کہ صالحہ اپنے
والد سے ملنے روزانہ ان کے آفس میں آتی ہے اور چیف کو یہ بھی
یقین تھا کہ میں عورتوں کو شیشے میں اتارنے کا ماہر ہوں۔ چنانچہ
نے مجھے حکم دیا کہ میں صالحہ سے مل کر اس سے دوستی کروں اور
اس کی مدد سے فائل حاصل کر کے مشن مکمل کروں۔ جس پر میں
لحہ کے والد سے ملنے گیا۔ میں نے خود کو ایک بڑے ہوٹل کا چیف
یسر ظاہر کیا اور بتایا کہ میں یہاں پاکیشیا میں ایسے ہوٹل کے قیام
لئے تجزیاتی رپورٹ تیار کرنے آیا ہوں۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔
صالحہ وہاں آئی تو صالحہ سے تعارف ہوا تو میں نے صالحہ سے
خواست کی کہ اس تجزیاتی کام میں وہ میری مدد کرے تو صالحہ تیار
گئی اور پھر ہم وہاں سے اکٹھے اٹھے اور پھر ہم کھانا کھانے ہوٹل
رتن چلے گئے۔ میں نے صالحہ کو شیشے میں اتارنا شروع کر دیا اور
یقین تھا کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا لیکن عین اسی لمحے علی عمران
آ گیا اور میں نے علی عمران کی نظروں میں شک کی پرچھائیاں
کر وہاں نہ بیٹھنے کا فیصلہ کیا کیونکہ ظاہر ہے وہاں مجھے عمران کے
صیلی سوالات کا جواب دینا پڑتا۔ اس کے بعد اب تمہاری کال سے
چلتا ہے کہ عمران نے ہوٹل میں چیکنگ کی ہے تو اس کا مطلب
کہ اب صالحہ سے ملنا فضول ہے۔ اب کوئی اور حل نکالنا ہو
...... براؤن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایک کوشش کی ہے اور اب میں اس کے نتیجے کے

انتظار میں ہوں۔ اگر نتیجہ مثبت نکلا تو میں تمہارے پاس آؤں گا
پھر اس پر کام شروع کر دیں گے لیکن اب تمہیں عمران وغیرہ سے
ہوشیار رہنا ہو گا"...... ڈریک نے کہا۔

"ہوشیار رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے کاغذات اصل ہیں
اور ہم میک اپ میں بھی نہیں ہیں۔ اس لئے جب تک ہمارے
خلاف کوئی ثبوت نہ ہو اس وقت تک وہ ہمیں کیا کہہ سکتے ہیں اور
انہیں یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم کس مقصد کے تحت یہاں
آئے ہیں"...... براؤن نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو براؤن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز
سنائی دی تو براؤن چونک پڑا۔

"یس کم ان"...... براؤن نے سپاٹ آواز میں کہا تو دروازہ کھلا
اور ایک غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"اوہ۔ ڈریک آؤ۔ تمہاری آمد کا مطلب ہے کہ تمہاری کوشش
کامیاب رہی ہے"...... براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور اب ہم نے اس پر کام کرنا ہے"...... ڈریک نے
کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ تفصیل تو بتاؤ"...... براؤن نے کہا۔

"یہاں پاکیشیا میں کئی ڈیفنس لیبارٹریاں ہیں اور ان میں



ایک لیبارٹری کے ساتھ ہمارا مشن اٹیچ ہے اس لئے سب سے پہلے تو
ہم نے اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں"۔
ڈریک نے کہا۔

"یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ اس لیبارٹری کو نمبر تھری لیبارٹری کہا
جاتا ہے"...... براؤن نے کہا۔

"لیکن کس لیبارٹری کو۔ یہی تو معلوم کرنا ہے"...... ڈریک
نے کہا۔

"پھر کیا معلوم ہوا"...... براؤن نے کہا۔

"وزارت دفاع میں ایک آفس سپرنٹنڈنٹ ہے جس کا نام اسلم
ہے۔ یہ شخص جوئے کا عادی ہے اور ان دنوں خاصے بڑے قرضے کے
نیچے دبا ہوا ہے۔ اس اسلم کو اگر بھاری دولت کا لالچ دیا جائے تو وہ
ہمارا کام کر سکتا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل
کی ہیں۔ وہ یہاں لالہ زار کالونی کی ایک کوٹھی میں رہائش پذیر ہے۔
میں نے اپنے آدمی کے ذریعے اس سے بات کی ہے۔ وہ ہم سے سودا
کرنے پر تیار ہے۔ اب ہم نے اس سے ملنے جانا ہے اور اس سے بات
کرنی ہے"...... ڈریک نے کہا۔

"لیکن اس کی رہائش گاہ پر ہماری ملاقات ٹھیک نہیں رہے گی
کیونکہ ڈیفنس سے متعلق افراد کی خفیہ نگرانی بھی کی جاتی ہے اور اگر
دو غیر ملکی اس سے ملاقات کریں گے تو ظاہر ہے اسے مشکوک سمجھا
جائے گا اس لئے اگر اس سے کسی کلب میں یا ہوٹل میں ملاقات ہو

جائے تو زیادہ بہتر ہے"...... براؤن نے کہا۔

"میں نے یہ بات اپنے آدمی سے کی تھی۔ اس کا کہنا ہے کہ اسلم اوپن جگہوں کی نسبت اپنے گھر میں بات چیت کرنا زیادہ محفوظ سمجھتا ہے اور غیر ملکی اس کے گھر اکثر آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ اس کی بیوی ایکریمین ہے اور اس بارے میں پورے محکمے کو علم ہے"۔ ڈریک نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو یہ اسلم ظاہر ہے کسی اہم سیٹ پر نہ ہو گا کیونکہ اگر وہ کسی اہم سیٹ پر ہوتا تو لامحالہ غیر ملکی لڑکی سے شادی پر اسے محکمے سے فارغ کر دیا جاتا"...... براؤن نے کہا۔

"وہ آفس سپرنٹنڈنٹ ہے اور آفس ورک کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی اور اس لحاظ سے وہ واقعی ہمارا کام نہیں کر سکتا لیکن وہ حد درجہ تیز آدمی ہے اور اس کے تعلقات بھی خاصے وسیع ہیں اس لئے وہ ہمارا کام کر گزرے گا"...... ڈریک نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اگر تم مطمئن ہو تو میں چلنے کے لئے تیار ہوں"...... براؤن نے کہا۔

"گارنٹیڈ چیک بک جیب میں ڈال لو تاکہ اگر معاملات طے ہو جائیں تو ہم اسے چیک دے دیں اور کام جلد از جلد ہو سکے"۔ ڈریک نے کہا اور براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ٹیکسی پر سوار ہو کر لالہ زار کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اسلم کی کوٹھی درمیانے درجے کی تھی۔ چونکہ ڈریک کو اس کا



نمبر معلوم تھا اس لئے ڈریک کے بتانے پر ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں اس کی کوٹھی کے سامنے ڈراپ کر دیا۔ ٹیکسی کے واپس جانے کے بعد ڈریک نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... ڈور فون سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میرا نام ڈریک ہے اور میرے ساتھ ہنری براؤن ہیں۔ آپ کے لئے ایک پیغام ہے"...... ڈریک نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ اندر آ جائیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی پھاٹک سے کھٹاک کی زور دار آواز سنائی دی۔ آٹومیٹک لاک کو خودکار انداز میں اندر سے کھولا گیا تھا۔ اس آواز کے ساتھ ہی چھوٹی کھڑکی خود بخود کھل گئی۔

"آؤ براؤن"...... ڈریک نے کہا اور وہ اس چھوٹی کھڑکی سے اندر داخل ہو گیا۔ براؤن اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔ پورچ میں ایک کار موجود تھی جس کی نمبر پلیٹ پر محکمہ دفاع کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی ان کے عقب میں چھوٹی کھڑکی خود بخود بند ہو گئی تھی۔

"یہ تو بڑی پراسرار سی جگہ ہے۔ بالکل ہارر فلموں کی سچوئیشن کی طرح"...... براؤن نے کہا تو ڈریک بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے انہیں اندر سے ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آتا دکھائی دیا۔ اس نے گھریلو لباس پہنا ہوا تھا لیکن لباس صاف ستھرا تھا اور اس لباس کے اوپر اس نے خوبصورت سا گاؤن پہن رکھا تھا۔

"میرا نام اسلم ہے"...... آنے والے نے سیڑھیاں اتر کر ان
طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میرا نام ڈریک ہے اور یہ ہنری براؤن ہیں"...... ڈریک نے
تو اسلم نے ان سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا اور پھر
انہیں ساتھ لے کر برآمدے کے کونے میں واقع ڈرائینگ روم میں
لے آیا۔ ڈرائینگ روم خاصے جدید انداز میں سجا ہوا تھا۔

"آپ کی وجہ سے میں نے اپنے ملازموں کو بھی چھٹی دے دی ہے
اور میری وائف تو ویسے ہی ایک ماہ کے لئے ایکریمیا گئی ہوئی
ہے"...... اسلم نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اس
نے ایک طرف موجود الماری کے نچلے بند خانے کو کھول کر اس میں
موجود شراب کی ایک بوتل اور تین گلاس نکالے اور انہیں میز پر رکھ
کر اس نے خود ہی تینوں گلاسوں میں شراب انڈیلی اور پھر بوتل بند
کر کے اسے میز پر ہی رکھ دیا۔

"لیجے۔ یہ آپ کو یقیناً پسند آئے گی"...... اسلم نے کہا۔

"شکریہ"...... ان دونوں نے کہا اور گلاس اٹھا کر گھونٹ لئے۔
شراب واقعی کافی پرانی اور اچھی تھی۔

"گڈ۔ آپ کا ذوق بے حد اعلیٰ ہے"...... براؤن نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"میری بیوی ایکریمین ہے۔ اس سے آپ میرے ذوق کا اندازہ لگا
سکتے ہیں"...... اسلم نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔



"کیا آپ کے محکمے نے غیر ملکی لڑکی سے شادی کرنے پر کوئی
اعتراض نہیں کیا"...... براؤن نے کہا۔

"میں نے باقاعدہ اجازت لے کر شادی کی ہے۔ چونکہ میرا کام
ایسا ہے کہ جس کا تعلق صرف آفس ورک سے ہے اس لئے اعتراض
نہیں کیا گیا"...... اسلم نے جواب دیا۔

"کیا ہماری یہاں آمد پر آپ کے خلاف کوئی مسئلہ تو نہیں بنے
گا"...... براؤن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میری بیوی میکی کی وجہ سے ہمارے ہاں غیر ملکیوں
کی کافی آمد و رفت رہتی ہے۔ وہ ہوٹل گردی کی بڑی شوقین ہے اور
غیر ملکیوں سے دوستی کی بھی شوقین ہے اس لئے اس کے دوست اکثر
یہاں آتے رہتے ہیں اور یہاں پارٹیاں بھی منعقد کی جاتی ہیں جن
میں غیر ملکی شرکت کرتے رہتے ہیں اس لئے کسی کو آپ کی آمد پر
کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں"...... اسلم نے کہا۔

"براؤن کا خیال تھا کہ ہمیں بات چیت کسی ہوٹل یا کلب میں
کرنی چاہئے"...... ڈریک نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی بات چیت کا میں اوپن جگہ پر کرنے کا قائل نہیں
ہوں۔ نادیدہ کان وہاں ہوتے ہیں جبکہ یہاں ہم ہر لحاظ سے محفوظ
ہیں"...... اسلم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر بات ہو جائے۔ ہمیں ڈیفنس لیبارٹری نمبر
تھری کے بارے میں تفصیلات چاہئیں"...... براؤن نے کہا تو اسلم

چونک پڑا۔

"کس قسم کی تفصیلات"...... اسلم نے چند لمحے خاموش رہ کر پوچھا۔

"اس کا محل وقوع۔ اس کے حفاظتی انتظامات اور اس کے اندر کام کرنے والے کسی اہم آدمی کے بارے میں تفصیل"...... براؤن نے کہا۔

"محل وقوع تو میں آپ کو بتا سکتا ہوں لیکن اس سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ اس کے گرد انتہائی سخت پہرہ ہوتا ہے اور غیر متعلق آدمی تو کسی صورت بھی اندر نہیں جا سکتا اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی فائل ہمارے محکمے میں موجود ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس دفاعی لیبارٹری کی انتہائی خفیہ طور پر نگرانی کرتی ہے"...... اسلم نے کہا۔

"کیا اس میں کام کرنے والے کسی آدمی سے آپ ہماری ملاقات کرا سکتے ہیں جو ہمارا کام کر دے۔ اس طرح ہمیں اندر جانے کی ضرورت ہی نہ رہے گی"...... براؤن نے کہا۔

"آپ کا کام کیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں تاکہ میں اس کے مطابق کسی آدمی کا انتخاب کر سکوں"...... اسلم نے کہا۔

"وہاں ایک فارمولے پر کام ہو رہا ہے۔ ہمیں وہ فارمولا نہیں چاہئے بلکہ اس کی کاپی چاہئے"...... براؤن نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ کا کام ہو سکتا ہے۔ لیکن پہلے آپ مجھے



بتائیں کہ آپ مجھے کیا دے سکتے ہیں"...... اسلم نے کہا۔

"آپ کیا طلب کرتے ہیں۔ لیکن یہ سوچ کر بات کریں کہ اگر ہم دے سکتے ہیں تو غلط معاملات پر ہم بہت کچھ آپ کے خلاف کر سکتے ہیں"...... براؤن نے کہا۔

"دس لاکھ ڈالر آپ مجھے دیں گے تو میں ایک ایسے آدمی سے آپ کی ملاقات کروا دوں گا جو آپ کا کام آسانی سے کر سکتا ہے لیکن اس سے معاملات آپ کو خود طے کرنے ہوں گے"...... اسلم نے کہا۔

"دس لاکھ ڈالر صرف آپ کے۔ نہیں سوری۔ آؤ ڈریک چلیں"...... براؤن نے اٹھتے ہوئے کہا اور ڈریک بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"تشریف رکھیں۔ آپ بتائیں کہ آپ کیا دے سکتے ہیں"۔ اسلم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"صرف دس ہزار ڈالر اور وہ بھی اس وقت جب ہمارا کام ہو جائے گا ورنہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ کسی غیر متعلق آدمی سے ہماری ملاقات کرا دیں اور ہم ناکام ہو جائیں"...... براؤن نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اور اگر میں ملٹری انٹیلی جنس کو آپ کے بارے میں اطلاع دے دوں تو"...... اسلم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہو گا۔ ہمارے کاغذات اصل ہیں اور ہمارا تعلق کسی ایسے شعبے سے نہیں ہے جس سے ہم مشکوک ہو سکیں البتہ آپ کو کسی بھی جگہ ہلاک کر دیا جائے گا"...... براؤن نے کہا تو اسلم بے اختیار

ہنس پڑا۔

"میں صرف آپ کو ٹیسٹ کر رہا تھا ورنہ میں اطلاع دے کر سب سے پہلے تو خود پھنس جاؤں گا۔ ملٹری انٹیلی جنس والے تو بال کی کھال اتارتے ہیں۔ بہرحال میری آخری بات سنیں۔ اگر آپ صرف محل وقوع معلوم کرنا چاہتے ہیں تو پھر دس ہزار ڈالر ٹھیک ہیں لیکن اگر اس آدمی سے ملنا چاہتے ہیں تو پھر میں پانچ لاکھ ڈالر لوں گا"۔ اسلم نے کہا۔

"آپ میری بات سنیں۔ میں آپ کو آخری بات کر رہا ہوں۔ ہم آپ کو ایک لاکھ ڈالر دے سکتے ہیں۔ اگر آپ کو منظور ہے تو ہاں کریں ورنہ انکار کر دیں۔ ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے۔ ہماری لسٹ میں اور بہت سے آدمی ہیں جو اس سے کہیں کم رقم میں ہمارا کام کر دیں گے"...... ڈریک نے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر تو بے حد کم ہیں۔ بہرحال ٹھیک ہے آپ دیں ایک لاکھ ڈالر"...... اسلم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مل جائیں گے۔ پہلے آپ اس آدمی سے ہمیں ملوائیں۔ اگر اس سے بات طے ہو گئی تو آپ کو اسی وقت ادائیگی ہو جائے گی"۔ براؤن نے کہا۔

"اسے معاوضہ علیحدہ دینا ہو گا آپ کو"...... اسلم نے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے"...... براؤن نے کہا۔

"اوکے۔ پھر میں اس آدمی کو ابھی یہاں بلا لیتا ہوں۔ اتفاق سے



وہ ان دنوں چھٹیوں پر آیا ہوا ہے اور کل رات اس سے میری ملاقات ہوئی تھی اور وہ بھی میری طرح جوئے میں بڑے بڑے داؤ کھیلنے کا شوقین ہے اور ان دنوں وہ بھی بھاری قرض تلے دبا ہوا ہے اور اسے قرض دینے والوں نے دھمکی دے رکھی ہے کہ اگر اس نے ایک ہفتے کے اندر اندر قرضہ ادا نہ کیا تو اسے جان سے مار دیں گے۔ وہ میرا دوست ہے اس لئے مجھے اس نے خود ہی یہ ساری باتیں بتائی تھیں لیکن میں تو خود قرضے میں دبا ہوا ہوں اس لئے میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا لیکن اب آپ سے ملنے کے بعد اس کا کام ہو سکتا ہے"...... اسلم نے کہا۔

"اس کا نام کیا ہے"...... براؤن نے پوچھا۔

"اس کا نام قاسم ہے"...... اسلم نے جواب دیا۔

"وہ اس لیبارٹری میں کیا کرتا ہے"...... براؤن نے پوچھا۔

"اوہ۔ میں آپ کی بات کا مطلب سمجھ گیا۔ وہ وہاں اسسٹنٹ سٹور کیپر ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کا کام آسانی سے کر لے گا"...... اسلم نے کہا۔

"لیکن کیسے۔ ظاہر ہے ایسے فارمولے عام سے انداز میں تو نہ رکھے جاتے ہوں گے۔ ان کی خصوصی حفاظت کی جاتی ہو گی۔ اس کے علاوہ اس کی کاپی وہ کیسے کرے گا اور پھر وہ یہ کاپی کس طرح لیبارٹری سے باہر نکالے گا۔ وہاں لامحالہ انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہوں گے"...... اس بار ڈریک نے کہا۔

"یہ سب کچھ ہے لیکن جب کوئی پھنسا ہوا ہو تو پھر وہ سب کچھ لیتا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ قاسم یہ سب کچھ کر لے گا۔ وہ وا ان دنوں بہت بری طرح پھنسا ہوا ہے"...... اسلم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بلائیں اسے"...... براؤن نے کہا تو اسلم نے میز موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع دیئے۔

"اس میں لاؤڈر کا بٹن نظر آ رہا ہے۔ وہ بھی پریس کر دیں تاکہ بھی آپ کی بات چیت سن سکیں"...... ڈریک نے کہا تو اسلم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اب دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز انہیں سنائی دینے لگ گئی تھی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس۔ قاسم بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"قاسم۔ میں اسلم بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ۔ میں نے تمہارے مسئلے کے یقینی حل کا بندوبست کر لیا ہے۔ تم ابھی اور اسی وقت میری رہائش گاہ پر آ جاؤ تاکہ ابھی تمہارا مسئلہ حل ہو جائے"۔ اسلم نے کہا۔

"کیا واقعی۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا ہے۔ مجھے کچھ بتاؤ تو سہی۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں کتنا گہرا پھنسا ہوا ہوں"۔ دوسری طرف سے قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہ صرف تم آزاد ہو جاؤ گے بلکہ باقی ساری زندگی بھی عیش کر



سکو گے۔ بس تم آ جاؤ"...... اسلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا کوئی خزانہ مل گیا ہے"...... قاسم نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو قاسم۔ وقت ضائع مت کرو۔ تم میرے دوست ہو اس لئے مجھے تمہارے اس مسئلے کی بے حد فکر تھی اور اب جبکہ وہ حل ہو رہا ہے تو تم صرف باتیں ہی کر رہے ہو"...... اس بار اسلم نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد دور سے ہارن کی آواز سنائی دی۔

"میں اسے لے آتا ہوں"...... اسلم نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

"اگر یہ کام اس انداز میں ہو جائے تو واقعی ہم انتہائی خوش قسمت ہوں گے۔ ہمیں لیبارٹری میں گھسنے اور وہاں سے فارمولا نکالنے کے مسائل سے بھی چھٹکارا مل جائے گا"...... براؤن نے کہا۔

"یہاں دولت کا سکہ چلتا ہے۔ تم دیکھنا یہ قاسم اپنی جان خطرے میں ڈال کر بھی کام کرے گا"...... ڈریک نے مسکراتے ہوئے کہا اور براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اسلم کے ساتھ ایک اور ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ براؤن اور ڈریک دونوں اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے

ہوئے۔

"میں نے قاسم سے ابتدائی بات کر لی ہے۔اب باقی تفصیل آپ اسے بتا دیں"...... اسلم نے تعارف کے بعد کہا۔

"قاسم صاحب۔ کیا آپ ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری میں کام کرتے ہیں"...... براؤن نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں وہاں اسسٹنٹ سٹور کیپر ہوں لیکن آپ کیا چاہتے ہیں۔ مجھے اسلم نے بتایا ہے کہ آپ وہاں سے کوئی خاص چیز حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... قاسم نے کہا۔

"وہاں سٹام گن پر کام ہو رہا ہے اور ہمیں اس سٹام گن کا اصل فارمولا نہیں بلکہ اس کی کاپی چاہئے۔ اب بتائیں کہ آپ یہ کام کر سکتے ہیں"...... براؤن نے کہا تو قاسم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ تو تقریباً ناممکن کام ہے جناب۔ وہاں ان دنوں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ شاید آپ کے بارے میں انہیں کوئی اطلاع ملی ہو گی"...... قاسم نے کہا۔

"نہیں۔ ہم تو کل یہاں پہنچے ہیں اور ابھی ہم کسی سے بھی نہیں ملے۔ بہرحال اگر آپ کام نہیں کر سکتے تو پھر آپ سے مزید بات کرنا ہی فضول ہے"...... براؤن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"قاسم اگر ہمت کی جائے تو کیا چیز ناممکن ہو سکتی ہے"۔ اسلم نے کہا۔

"لیکن یہ بے حد مشکل کام ہے بلکہ ناممکن ہے کیونکہ فارمولا



ایک مخصوص سپر سٹور میں رکھا جاتا ہے۔ صرف اس کے نوٹس سائنس دانوں کے پاس ہوتے ہیں اور پھر وہاں اس کی کاپی کیسے کی جا سکتی ہے اور کوئی آدمی اندر جا ہی نہیں سکتا۔ پھر اس فارمولے کو باہر کیسے نکالا جا سکتا ہے۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا"...... قاسم نے پژمردہ سے لہجے میں کہا۔

"اگر میں آپ کو ایک قلم دے دوں جو ہر لحاظ سے ایک عام سا قلم ہے لیکن آپ اس قلم کی مدد سے اس فارمولے کی کاپی کر سکتے ہیں اور پھر یہ قلم واپسی پر بھی چیک نہ ہو سکے تو کیا آپ یہ کام کر لیں گے"...... براؤن نے کہا تو قاسم چونک پڑا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ لازماً اس قلم میں کیمرہ ہو گا اور وہ چیک ہو جائے گا"...... قاسم نے کہا۔

"نہیں۔ یہ انتہائی جدید ترین ایجاد ہے۔ اس میں کیمرہ نہیں ہے بلکہ اس میں سے صرف ریز نکلتی ہیں اور ریز قلم میں موجود ریفل میں محفوظ کر دیتی ہیں جنہیں بعد میں ایک مخصوص پراسیس کے ذریعے مائیکرو فلم میں اتارا جا سکتا ہے۔ یہ یہاں چیک نہیں ہو سکے گا کیونکہ اس قلم کی چیکنگ کا آلہ صرف ایکریمیا کی لیبارٹری میں ہی ایجاد کیا گیا ہے"...... براؤن نے کہا۔

"ہاں۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر سکوپ بن سکتا ہے"...... قاسم نے کہا۔

"لیکن کیسے۔ کیا آپ کی اس فارمولے تک رسائی ہو سکتی ہے"۔

براؤن نے کہا۔

" اس سپر سٹور کا انچارج دو گھنٹے کے لئے کھانا کھانے ساتھ ہی اپنی رہائش گاہ پر جاتا ہے کیونکہ اسے ایسی بیماری ہے کہ اسے پرہیزی کھانا کھانا پڑتا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ سٹور کیسے کھلتا ہے اور بند کیسے ہوتا ہے اور کس طرح وہاں کے حفاظتی انتظامات کو آف کیا جا سکتا ہے اس لئے اس کی عدم موجودگی میں کام ہو سکتا ہے"۔ قاسم نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ یہ بتائیں کہ آپ کیا طلب کرتے ہیں"۔ براؤن نے کہا۔

"پچاس لاکھ ڈالر"...... قاسم نے کہا تو براؤن اور ڈریک دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

" آپ شاید کام نہیں کرنا چاہتے مسٹر قاسم۔ پچاس لاکھ ڈالر میں تو پوری لیبارٹری خریدی جا سکتی ہے جبکہ آپ کے ذمے تو معمولی سا کام ہے اس لئے آخری بات کرتا ہوں اگر آپ کو منظور ہو تو ہاں کر دیں ورنہ انکار کر دیں۔ ہم آپ کو اس کام کے دس لاکھ ڈالر دیں گے۔ بولیں۔ ہاں یا نہ میں جواب دیں"...... براؤن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے"...... قاسم نے کہا۔

" آپ نے اب کب واپس جانا ہے"...... براؤن نے پوچھا۔

" کل میں نے واپس جانا ہے"...... قاسم نے کہا۔



" حالانکہ مسٹر اسلم بتا رہے ہیں کہ آپ ایک ہفتے کی چھٹی پر ہیں"...... براؤن نے کہا۔

" آج ہفتہ ختم ہو رہا ہے"...... قاسم نے جواب دیا۔

" پھر آپ کی واپسی کب ہو گی"...... براؤن نے پوچھا۔

" کم از کم ایک ہفتے بعد۔ اگر میں جلد ہی واپس آیا تو مشکوک ہو جاؤں گا"...... قاسم نے جواب دیا۔

" نہیں۔ یہ بہت طویل عرصہ ہے۔ آپ کوئی ایسا بہانہ نہیں کر سکتے کہ جلد باہر آ سکیں"...... براؤن نے کہا تو قاسم سوچ میں پڑ گیا۔

" نہیں جناب۔ ایسا ممکن نہیں ہے اور اگر میں مشکوک ہو گیا تو پھر قلم تو کیا میرے کپڑے بھی اتار لئے جائیں گے اور پھر میری نگرانی بھی اس قدر سخت ہو گی کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے جبکہ ایک ہفتے بعد میں بغیر مشکوک ہوئے ایک روز کی چھٹی لے کر آ سکتا ہوں کیونکہ یہ ہمارا معمول ہے اور پھر دوسری بات یہ کہ نجانے کب مجھے یہ کام کرنے کا موقع ملے"...... قاسم نے کہا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن آپ کو رقم اس وقت ملے گی جب آپ مجھے قلم واپس لا کر دیں گے اور ہم چیک کر لیں گے کہ اس میں فارمولا موجود ہے یا نہیں"...... براؤن نے کہا۔

" نہیں۔ آپ اصول کے مطابق آدھی رقم پہلے ادا کریں اور آدھی بعد میں"...... قاسم نے کہا۔

" ہاں جناب۔ یہ ٹھیک ہے"...... اسلم نے بھی فوراً ہی قاسم کی

تائید کر دی۔

" لیکن یہ سوچ لیں کہ اگر آپ نے کام نہ کیا تو یہ رقم آپ سے واپس بھی لی جا سکتی ہے۔ جو لوگ اتنی بھاری رقوم دے سکتے ہیں وہ اسے واپس بھی لے سکتے ہیں"...... براؤن نے کہا۔

" مجھے رقم کی ضرورت ہے جناب ورنہ آپ شاید مجھے کروڑ ڈالر بھی دیتے تو میں یہ کام نہ کرتا اس لئے میں یہ کام کروں گا۔ آپ بے فکر رہیں"...... قاسم نے کہا اور براؤن نے جیب سے چیک بک نکالی۔ اس پر پانچ لاکھ ڈالر کا چیک کاٹا اور پھر چیک اس نے قاسم کی طرف بڑھا دیا۔

" یہ گارنٹڈ چیک ہے"...... براؤن نے کہا تو قاسم نے ایک نظر چیک پر ڈالی اور اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" ٹھیک ہے جناب۔ اب آپ وہ قلم مجھے دے دیں"...... قاسم نے چیک تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور براؤن نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک شفاف شیشے کا پتلا سا قلم باکس نکالا۔ اسے کھول کر اس کے اندر موجود قلم باہر نکالا۔ یہ بظاہر عام سا بال پوائنٹ ٹائپ قلم تھا۔

" یہ کسی صورت چیک نہیں ہو سکے گا۔ آپ بے فکر رہیں البتہ اس کے استعمال کا طریقہ سمجھ لیں"...... براؤن نے کہا اور پھر ڈریک نے اسے اس کے استعمال کا طریقہ اچھی طرح سمجھا دیا۔

" ٹھیک ہے۔ یہ تو آسان اور سادہ سی بات ہے"...... قاسم نے



خوش ہوتے ہوئے کہا اور قلم کو نکال کر چاروں طرف سے دیکھنے کے بعد اس نے اسے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

" اس کی آپ نے حفاظت کرنی ہے۔ اس کی قیمت ایک کروڑ ڈالر ہے"...... براؤن نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ میں سمجھتا ہوں"...... قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اب آپ سے ملاقات کب ہو گی اور کہاں ہو گی"...... براؤن نے کہا۔

" میں اسلم کو فون کر دوں گا اور اسلم آپ کو اطلاع دے دے گا"...... قاسم نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب آپ جا سکتے ہیں"...... براؤن نے کہا تو قاسم اٹھ کھڑا ہوا۔

" آؤ میں تمہیں چھوڑ آؤں"...... اسلم نے کہا اور قاسم کو ساتھ لے کر باہر چلا گیا۔

" تجھے یقین ہے کہ قاسم یہ کام کر لے گا"...... ڈریک نے کہا۔

" ہاں۔ لگتا تو ہے بہرحال دیکھو۔ کوشش تو کرنی ہی ہے"...... براؤن نے جواب دیا۔

" میرا خیال ہے کہ اس اسلم کو دو لاکھ ڈالر دے دیں تاکہ اس کا حوصلہ بڑھ جائے"...... ڈریک نے کہا اور براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اسلم واپس آگیا تو براؤن نے جیب سے ایک

بار پھر چیک بک نکالی۔

"مسٹر اسلم۔ آپ نے واقعی کام کیا ہے اس لئے ہم نے آپ کو ایک لاکھ ڈالر کی بجائے دو لاکھ ڈالر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایک لاکھ ڈالر اب اور ایک لاکھ ڈالر کام ہونے کے بعد"...... براؤن نے کہا تو اسلم کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"بہت بہت شکریہ جناب"...... اسلم نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو براؤن نے چیک لکھ کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ اسلم نے چیک دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"اب آپ مجھے اپنی رہائش گاہ کے بارے میں بتا دیں تاکہ قا جیسے ہی کال کرے میں آپ کو اطلاع کر دوں"...... اسلم نے کہا۔

"آپ اپنا فون نمبر دے دیں اور کوئی ایسا وقت بتا دیں جب آپ لازماً اس نمبر پر موجود ہوں تو آپ سے روزانہ بات ہو جائے گی"...... براؤن نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ کی مرضی"...... اسلم نے کہا اور جیب سے اپنا کارڈ نکال کر اس نے براؤن کو دے دیا۔

"آفس کے فون کا نمبر یہ ہے لیکن بہتر ہے کہ آپ وہاں فون نہ کریں۔ یہاں رات کو دس بجے فون کر لیا کریں"...... اسلم نے کہا۔

"او کے۔ بہرحال اب آپ ایک بات کا خیال رکھیں گے کہ آپ ہر لحاظ سے محتاط رہیں گے جب تک کام مکمل نہ ہو جائے"۔ براؤن نے اٹھتے ہوئے کہا۔



"میں سمجھتا ہوں جناب۔ آپ بے فکر رہیں"...... اسلم نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر پھاٹک تک آیا اور وہ دونوں چوک کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں سے انہیں خالی ٹیکسی مل سکتی تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے کرنل پاشانے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل پاشانے سرد لہجے میں کہا۔

"میجر آصف درانی لائن پر موجود ہیں جناب"...... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... کرنل پاشانے کہا۔

"آصف درانی بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میجر درانی۔ آپ نے سٹام گن کیس کے سلسلے میں اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی حالانکہ آپ کو بتایا گیا تھا کہ سپیشل سیکشن کے لئے یہ ٹیسٹ کیس ہے"...... کرنل پاشانے قدرے سخت لہجے میں کہا۔



"جناب۔ رپورٹ میں آپ کو بھجوا چکا ہوں۔ ویسے ابھی تک کوئی اہم بات سامنے نہیں آئی۔ صرف روٹین کا کام ہو رہا ہے"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں رپورٹ منگوا کر پڑھتا ہوں پھر آپ سے بات ہو گی"...... کرنل پاشانے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیپٹن شاکر۔ کیا سپیشل سیکشن سے کوئی رپورٹ آئی ہے"۔ کرنل پاشانے کہا۔

"یس سر۔ ابھی پہنچی ہے سر"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اسے میرے پاس بھجوا دیں"...... کرنل پاشانے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی فکر مندی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ سپیشل سیکشن کا آئیڈیا ہی اس کا تھا اور اس پر تمام کام بھی اس نے خود کیا تھا۔ وہ دراصل یہ چاہتا تھا کہ جس طرح پوری دنیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام ہے اسی طرح ملٹری انٹیلی جنس کا یہ سپیشل سیکشن بھی نام پیدا کرے لیکن اس کی اس کیس میں کام کی رفتار اس قدر سست تھی کہ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے اور کیا نہیں۔ ویسے اسے معلوم تھا کہ اگر سپیشل سیکشن اس کیس میں ناکام ہو گیا تو پھر اسے لامحالہ توڑنا پڑ جائے گا اور اس کی ساری

محنت تباہ ہو جائے گی ۔ چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سیل بند لفافہ تھا۔ اس نے سیلوٹ کر کے بڑے مؤدبانہ انداز میں لفافہ کرنل پاشا کے سامنے رکھا اور سیلوٹ کر کے واپس چلا گیا۔ کرنل پاشا نے لفافہ اٹھا کر اسے کھولا اور اندر موجود کاغذ نکال کر اسے کھولا اور پھر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لے کر کاغذ واپس میز پر رکھ دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سپیشل سیکشن "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" کرنل پاشا بول رہا ہوں۔ میجر آصف درانی سے بات کراؤ "۔ کرنل پاشا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس سر "....... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" آصف درانی بول رہا ہوں سر "....... چند لمحوں بعد میجر درانی کی آواز سنائی دی۔

" میں نے تمہاری بھیجی ہوئی رپورٹ پڑھ لی ہے۔ تم میرے آفس آجاؤ تاکہ اس معاملے پر تفصیل سے بات چیت ہو سکے "۔ کرنل پاشا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر انٹرکام پر اس نے میجر آصف درانی کو آفس بھیجنے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" اس طرح کام نہیں ہو گا۔ اس بارے میں کچھ اور سوچنا ہو گا "....... کرنل پاشا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک قدرے نکلتا ہوا قد اور ٹھوس ورزشی جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

" بیٹھو میجر "....... کرنل پاشا نے کہا اور آنے والا جو سپیشل سیکشن کا انچارج میجر آصف درانی تھا مؤدبانہ انداز میں میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

" سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کو جانتے ہو "....... کرنل پاشا نے کہا۔

" یس سر۔ اچھی طرح جناب۔ ہمارے اور ان کے خاندانی تعلقات ہیں "....... میجر آصف درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا تمہاری اس سے تفصیلی ملاقات ہوتی رہی ہے "....... کرنل پاشا نے کہا۔

" جی نہیں۔ البتہ علی عمران کی بہن کی شادی پر ان سے آخری بار ملاقات ہوئی تھی۔ ویسے وہ باغ و بہار طبیعت کے مالک ہیں اور انتہائی خوبصورت اور دلچسپ باتیں کرتے ہیں "....... میجر آصف درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ صرف باتیں ہی نہیں کرتا کام بھی کرتا ہے اور اس وقت پوری دنیا میں وہ صرف اس لئے مشہور ہے کہ اس کی کارکردگی بے

مثال ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم اس کے شاگرد بن جاؤ"....... کرنل پاشا نے کہا۔

" اوہ نہیں جناب۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے"....... میجر آصف درانی نے کہا تو کرنل پاشا کے چہرے پر یکلخت سختی کے تاثرات ابھر آئے۔

" جبکہ میرا خیال ہے کہ تمہیں اس کی ضرورت ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اب تک تم نے سٹام گن والے مشن کے سلسلے میں کیا کیا ہے۔ تمہاری بھیجی ہوئی رپورٹ بتا رہی ہے کہ تم کوئی اہم کلیو ابھی تک حاصل ہی نہیں کر سکے حالانکہ اگر تمہاری جگہ عمران ہوتا تو اب تک شاید وہ اس کیس کو مکمل بھی کر چکا ہوتا۔ اس کے باوجود تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں اس کا شاگرد بننے کی ضرورت نہیں ہے"....... کرنل پاشا کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

"آپ میرے باس ہیں جناب اور میرے دل میں آپ کا بڑا احترام اور انتہائی عزت ہے اس لئے آپ جو کچھ بھی کہیں گے میں اس پر کوئی احتجاج نہیں کروں گا لیکن آپ نے خود دیکھا ہو گا کہ ہمارے سامنے کوئی ٹارگٹ نہیں ہے۔ صرف ایک اطلاع ہے۔ زاکو میں ہمارا جو سیٹ اپ ہے اس نے صرف اتنی اطلاع دی ہے کہ زاکو کی ڈبل کراس ایجنسی کے چیف نے اپنے ایجنٹ پاکیشیا بھیجے ہوئے ہیں لیکن وہ ان ایجنٹوں کے سلسلے میں کوئی تفصیل حاصل نہیں کر سکے۔ میں نے یہاں ایئرپورٹ پر تمام ریکارڈ چیک کرایا ہے۔ ریکارڈ کے مطابق



ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لوگ زاکو سے آتے ہیں اور زاکو جاتے ہیں اور ریکارڈ کے مطابق اس وقت ملک میں اور کچھ نہیں تو زاکو کے رہنے والے چار پانچ سو افراد موجود ہوں گے جن میں سیاح بھی ہیں اور دوسرے ملکوں میں کام کرنے والے افراد بھی اور ایسے لوگ بھی ہیں جو بزنس کرتے ہیں اور ایئرپورٹ کے ریکارڈ میں یہ درج نہیں ہوتا کہ وہ کہاں موجود ہیں اس لئے میں نے یہاں کے تمام بڑے ہوٹلوں کا ریکارڈ چیک کرایا ہے اور وہاں ڈیڑھ سو کے قریب افراد رہائش پذیر ہیں۔ اب آپ خود بتائیں کہ ہم ان سب میں سے مشکوک افراد کو کیسے ٹریس کریں۔ ہمارے پاس ایسے وسائل بھی نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ان ایجنٹوں کے نام تک ہمیں معلوم نہیں ہیں۔ اب زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہم ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری کی نگرانی کریں اور وہاں حفاظتی انتظامات انتہائی سخت کر دیں تو ایسا کر لیا گیا ہے اور ابھی تک وہاں سے کوئی معمولی سی گڑبڑ کی بھی اطلاع نہیں ملی"....... میجر آصف درانی نے بڑے پرجوش لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" میں تمہاری بات اب سمجھ گیا ہوں۔ اصل میں بنیادی غلطی مجھ سے ہوئی ہے"....... کرنل پاشا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" سوری سر۔ میں آپ کی بات سمجھ نہیں سکا"....... میجر آصف درانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ میں نے تم لوگوں سے امیدیں لگا لیں کہ

تم بھی سیکرٹ ایجنٹوں کی طرح کام کرو گے جبکہ اب تمہاری بات سننے کے بعد مجھے سمجھ آئی ہے کہ تمہاری ٹریننگ سیکرٹ ایجنٹوں کے انداز میں ہوئی ہی نہیں۔ تمہاری ٹریننگ ڈی ایجنٹوں کے انداز میں ہوئی ہے کہ ٹارگٹ تمہارے سامنے ہو اور تم ٹارگٹ کو ہٹ کر دو۔ ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو۔ اب مجھے اس بارے میں کچھ اور سوچنا پڑے گا"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"جناب۔ اگر گستاخی نہ سمجھی جائے تو میں ایک بات کروں"۔ میجر آصف درانی نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ کھل کر بات کرو۔ تم سب مجھے بچوں کی طرح عزیز ہو"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"سر۔ ابھی ہم نئے ہیں۔ ابھی ہم نے ایک مشن بھی مکمل نہیں کیا۔ تجربہ انسان کو بہت کچھ سکھا دیتا ہے۔ آپ ہمیں وقت دیں۔ کام کرنے کا موقع دیں پھر دیکھیں کہ ہماری صلاحیتیں کس طرح کام دکھاتی ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو کام کرتے ہوئے طویل عرصہ ہو گیا ہے۔ ایک شہ سوار اور ایک نو آموز کا آپس میں کوئی مقابلہ نہیں ہوتا"...... میجر آصف درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ گڈ۔ مجھے خوشی ہے کہ تم بہتر انداز میں سوچتے ہو حالانکہ یہ بات مجھے سوچنا چاہئے تھی کیونکہ میں عمر میں تم سے بڑا ہوں اور تجربے میں بھی۔ دراصل میری خواہش تھی



کہ بس جو میں نے سوچا ہے وہ فوری طور پر پورا ہو جائے اور تم سب بھی عمران اور سیکرٹ سروس کی طرح معروف ہو جاؤ لیکن تمہاری بات درست ہے اس کے لئے واقعی وقت چاہئے۔ اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کام کرو۔ تجربہ واقعی تمہیں بہت کچھ سکھا دے گا۔ ویسے میرا ایک مشورہ ہے"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"آپ واقعی عظیم ظرف کے مالک ہیں کہ آپ نے میری بات پر غصے کا اظہار کرنے کی بجائے اسے سراہا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ جیسا باس ہمیں ملا ہے لیکن آپ مشورہ کی بجائے حکم دے سکتے ہیں"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"پہلے حکم دیا تھا کہ تم عمران کے شاگرد بن جاؤ تو تم نے صاف انکار کر دیا تھا"...... کرنل پاشا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ میری انا کا مسئلہ تھا جناب۔ ویسے میں عمران کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ وہ پاکیشیا کا ہیرو ہے لیکن میں اس کا شاگرد بننے اور کہلانے کے لئے تیار نہیں ہوں"...... میجر آصف درانی نے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے۔ پھر میرا مشورہ ہے کہ تم بہرحال اس سے ملتے رہا کرو۔ اس طرح تمہیں بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"ضرور ملوں گا جناب۔ لیکن ابھی نہیں۔ اس مشن کی تکمیل کے بعد"...... میجر آصف درانی نے کہا اور کرنل پاشا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو"...... کرنل پاشا نے کہا اور میجر آصف درانی نے اٹھ کر سیلوٹ کیا اور پھر واپس مڑ گیا۔ کرنل پاشا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر ایک طرف رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لی۔



عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کتاب بند کر کے اسے میز پر رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"دشمن مطالعہ پر کون بات کر رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"دشمن مطالعہ پر۔ کیا مطلب عمران صاحب۔ میں طاہر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"یہ فون ایک ایسی ایجاد ہے جسے دشمن مطالعہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ ادھر آدمی مطالعہ میں مصروف ہوا ادھر اس کی گھنٹی بجنا شروع ہو جاتی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ایسی صورت میں مطالعہ ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"مطالعہ اور مکالمہ دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ اگر یہ دشمن مطالعہ ہے تو پھر اسے دوست مکالمہ بھی کہا جا سکتا ہے"...... طاہر نے جواب دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"مطالعہ سے ذہن روشن ہوتا ہے جبکہ مکالمے سے کیا روشن ہوتا ہے۔ یہ تم خود بتا دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مستقبل"...... طاہر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اوکے۔ چلو تمہاری بات مان لیتے ہیں لیکن پھر یہ مکالمہ تو جولیا سے ہونا چاہئے"...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"پھر تو جولیا کا مستقبل روشن ہو جائے گا"...... طاہر بھی شاید آج موڈ میں تھا۔

"اگر جولیا کا مستقبل روشن ہو جائے تو کیا برائی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"برائی بھلائی کا جواب تو تنویر ہی آپ کو دے سکتا ہے۔ میں نہیں"...... طاہر نے جواب دیا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"پھر روشن ہو گیا مستقبل۔ اس سے تو بہتر ہے کہ میں مطالعہ ہی کرتا رہوں"...... عمران نے کہا اور اس بار بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ اس ہنری براؤن کا کھوج لگا لیا گیا ہے۔ میں نے



اسی لئے فون کیا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا۔ کیا تفصیل ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہ ہوٹل بلیو مون میں رہائش پذیر ہے اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اس سے ملنے ایک اور غیر ملکی بھی آتا رہتا ہے اور اس کا نام ڈریک ہے اور وہ ہوٹل سیٹا میں رہائش پذیر ہے۔ میں نے اطلاع ملنے پر ان دونوں کے کاغذات ہوٹلوں سے حاصل کر کے انہیں چیک کرانے کا حکم دیا تھا اور مجھے اس بارے میں رپورٹ ملی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق ان کے کاغذات اصل ہیں اور یہ دونوں زاکو کے دارالحکومت گرکو میں مختلف ہوٹلوں کے مینجر ہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے ان دونوں کی نگرانی کا حکم تو دے دیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ان کی نگرانی ہو رہی ہے لیکن ابھی تک کوئی اہم رپورٹ نہیں ملی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ڈبل کراس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں تم نے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ لیکن صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ زاکو کی سرکاری ایجنسی ہے لیکن اس کا دائرہ کار صرف یورپ تک ہی محدود ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہاں اپنے فارن ایجنٹ سے کہو کہ وہ تفصیل سے معلومات

حاصل کرے کیونکہ کرنل پاشا کو ملنے والی اطلاع غلط نہیں ہو سکتی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ہنری براؤن وہ نہ ہو جو ہم اسے سمجھ رہے ہیں لیکن بہرحال کوئی نہ کوئی چکر ضرور چل رہا ہے اور ہم نے اس کا سراغ لگانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں فارن ایجنٹ کو ہدایات دے دیتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہونے پر عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس نے ایک بار پھر میز پر موجود کتاب اٹھائی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی۔

"آج شاید عالمی سطح پر مکالمہ ڈے ہی منایا جارہا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کتاب واپس رکھ کر اس نے رسیور اٹھالیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کب سے بولنا سیکھا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب سے آپ کی شاگردی کا اعزاز حاصل ہوا ہے"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران نے بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔

"ماشاء اللہ۔ آج سب ہی حاضر جواب ہو رہے ہیں۔ صرف م



ذہن ہی ماؤف ہو رہا ہے۔ یہ یقیناً سلیمان کی غیر حاضری کا نتیجہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے اس آدمی کا سراغ لگالیا ہے جس کے بارے میں آپ نے ہدایت دی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے ہنری براؤن"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ وہ ہوٹل بلیو مون میں رہائش پذیر ہے"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم سے پہلے سیکرٹ سروس کے ارکان اس کا سراغ لگا چکے ہیں۔ اس کا ایک اور ساتھی بھی ہے جس کا نام ڈریک ہے اور وہ ہوٹل سیٹا میں رہائش پذیر ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ وہ اب ان کی نگرانی بھی کر رہے ہیں لیکن انہوں نے اس کا کھوج اس وقت لگایا جب وہ ہوٹل بلیو مون میں پہنچے جبکہ میں نے ان سے پہلے اس ہنری براؤن کا سراغ لگالیا۔ ہوٹل بلیو مون کے ایک ویٹر نے مجھے اس کے بارے میں بتایا۔ میں نے اس کا کمرہ چیک کیا تو اس کا کمرہ لاکڈ تھا۔ مزید معلومات حاصل کرنے پر مجھے بتایا گیا کہ ہنری براؤن اپنے ایک ساتھی جس کا نام ڈریک ہے، کے ساتھ باہر گیا ہوا ہے اور انہوں نے ٹیکسی استعمال کی ہے۔ میں نے اس ہوٹل پر مستقل کام کرنے والے ٹیکسی ڈرائیوروں سے معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ وہ ایک ٹیکسی ڈرائیور احمد علی کی ٹیکسی میں گئے ہیں۔ میں نے اسے تلاش کیا

لیکن وہ نہ ملا۔ پھر میں نے سوچا کہ وہ بہرحال جہاں کہیں بھی ہو گا ہوٹل ہی واپس آئے گا۔ چنانچہ میں باہر آگیا۔ کچھ دیر بعد وہ ٹیکسی ڈرائیور بھی آگیا تو میں نے اس سے پوچھ گچھ کی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ان دونوں کو لالہ زار کالونی کی ایک کوٹھی کے سامنے ڈراپ کیا تھا لیکن اس ڈرائیور نے اس کوٹھی کا نمبر نہ دیکھا تھا البتہ وہ اسے پہچانتا تھا۔ چنانچہ میں اس کی ٹیکسی میں بیٹھ کر اس کالونی میں گیا اور اس نے مجھے وہ کوٹھی دکھائی جس کے پھاٹک پر اس نے ان دونوں کو ڈراپ کیا تھا۔ میں نے ٹیکسی چھوڑی اور اس کوٹھی کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ اس کوٹھی میں وزارت دفاع کا ایک آفس سپرنٹنڈنٹ اسلم رہائش پذیر ہے اور اس سپرنٹنڈنٹ کی بیوی ایکریمین ہے اور اس کوٹھی میں اکثر غیر ملکی کافی تعداد میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ معلومات حاصل کر کے میں واپس ہوٹل آیا تو سیکرٹ سروس کے ارکان صفدر اور چوہان وہاں موجود تھے اور ہنری براؤن اور اس کا ساتھی بھی وہاں پہنچ چکے تھے اور چونکہ یہ دونوں سیکرٹ سروس کے ارکان کے سامنے ہوٹل میں آئے تھے اس لئے انہوں نے اسے چیک کر لیا۔ پھر سیکرٹ سروس کا ایک ممبر اس ڈریک کے پیچھے چلا گیا اور اس طرح انہیں معلوم ہوا کہ ڈریک ہوٹل سیتا میں رہائش پذیر ہے۔ صفدر اور چوہان ابھی تک وہاں ہنری براؤن کی نگرانی کے لئے موجود ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔





"گڈ۔ تم نے واقعی اہم بات معلوم کی ہے۔ تم اب اس آفس سپرنٹنڈنٹ اسلم کی نگرانی کرو اور جیسے ہی کسی اہم بات کا علم ہو مجھے فوراً رپورٹ دینا۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر تک وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"محکمہ دفاع کے ڈائریکٹر جنرل کا فون نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل کا نام کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی صاحب کا نام رسالت خان ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ ان سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"ہیلو۔ رسالت خان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس شامی بول رہا ہوں۔ آپ

سے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ آپ کے آفس کے ملازمین کا کوئی تعلق ڈیفنس لیبارٹریز سے بھی ہوتا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"انٹیلی جنس اس معاملے میں کیوں معلومات حاصل کر رہی ہے۔ وجہ"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"انٹیلی جنس کے پاس رپورٹ آئی ہے کہ آپ کے آفس کے ملازم خاص طور پر سپرنٹنڈنٹ لیول کے ملازم ڈیفنس لیبارٹریز کے معاملات میں مداخلت کرتے رہتے ہیں۔ لیکن میں نے جو تحقیق کی ہے اس کے مطابق ایسا نہیں ہے۔ میں نے رپورٹ فائنل کر کے اعلیٰ حکام کو بھجوانی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ آپ محکمے کے اعلیٰ ترین آفیسر ہیں آپ سے معلوم کر لیا جائے تاکہ رپورٹ حتمی انداز میں تیار ہو سکے"...... عمران نے گھما پھرا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"کس نے یہ رپورٹ دی ہے"...... رسالت خان نے اسی طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رپورٹ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی طرف سے آئی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ انہیں کس نے رپورٹ کی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ڈیفنس سیکرٹری سر راشد صاحب سے براہ راست معلوم کر سکتے ہیں"۔ عمران نے بھی اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال آپ کی تحقیقات بالکل درست ہے۔ ہمارے محکمہ کا لیبارٹریوں سے قطعاً کوئی براہ راست یا بلاواسطہ تعلق نہیں ہے۔ ہمارا آفس تو صرف وزارت دفاع کے



انتظامی معاملات کو ڈیل کرتا ہے۔ لیبارٹریاں ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں اور نہ ہی ہمارے ملازمین کا ان سے کوئی لنک ہوتا ہے"...... اس بار ڈائریکٹر جنرل نے نرم لہجے اور تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے جان بوجھ کر اسے ڈیفنس سیکرٹری کا حوالہ دیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری کا نام سامنے آتے ہی اس کی ساری اکڑ ختم ہو جائے گی اور ویسے ہی ہوا۔

"کیا آپ کے محکمے میں یہ اصول نہیں ہے کہ آپ کا ملازم کسی غیر ملکی عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کے آفس سپرنٹنڈنٹ اسلم نے کسی ایکریمین عورت سے شادی کی ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ یہ اصول صرف وزارت دفاع کے ان محکموں یا پوسٹوں کے لئے ہوتا ہے جن کا تعلق براہ راست دفاعی سرگرمیوں سے ہو۔ ہمارا آفس چونکہ انتظامی نوعیت کا ہے اس لئے یہاں یہ اصول لاگو نہیں ہوتا اور اسلم کے بارے میں مجھے علم ہے۔ اس نے باقاعدہ اجازت لے کر شادی کی ہے اور اس کی شادی کو چھ سال گزر چکے ہیں اور آج تک اس معاملے میں کوئی شکایت سامنے نہیں آئی"...... ڈائریکٹر جنرل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آفس سپرنٹنڈنٹ کا کسی بھی طرح سے ان دفاعی لیبارٹریوں یا اس کے عملے سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ قطعاً نہیں۔ کسی بھی طرح یہ تعلق نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے"....... ڈائریکٹر جنرل نے قطعی اور دو ٹوک لہجے میں کہا۔

"اوکے شکریہ"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے یہ سوچ کر دوبارہ کتاب پڑھنے کے لئے اٹھا لی کہ اگر کوئی بات ہوئی تو ٹائیگر اس کا فوراً سراغ لگا لے گا اس لئے وہ مطمئن تھا اور پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا۔





ملٹری انٹیلی جنس کے سپیشل سیکشن کا باقاعدہ علیحدہ ہیڈ کوارٹر بنایا گیا تھا۔ گو یہ ہیڈ کوارٹر ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر سے ملحقہ تھا لیکن اس کا تمام نظم و نسق علیحدہ تھا۔ سپیشل سیکشن کا انچارج میجر آصف درانی تھا جبکہ اس کے باقی ممبران کی تعداد چار تھی جن میں دو لڑکیاں بھی شامل تھیں۔ ان تمام ممبران کے عہدے کیپٹن رینک کے تھے جبکہ آصف درانی کا عہدہ میجر کا تھا۔ اس وقت آصف درانی اپنے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر دو مختلف رنگوں کے فون موجود تھے۔ اس کے چہرے پر فکر مندی اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل پاشا سے ملاقات اور گفتگو کے بعد اسے واقعی یہ احساس ہونے لگ گیا تھا کہ اس کا سیکشن تیزی سے کام نہیں کر پا رہا اور اپنے پہلے مشن میں ہی وہ ابھی تک کوئی بڑا کام تو ایک طرف کوئی

معمولی سا کلیو بھی حاصل نہیں کر سکے تھے۔ کرنل پاشا نے اسے جس طرح طنزیہ انداز میں علی عمران کا شاگرد بننے کے لئے کہا تھا اس سے آصف درانی کے جذبات خاصے مجروح ہوئے تھے۔ یہ بات اپنی جگہ تھی کہ وہ علی عمران کی شہرت اور اس کے کارناموں سے اچھی طرح واقف تھا۔ ٹریننگ کے دوران انہیں جس استاد نے مارشل آرٹ کی ٹریننگ دی تھی اس کا تعلق گریٹ لینڈ سے تھا اور وہ علی عمران کا نام اس طرح لیتا تھا جیسے علی عمران مارشل آرٹ کا جادوگر ہو۔ آصف درانی کا تعلق جس خاندان سے تھا وہ بھی خاصا خوشحال خاندان تھا۔ گو ان کی آبائی زمینیں بھی تھیں لیکن ان کا پورا خاندان فوج میں شامل رہا تھا۔ آصف درانی کا ایک بھائی احسن بریگیڈیئر تھا لیکن کافرستان سے جنگ کے دوران وہ شہید ہو گیا تھا اور اس کے بہادرانہ کارناموں پر حکومت کی طرف سے اسے انتہائی اعلیٰ اعزاز دیا گیا تھا۔ اپنے بھائی کی شہادت کے بعد اب آصف درانی اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا رہ گیا تھا۔ اس کی کوئی بہن نہیں تھی۔ اس کی والدہ فوت ہو چکی تھی جبکہ اس کے والد جن کا نام جنرل افراسیاب درانی تھا، کافی عرصہ پہلے ریٹائر ہو چکے تھے اور وہ اب اپنے آبائی مکان میں ریٹائرڈ زندگی گزار رہے تھے۔ ان کے خاندان کے عمران کے خاندان سے بڑے دیرینہ تعلقات تھے اور شادی یا غم میں ایک دوسرے کے گھر آتے جاتے رہتے تھے۔ آصف کا بڑا بھائی احسن عمران کا کلاس فیلو بھی رہا تھا اور گہرا دوست بھی۔ لیکن آصف درانی عمران سے چند سال چھوٹا تھا



اور وہ گریجوایشن کر کے فوج میں شامل ہو گیا تھا۔ چونکہ اسے طبعی طور پر انٹیلی جنس کا محکمہ بے حد پسند تھا اس لئے وہ شروع سے ہی انٹیلی جنس سے اٹیچ ہو گیا تھا اور اب کرنل پاشا نے اس کی صلاحیتوں اور اس کی کارگزاری کو دیکھتے ہوئے اسے سپیشل سیکشن کا انچارج بنا دیا تھا۔ سپیشل سیکشن کے دوسرے ممبران کا انتخاب کرنل پاشا نے خود کیا تھا اور تقریباً ایک سال کی انتہائی سخت ٹریننگ کے بعد باقاعدہ اس سیکشن کا آغاز کیا گیا تھا اور پھر کرنل پاشا نے ہی زاکو سے ملنے والی اطلاع کے پیش نظر یہ پہلا کیس سپیشل سیکشن کے حوالے کیا تھا لیکن اب تک وہ اس سلسلے میں باوجود کوشش کے کوئی کلیو حاصل نہ کر سکے تھے اور وقت تیزی سے گزرتا چلا جا رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ مجھے خود زاکو جا کر اس بارے میں سراغ لگانا چاہئے"...... آصف درانی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر اس نے خود ہی اس خیال کو جھٹک دیا کیونکہ مشن یہاں پاکیشیا میں مکمل ہونا تھا اس لئے اس کا وہاں جانا الٹا سپیشل سیکشن کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ آفس کے دروازے پر دستک کی آواز ابھری تو آصف درانی بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ کم ان"...... آصف درانی نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی۔ یہ سپیشل سیکشن کی ممبر کیپٹن فوزیہ تھی۔

"آپ یہاں اکیلے بیٹھے کیا سوچ رہے ہیں"....... فوزیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ آصف درانی اور اس کے ممبران نے چونکہ اکٹھے ہی طویل اور سخت ٹریننگ حاصل کی تھی اور پھر آصف کا مزاج ایسا تھا کہ وہ جلد ہی دوسروں سے گھل مل جاتا تھا اس لئے ان کے درمیان افسر اور ماتحت والا تعلق نہ تھا۔ وہ ایک دوسرے سے خاصے بے تکلف تھے۔

"اگر اکیلے بیٹھ کر سوچنا کوئی بری بات ہے تو میں ساری ٹیم کو اکٹھا کر لیتا ہوں۔ پھر مل بیٹھ کر سوچ لیتے ہیں"....... آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو فوزیہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ویسے کہا تو یہی جاتا ہے کہ انفرادی سوچ سے اجتماعی سوچ زیادہ بہتر ہوتی ہے"....... فوزیہ نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو ایسے ہی سہی۔ فی الحال تم اس سوچ میں شامل ہو جاؤ"۔ آصف درانی نے کہا۔

"ضرور ضرور"....... فوزیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ سپیشل سیکشن کو توڑ دیا جائے یا ہم اجتماعی طور پر استعفیٰ دے دیں"....... آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو فوزیہ بے اختیار اچھل پڑی۔

"ارے وہ کیوں۔ یہ سوچ آخر آپ کے ذہن میں آئی کیسے۔ ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن تو اس سیکشن کو کام کرتے ہوئے ہیں اور آپ یہ



بات سوچ رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"....... فوزیہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو آصف نے کرنل پاشا سے ہونے والی ملاقات کی تفصیل بتا دی۔

"اصل میں یہ پودا چونکہ کرنل پاشا کا لگایا ہوا ہے اس لئے وہ اسے پھلتا پھولتا دیکھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اور اصل مسئلہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے۔ ویسے مجھے آپ سے بھی یہ بات پوچھنا تھی کہ کیا واقعی سیکرٹ سروس کے چیف کی اجازت کے بغیر سپیشل سیکشن قائم نہیں ہو سکتا حالانکہ اس کی منظوری ڈیفنس سیکرٹری بھی دے چکے ہیں اور صدر مملکت بھی"....... فوزیہ نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات ہے تو انتہائی عجیب۔ لیکن بہرحال یہ حقیقت ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی اجازت کے بغیر یہ سیکشن قائم ہی نہیں ہو سکتا اور اصل بات یہ ہے کہ کرنل پاشا ہمارے سیکشن کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہم پلہ دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی کھل کر کام کرنے کا موقع مل سکے جبکہ اب تک ہوتا یہ آیا ہے کہ جب بھی کوئی ایسا کیس ملٹری انٹیلی جنس کے پاس آتا جس میں غیر ملکی تنظیمیں ملوث ہوں تو یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے اس لئے کرنل پاشا چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے باقاعدہ اجازت لینا چاہتے ہیں اور انہیں اس بات کے لئے پابند بھی کرنا چاہتے ہیں کہ کم از کم پاکیشیا کی دفاعی لیبارٹریوں کے سلسلے میں کوئی کیس بھی ہو چاہے اس کا تعلق غیر

ملکی سرکاری یا مجرم تنظیموں سے ہو اس پر سپیشل سیکشن کو ہی کام کرنے دیا جائے۔ کرنل پاشا نے بتایا کہ چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جب یہ رپورٹ بھیجی گئی تو اس نے اپنے نمائندہ خصوصی کے ذریعے کرنل پاشا سے بات کی اور چیف اس قدر ذہین ہیں کہ انہیں فوراً ہی خیال آیا کہ کرنل پاشا کسی خاص کیس کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں اس لئے انہوں نے یہ بات پوچھ لی جس پر کرنل پاشا کو بتانا پڑا کہ زاکو سے انہیں یہ اطلاع ملی ہے کہ زاکو کی کوئی سرکاری تنظیم ڈبل کراس پاکیشیا کی ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری سے سٹام گن کا فارمولا حاصل کرنے کے درپے ہے اور سپیشل سیکشن اس پر کام کر رہا ہے تو چیف آف سیکرٹ سروس نے اس کیس کو سپیشل سیکشن کے لئے ٹیسٹ کیس قرار دے دیا"...... آصف درانی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ لیکن آپ یہ کیوں سوچ رہے تھے کہ سیکشن توڑ دیا جائے یا استعفیٰ دے دیا جائے "...... فوزیہ نے حیران ہو کر کہا۔

" تم خود بتاؤ۔ اب تک ہم نے کیا کامیابی حاصل کی ہے۔ کیا کوئی کلیو ملا ہے ہمیں۔ ہم تو مسلسل ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ایجنٹ یہاں کام کر رہے ہوں گے اور وہ لوگ یہ فارمولا بھی اڑا لیں گے۔ پھر کیا ہو گا۔ تم بتاؤ"...... آصف درانی نے کہا۔



" کیسے اڑا لیں گے جبکہ فارمولا لیبارٹری میں ہے اور لیبارٹری کی سخت حفاظت کی جا رہی ہے۔ سپیشل سیکشن کے میرے اور آپ کے علاوہ باقی سارے ممبران وہاں ایسے مقامات کی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں اور وہاں باقاعدہ کام کرنے والے افراد کو کمپیوٹر کی مدد سے چیک کیا جاتا ہے۔ کوئی غلط یا کوئی مشکوک آدمی تو لیبارٹری میں داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ کوئی خفیہ آلہ بھی لیبارٹری میں نہیں لے جایا جا سکتا۔ پھر کیا وہ جن بھوت ہیں کہ باہر بیٹھے بیٹھے فارمولا اڑا لیں گے اور ہم اس لئے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں کہ ابھی تک انہوں نے بھی کوئی کام نہیں کیا۔ جیسے ہی وہ لیبارٹری میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے تو ہمیں بھی کام کرنے کا موقع مل جائے گا"۔ فوزیہ نے بڑے جوشیلے انداز میں کہا۔

" تمہاری بات درست ہے لیکن ہمیں چاہئے کہ ہم ان لوگوں کے لیبارٹری کے اندر داخل ہونے سے پہلے انہیں ٹریس کر لیں"۔ آصف درانی نے کہا۔

" نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں دارالحکومت میں لاکھوں نہیں تو ہزاروں غیر ملکی موجود ہیں۔ ہم کیسے کسی کو چیک کر سکتے ہیں "...... فوزیہ نے جواب دیا اور آصف درانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اوکے۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں بھی دراصل کرنل پاشا والی کیفیت سے گزر رہا ہوں"...... آصف درانی نے ایک طویل سانس

لیتے ہوئے کہا اور فوزیہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"کیا خیال ہے اس علی عمران سے جاکر ملاقات نہ کی جائے۔ تم نے مجھے اس کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس سے مجھے اس سے ملاقات کا بے حد اشتیاق پیدا ہو گیا ہے"....... فوزیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ جب ہم مشن مکمل کر لیں گے پھر چلیں گے"....... آصف درانی نے کہا اور فوزیہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور آصف درانی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"آصف درانی بول رہا ہوں"....... آصف درانی کی عادت تھی کہ وہ صرف اپنا نام لیا کرتا تھا۔ ساتھ اپنا عہدہ نہ بتاتا تھا۔

"کرنل پاشا بول رہا ہوں میجر آصف"....... دوسری طرف سے کرنل پاشا کی مخصوص بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"یس سر"....... آصف نے چونک کر کہا۔

"علی عمران نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے زاکو کی ڈبل کراس تنظیم کے دو ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا ہے۔ ایک کا نام ہنری براؤن ہے جبکہ دوسرے کا نام ڈریک ہے۔ ہنری براؤن ہوٹل بلیو مون میں رہائش پذیر ہے جبکہ ڈریک ہوٹل سیٹا میں رہ رہا ہے اور یہ دونوں محکمہ دفاع میں کام کرنے والے سپرنٹنڈنٹ اسلم سے ملے ہیں۔ گو اس نے معلوم کر لیا ہے کہ



سپرنٹنڈنٹ کا براہ راست لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن علی عمران کا خیال ہے کہ یہ اسلم ہو سکتا ہے کہ لیبارٹری کے کسی آدمی سے رابطہ کرے اس لئے اس نے کہا ہے کہ ہم لیبارٹری میں خصوصی طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر اسلم کی کسی سے فون پر بات ہو تو اسے مارک کیا جائے"....... کرنل پاشا نے کہا تو آصف کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے جناب۔ لیکن جب یہ ایجنٹ سامنے آئے ہیں تو انہیں گرفتار کر کے ان سے ساری معلومات اگلوائی جا سکتی ہیں"۔ میجر آصف درانی نے کہا۔

"میں نے خود یہی بات علی عمران سے کی تھی تو اس نے جواب دیا کہ ایسے ایجنٹ انتہائی تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ وہ خودکشی تو کر سکتے ہیں لیکن اس طرح کچھ نہیں بتا سکتے۔ ڈبل کراس بہرحال سرکاری تنظیم ہے۔ اس میں صرف یہی دو ایجنٹ تو نہ ہوں گے۔ یہ تو ٹریس ہو گئے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد آنے والے سرے سے ٹریس ہی نہ ہو سکیں اس لئے ان کی صرف نگرانی کی جا رہی ہے تاکہ جب وہ کوئی ایکشن کریں گے تو ان کا پلان سامنے آ جائے گا اور پھر انہیں پکڑ لیا جائے گا یا ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس طرح اس تنظیم کا پلان سامنے آ جائے گا اور علی عمران کی بات درست ہے"۔ کرنل پاشا نے کہا۔

"لیکن جناب۔ اسلم لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتا اور

لیبارٹری میں اگر اس کا کسی سے رابطہ ہے تو وہ آدمی بھی وہاں کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ وہاں کوئی ایسا کیمرہ یا آلہ داخل ہی نہیں ہو سکتا جس سے فارمولے کی کاپی تیار کی جا سکے اور اصل فارمولا بھی کسی صورت لیبارٹری سے باہر نہیں جا سکتا اور اگر یہ دونوں ایجنٹ وہاں جائیں گے تو وہ بھی پکڑے جائیں گے۔ انہیں بہرحال یہ تو معلوم نہیں ہو گا کہ ہم نے وہاں کس قسم کے انتظامات کر رکھے ہیں۔ ویسے اگر ان ایجنٹوں کے حلیئے معلوم ہو جائیں تو ہم لیبارٹری کی سیکورٹی کو یہ حلیئے دے کر ان کے بارے میں خصوصی طور پر الرٹ کر دیں گے"...... آصف درانی نے کہا۔

"میں نے حلیئے پوچھ لئے ہیں۔ وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ میک اپ میں وہاں آئیں۔ عمران نے مجھے بتایا ہے کہ ان دنوں یورپ اور ایکریمیا میں انتہائی جدید ترین میک اپ فارمولے ایجاد ہو چکے ہیں اس لئے ہم وہاں ٹی آر سپر میک اپ واشر پہنچا دیں"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"یہ میک اپ واشر وہاں موجود ہے جناب"...... آصف درانی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر حلیئے نوٹ کرو"...... کرنل پاشا نے مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ان دونوں کے حلیئے بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ لوگ ہر صورت میں ناکام رہیں گے"...... آصف درانی نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور آصف درانی نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کر کے لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل شہباز سے رابطہ کیا اور اسے کرنل پاشا کی طرف سے ملنے والے حلیئے نوٹ کرا کر اسلم کی طرف سے آنے والی فون کال کو چیک کرنے کے بھی احکامات دے دیئے اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"یہ لوگ واقعی کام کرتے ہیں۔ اب دیکھو مشن ہمارا ہے جبکہ ایجنٹوں کو انہوں نے تلاش کر لیا ہے اور یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ وہ محکمہ دفاع کے سپرنٹنڈنٹ اسلم سے ملے بھی ہیں"...... آصف درانی نے کہا۔

"ظاہر ہے ان کے پاس پوری ٹیم ہے اور وہ اس انداز میں طویل عرصے سے کام کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے زاکو سے ان ایجنٹوں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی ہوں گی اور پھر ان معلومات کی مدد سے انہیں یہاں ٹریس کیا ہو گا"...... فوزیہ نے جواب دیا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اس کا ایک اور مطلب بھی نکلتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی بہرحال اپنے طور پر اس کیس پر کام کر رہی ہے حالانکہ یہ مشن ہمارا ہے"۔ آصف درانی نے کہا۔

"کرنے دو۔ اصل مشن تو بہرحال لیبارٹری میں ہی مکمل ہو گا اور وہاں ہمارا کنٹرول ہے"...... فوزیہ نے کہا اور آصف درانی نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"ہماری نگرانی ہو رہی ہے براؤن"....... ڈریک نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ گھبراؤ نہیں۔ یہ ہم سے کچھ حاصل نہ کر سکیں گے"....... براؤن نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"کیا اس کمرے کو چیک کر لیا ہے"....... ڈریک نے کہا۔

"ہاں۔یہاں کوئی ڈکٹا فون نہیں ہے البتہ انہوں نے لازماً ہماری فون کالز چیک کرنے کا بندوبست کر رکھا ہو گا اس لئے اس بارے میں ہمیں محتاط رہنا ہو گا"....... براؤن نے جواب دیا۔

"لیکن اب ہم کیسے اسلم اور قاسم سے رابطہ کریں گے"۔ڈریک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے نگرانی کا احساس ہوتے ہی پبلک فون بوتھ سے اسلم سے رابطہ کر کے اسے بتا دیا تھا کہ اب ہم اس سے کوڈ میں گفتگو



کریں گے اور کوڈ بھی اس سے طے کر لئے ہیں اور اب قاسم سے وہ خصوصی قلم بھی ہم براہ راست حاصل نہیں کریں گے بلکہ بالواسطہ طور پر اسے حاصل کیا جائے گا"....... براؤن نے کہا۔

"لیکن اگر یہ قلم ان کے ہاتھ لگ گیا تو کیا ہو گا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ تم اسلم کو کہہ دو کہ وہ اسے کسی سپیشل کوریئر سروس سے براہ راست زا کو بھجوا دے"....... ڈریک نے کہا۔

"نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اسے چیک کرنا ہو گا اور دوسری بات یہ کہ اس سے جلد از جلد مواد نکال کر اس کی فلم تیار کرنی ہو گی البتہ وہ فلم ہم کسی بھی طرح یہاں سے نکال سکتے ہیں اور آخری بات یہ کہ یہ لوگ جب تک بقایا رقم نہ لے لیں گے یہ قلم نہیں دیں گے"....... براؤن نے کہا۔

"اس سلسلے میں خصوصی پلان سوچو براؤن۔ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ عین آخری لمحات میں سب کچھ ختم کر دیا جائے"....... ڈریک نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں نے پلان سوچ لیا ہے۔ ابھی قاسم کی لیبارٹری سے واپسی میں دو روز باقی ہیں۔ اس دوران پلان پر عمل ہو جائے گا اور کام اس طرح ہو جائے گا کہ نگرانی کرنے والے منہ دیکھتے رہ جائیں گے"....... براؤن نے کہا۔

"لیکن کیا پلان بنایا ہے۔ مجھے بھی تو بتاؤ"....... ڈریک نے کہا۔

"یہاں نہیں۔ کسی محفوظ جگہ پر بات ہو گی۔ تم ایسا کرو کہ اپنے ہوٹل چلے جاؤ۔ میں رات کو کھانا کھانے وہاں تمہارے پاس آؤں گا پھر ہم کھانا کھا کر ہوٹل کے ہی لان میں چہل قدمی کریں گے۔ وہاں تمہیں میں اس پلان کے بارے میں تفصیل سے بتاؤں گا"۔ براؤن نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ یہ ہمیں پہلے ہی گرفتار کر لیں"...... ڈریک نے کہا۔

"نہیں۔ اگر انہوں نے ایسا کرنا ہوتا تو وہ اب تک کر چکے ہوتے نگرانی کا مطلب یہی ہے کہ وہ ہمیں رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتے ہیں"۔ براؤن نے کہا اور ڈریک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اٹھ کر وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ براؤن اٹھ کر باتھ روم کی طرف چلا گیا۔ غسل کر کے اور لباس تبدیل کر کے وہ واپس کمرے میں آ کر بیٹھ گیا اور ٹی وی آن کر کے بڑے اطمینان بھرے انداز میں پروگرام دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر جب رات کو کھانا کھانے کا وقت ہوا تو اس نے ٹی وی آف کیا اور کمرے سے باہر نکل کر اسے لاک کر کے وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا ہوٹل سے باہر آیا اور پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل سیٹا کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہوٹل سیٹا میں ڈریک اس کا منتظر تھا۔ وہ دونوں ڈائننگ ہال میں گئے اور انہوں نے وہاں اطمینان سے کھانا کھایا اور کھانا کھانے کے بعد وہ ہوٹل کے وسیع و عریض لان میں آ گئے۔ یہاں اور بھی بہت



سے لوگ چہل قدمی میں مصروف تھے اس لئے وہ بھی چہل قدمی کے انداز میں چلنے لگے۔

"ہاں۔ اب بتاؤ میں نے چیک کر لیا ہے کہ ہمارے قریب کوئی آدمی نہیں ہے"...... ڈریک نے کہا۔

"بڑا سادہ سا پلان ہے ڈریک۔ اسلم اور قاسم سے ہماری اب براہ راست کوئی ملاقات نہیں ہو گی۔ میں نے چیف کو خصوصی کال کر کے سب کچھ بتا دیا ہے۔ چیف نے وہاں سے فلورنس کو بھجوا دیا ہے۔ فلورنس کو اس اسلم کے بارے میں بتا دیا گیا ہے۔ فلورنس اسلم اور قاسم سے ملے گی اور انہیں باقی رقم دے کر قاسم سے قلم حاصل کر لے گی۔ اس سے فلم تیار کرے گی اور پھر فلم لے کر وہ خاموشی سے واپس چلی جائے گی۔ اس کے بعد ہمیں اطلاع ملے گی اور ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے"...... براؤن نے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اسلم کی نگرانی ہو رہی ہو"۔ ڈریک نے کہا۔

"اول تو اس کا امکان نہیں ہے لیکن اگر ایسا ہوا بھی تو انہیں اسلم سے ہماری ملاقات پر تشویش ہو گی ورنہ ویسے تو اسلم نجانے کس کس سے ملتا رہتا ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ اسلم کو بتا دیا جائے گا کہ وہ فلورنس اور قاسم کی ملاقات کے لئے کوئی فول پروف طریقہ اختیار کرے اور خود فلورنس کے ساتھ قاسم سے نہ ملے بلکہ انہیں علیحدہ ملنے دے"...... براؤن نے کہا تو ڈریک نے اطمینان بھرے

انداز میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں کافی دیر تک وہاں چہل قدمی کرتے
رہے۔ پھر وہ واپس مڑے اور ہوٹل میں ہونے والے فنکشن میں
شامل ہو گئے۔ پھر تقریباً رات گئے جب فنکشن ختم ہوا تو براؤن
ڈریک کو اس کے کمرے میں چھوڑ کر واپس اپنے ہوٹل آگیا۔ اس کے
چہرے پر گہرا اطمینان تھا کیونکہ اس نے ڈریک کو بھی اپنا اصل
پلان نہ بتایا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈریک بہرحال اس کی
نسبت اعصابی طور پر کمزور ہے اس لئے کسی بھی مشکل لمحے میں ہو
سکتا ہے کہ وہ پلان بتا دے اس لئے اس نے اصل پلان ڈریک سے
بھی چھپا لیا تھا۔



اسلم اپنی رہائش گاہ پر موجود تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی
کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے براؤن نے آفس میں فون کر کے
بتا دیا تھا کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے اس لئے وہ اس سے رابطہ نہیں
کریں گے۔ البتہ جب قاسم اس سے رابطہ کرے تو وہ قاسم کو کہہ
دے کہ وہ مال کو اپنی کار کے ڈیش بورڈ میں رکھ کر کار کو زیٹو کلب
کی پارکنگ میں چھوڑ کر خود کلب چلا جائے۔ وہ جب واپس آئے گا تو
ڈیش بورڈ سے مال وصول کیا جا چکا ہو گا اور پھر اس کی چیکنگ کے
بعد بقایا رقم کے چیک دوسرے روز رات کو اسی طرح کار کے ڈیش
بورڈ میں رکھ دیئے جائیں گے جس میں اسلم کا چیک بھی ہو گا۔ اس
اطلاع کے بعد اسلم کی پریشانی عروج پر پہنچ گئی تھی کیونکہ اسے اپنی
اور قاسم کی فکر پڑ گئی تھی۔ اگر کسی بھی طرح وہ چیک ہو گئے تو پھر
انہیں یقیناً گولی ماری جا سکتی ہے لیکن اب اس کے پاس بھاگنے کا

کوئی راستہ نہ رہا تھا۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ اس کی رہائش گاہ کی نگرانی نہ کی جا رہی ہو۔ اس کا فون ٹیپ نہ کیا جا رہا ہو اور اس طرح قاسم بھی ان کی نظروں میں آجائے گا لیکن وہ قاسم سے براہ راست بات بھی نہ کر سکتا تھا۔ وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ میں اس لئے موجود تھا کہ اسے یقین تھا کہ قاسم کی کال کسی بھی وقت آسکتی ہے اور وہ سوچ رہا تھا کہ وہ کس انداز میں بات کرے کہ کام بھی ہو جائے اور اس پر اور قاسم پر کسی طرح شک بھی نہ پڑے۔ وہ بیٹھا مسلسل یہی سوچ رہا تھا لیکن اس کے ذہن میں کوئی بات نہ آرہی تھی اور پھر اچانک سامنے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے گھنٹی کی بجائے بم کا دھماکہ ہوا ہو اور پھر اس نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"اسلم بول رہا ہوں"...... اسلم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"قاسم بول رہا ہوں اسلم"...... دوسری طرف سے قاسم کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"قاسم۔ میں تمہیں فون کرنے ہی والا تھا کہ تمہارا فون آگیا۔ ابھی تمہارا کام نہیں ہو سکا کیونکہ تم جانتے ہو کہ میرے مالی حالات بے حد خراب ہیں اور اب تو مزید خراب ہو چکے ہیں لیکن ابھی میں نے جا کر ایک آدمی سے ملاقات کرنی ہے۔ اس سے رقم مل جائے گی تو پھر میں تمہیں خود فون کر لوں گا"...... اسلم نے تیز تیز لہجے میں کہا۔





"لیکن"...... دوسری طرف سے قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"میں سمجھتا ہوں تم کیا کہنا چاہتے ہو لیکن میں نے بتایا تو ہے کہ میرے حالات خراب ہیں۔ بہر حال فکر نہ کرو۔ تمہارا کام کسی نہ کسی طرح ضرور کر دوں گا۔ خدا حافظ"...... اسلم نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا باہر پورچ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ملازم نے پھاٹک کھول دیا تو وہ کار باہر لے آیا۔ اس کا رخ زیٹو کلب کی طرف تھا لیکن پھر اس نے ایک پبلک فون بوتھ کے قریب کار روکی اور نیچے اتر کر اس نے جیب سے کارڈ نکال کر فون پیس کے مخصوص خانے میں ڈالا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"قاسم بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے قاسم کی آواز سنائی دی۔

"اسلم بول رہا ہوں قاسم۔ ہماری پارٹی کی نگرانی شروع ہو چکی ہے اس لئے پارٹی نے مال کی وصولی کے لئے ایک نیا سیٹ اپ تیار کیا ہے تاکہ ہم نظروں میں نہ آسکیں۔ کیا تم مال حاصل کر چکے ہو یا نہیں"...... اسلم نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں کال کیا تھا"...... دوسری طرف سے قاسم نے کہا۔

"تو سنو۔ تم اس مال کو اپنی کار کے ڈیش بورڈ میں رکھ کر زیٹو

کلب آ جاؤ۔ کار کو پارکنگ میں چھوڑ دینا۔ میں وہاں زیٹو کلب میں موجود ہوں گا لیکن تم نے مجھ سے آشنائی ظاہر نہیں کرنی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ میری بھی نگرانی ہو رہی ہو۔ البتہ وہ یقیناً تمہیں نہیں جانتے ہوں گے۔ تم ایک گھنٹہ وہیں رہنا اس کے بعد تم پارکنگ میں واپس چلے جانا۔ مال اس دوران وہ ڈیش بورڈ سے حاصل کر لیں گے"...... اسلم نے کہا۔

"لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گا کہ میں زیٹو کلب میں پہنچ رہا ہوں"...... قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم سے وہ مل چکے ہیں اس لئے لامحالہ انہوں نے وہاں کوئی انتظام کر رکھا ہو گا۔ تم جیسے ہی ہال میں پہنچو گے وہ تمہیں دیکھ کر سمجھ جائیں گے کہ کام ہو گیا ہے۔ جب تم چیک کر لینا کہ مال وہ لے جا چکے ہیں تو واپس اپنی رہائش گاہ پر چلے جانا۔ اس دوران وہ مال کو چیک کر لیں گے۔ اس کے بعد کل تم پھر زیٹو کلب پہنچ جانا۔ پھر جب تم واپس جاؤ گے تو تمہاری کار کے ڈیش بورڈ میں تمہارا اور میرا دونوں کے چیک موجود ہوں گے۔ اب چونکہ ہمارے پاس مال نہیں ہو گا اس لئے پھر ہم آپس میں مل سکیں گے"...... اسلم نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن اگر بعد میں وہ لوگ غائب ہو گئے تو پھر"...... قاسم نے کہا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ ایسے لوگ غلط بیانی نہیں کیا کرتے اور اتنا بڑا کام کرنے والوں کے لئے رقم کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا"۔ اسلم نے کہا۔

"او کے۔ میں پہنچ رہا ہوں زیٹو کلب"...... قاسم نے کہا اور اسلم نے رسیور رکھ دیا اور کارڈ نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور دور دور تک اسے کوئی آدمی نظر نہ آیا تو وہ اطمینان بھرے انداز میں کار میں بیٹھا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔ پھر زیٹو کلب پہنچ کر اس نے ایک خالی نشست تلاش کی اور وہاں بیٹھ کر اس نے ہاٹ کافی منگوا لی۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی اس نے قاسم کو کلب میں داخل ہوتے دیکھا تو اس نے جان بوجھ کر منہ دوسری طرف کر لیا تاکہ اگر اس کی نگرانی ہو رہی ہو تو کہیں وہ اس کے چونکنے کی وجہ سے قاسم کو چیک نہ کر لیں۔ پھر جب اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس نے قاسم کو ایک میز پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس پر ایک مرد اور ایک عورت موجود تھے اور قاسم ان سے اس انداز میں باتیں کر رہا تھا جیسے وہ اس کے گہرے دوست ہوں۔ بہرحال اسلم خاموش بیٹھا کافی پیتا رہا۔ جب ایک گھنٹہ گزر گیا تو اس نے قاسم کو اٹھتے ہوئے دیکھا اور پھر قاسم تیز تیز قدم اٹھاتا کلب سے باہر چلا گیا لیکن اسلم ویسے ہی وہاں بیٹھا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کسی کی آمد کا انتظار ہو۔ پھر کافی دیر بعد وہ اٹھا تو اس نے اپنے چہرے پر مایوسی کے تاثرات پیدا کر لئے تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ پارکنگ سے اپنی کار لے کر واپس اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا لیکن پھر اس نے ایک پبلک فون بوتھ کے قریب کار روکی اور نیچے اتر کر اس نے فون پیس میں کارڈ ڈال کر

رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" قاسم بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی قاسم کی آواز سنائی دی۔

" اسلم بول رہا ہوں۔ کیا رہا۔ کیا مال چلا گیا"....... اسلم نے کہا۔

"ہاں۔ اور اب مجھے اپنی رقم کی فکر ہے"....... قاسم نے کہا۔

" ڈونٹ وری۔ کل تم نے پھر اسی طرح کلب جانا ہے۔ ڈونٹ وری۔ اصل مسئلہ مال کا تھا۔ جب تک وہ ہمارے پاس تھا ہم شدید خطرے میں تھے۔ اب ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ رقم کی فکر مت کرو لیکن ابھی تم نے میرے گھر نہیں آنا۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے درمیان کسی قسم کا تعلق ثابت ہو"....... اسلم نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ لیکن تمہارا چیک میں تمہیں کیسے پہنچاؤں گا"۔ قاسم نے کہا۔

" وہ تم اپنے پاس رکھ لینا۔ تم واپس لیبارٹری کب جاؤ گے"۔ اسلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرسوں صبح میری واپسی ہے اور پھر میں ایک ہفتے سے پہلے تو نہ آ سکوں گا"....... قاسم نے جواب دیا۔

" کوئی بات نہیں۔ میرا چیک اپنے سیف میں رکھ لینا۔ ایک ہفتے بعد جب تم واپس آؤ گے تو پھر میں تم سے لے لوں گا۔ تب تک حالات ہر لحاظ سے اوکے ہو چکے ہوں گے"....... اسلم نے کہا۔

" ٹھیک ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ



ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اسلم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور کارڈ نکال کر اس نے جیب میں ڈالا اور پھر وہ اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔" عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص رپورٹ مل گئی ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اس براؤن کو پکڑ کر اس سے معلومات اگلوائی جائیں ورنہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ مشن مکمل کر لیں اور ہم صرف ان کی نگرانی کرتے رہ جائیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا وہ لیبارٹری میں گئے ہیں"...... عمران نے حیران ہو کر



پوچھا۔

"جی نہیں۔ وہ تو ہوٹل میں ہی ہے البتہ کبھی ڈریک اپنے ہوٹل سے براؤن کے پاس آ جاتا ہے اور کبھی براؤن ڈریک کے ہوٹل چلا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی اور کوئی سرگرمی نہیں ہے اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ لوگ یقیناً کسی پراسرار چکر میں ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا ان کی فون اور ٹرانسمیٹر کالیں چیک کی جا رہی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن نہ انہوں نے کوئی ٹرانسمیٹر کال کی ہے اور نہ ہی فون کال کی اور نہ ہی کوئی کال رسیو کی ہے۔ البتہ آپس میں وہ فون وغیرہ کر لیتے ہیں جس میں صرف کھانے پینے اور سیر و تفریح کی ہی باتیں ہوتی ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جب وہ لیبارٹری میں بھی نہیں گئے تو پھر وہ کیا پراسرار چکر چلا سکتے ہیں۔ بس ان کی نگرانی جاری رکھو"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن ابھی اسے رسیور رکھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اسلم کے بارے میں تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ کیوں"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ اسلم کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس کا فون بھی ٹیپ ہو رہا ہے۔ وہ آفس جا رہا ہے اور پھر اپنے گھر آ کر مختلف کلبوں میں چلا جاتا ہے اور وہاں جوا وغیرہ کھیلتا رہتا ہے البتہ ایک بات میرے علم میں آئی ہے کہ کچھ روز پہلے اسلم یہاں کے ایک خفیہ سنڈیکیٹ کی خاصی بڑی رقم کا مقروض تھا لیکن پھر اس نے اچانک وہ ساری رقم یکمشت ادا کر دی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھاری داؤ بھی نقد لگانے شروع کر دیئے ہیں اور ان دنوں حیرت انگیز طور پر وہ جیت بھی رہا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اسے کسی طرف سے بھاری رقم ملی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ بھاری رقم اسے براؤن وغیرہ نے دی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن کیا وہ لیبارٹری گیا ہے یا اس نے لیبارٹری میں کسی سے رابطہ کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ وہ نہ وہاں گیا ہے اور نہ ہی اس کا رابطہ وہاں کسی سے ہوا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آفس فون سے رابطہ کر لیتا ہو"۔ عمران نے کہا۔



"جی نہیں۔ میں نے وہاں بھی خصوصی چیکنگ کا انتظام کر رکھا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ نگرانی جاری رکھو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ چونکہ کرنل پاشا کو بتا چکا تھا کہ لیبارٹری میں خصوصی انتظامات کئے جائیں اس لئے وہ مطمئن تھا کہ اگر وہاں کوئی گڑبڑ ہوئی تو فوراً چیک کر لی جائے گی اور یہاں براؤن، ڈریک اور اسلم تینوں آدمی ان کی نظروں میں تھے اس لئے وہ ہر لحاظ سے مطمئن تھا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ اسلم کو کسی قاسم نے فون کال کی ہے اور ان کے درمیان ہونے والی بات سے یوں محسوس ہوا جیسے قاسم کوئی بات کرنا چاہتا تھا لیکن اسلم نے اسے روک دیا اور پھر اسلم کار میں سوار ہو کر اپنی رہائش گاہ سے نکلا اور اس نے راستے میں پبلک فون بوتھ سے کال کی اور اس کے بعد وہ زیٹو کلب چلا گیا۔ میں نے اس دوران فون سرچ مشین کے ذریعے اس آدمی قاسم کا نمبر ٹریس کیا تو یہ نمبر معلوم

ہو گیا اور باس۔ یہ انتہائی حیرت انگیز بات سامنے آئی ہے کہ قاسم کسی لیبارٹری میں ملازم ہے۔ یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ قاسم کس لیبارٹری میں ملازم ہے البتہ یہ معلوم ہو گیا ہے کہ وہ کسی لیبارٹری میں ہی ملازم ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ اس انداز میں کام کر رہے ہیں۔ تم اس وقت کہاں موجود ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میں زیٹو کلب میں ہوں باس۔ اسلم یہاں موجود ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا اسلم اکیلا ہے یا اس سے کوئی ملنے آیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ وہ اکیلا ہے لیکن اس کا انداز ایسا ہے جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہا ہو"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس قاسم کی رہائش گاہ کہاں ہے اور اس کا فون نمبر کیا ہے"۔ عمران نے پوچھا تو ٹائیگر نے بتا دیا۔

"تم نے کس طرح معلوم کیا ہے کہ قاسم کسی لیبارٹری میں کام کرتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں اسلم کو زیٹو کلب پہنچا کر واپس قاسم کی رہائش گاہ پر گیا۔ میں نے وہاں فون کر کے معلوم کیا تو مجھے پتہ چلا کہ قاسم گھر میں موجود نہیں ہے تو پھر میں وہاں گیا۔ وہاں قریب ہی ایک ریستوران ہے۔ وہاں سے معلوم ہوا ہے کہ قاسم کسی لیبارٹری میں کام کرتا



ہے۔ چنانچہ میں واپس زیٹو کلب آگیا لیکن ابھی تک اسلم یہاں اکیلا ہے۔ میں نے ویٹر سے معلوم کر لیا ہے کہ اس سے کوئی ملنے نہیں آیا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس کی نگرانی کرو میں اس قاسم کو چیک کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"...... ایک آواز سنائی دی۔ بولنے والا لہجے اور انداز سے کوئی ملازم لگتا تھا۔

"قاسم صاحب ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ وہ کہیں گئے ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کہاں گئے ہیں۔ مجھے ان سے انتہائی ضروری کام ہے لیبارٹری کے متعلق"...... عمران نے کہا۔

"جی وہ بتا کر تو نہیں گئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا وہ اپنی کار میں گئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"وہ لیبارٹری سے کب آئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"آج شام کو جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اور واپس کب جانا ہے انہوں نے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ پرسوں جائیں گے جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا

گیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر کریڈل دبا دیا۔ پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر۔ ایک پتہ نوٹ کرو"۔ عمران نے کہا۔

"جی صاحب"...... دوسری طرف سے اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا اور عمران نے اسے قاسم کا پتہ بتا دیا۔

"نوٹ کر لیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"یہاں ایک آدمی قاسم نام کا رہتا ہے جو کسی لیبارٹری میں کام کرتا ہے اور اس کا تعلق اس اسلم سے ہے جس سے براؤن اور ڈریک کا تعلق ہے اور اس اسلم کو قاسم نے فون کر کے کچھ کہنا چاہا لیکن اسلم نے اسے روک دیا۔ پھر اسلم نے گھر سے باہر جا کر پبلک فون بوتھ سے کال کی۔ یقیناً اس نے اس قاسم کو ہی کال کی ہو گی اور اسلم اس وقت زیٹو کلب میں موجود ہے لیکن وہاں ابھی تک اس سے کوئی آکر نہیں ملا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ قاسم اس سے زیٹو کلب میں ہی ملے گا اس لئے میں وہاں جا رہا ہوں۔ تم دو ممبران کو قاسم کی رہائش گاہ پر بھجوا دو۔ جیسے ہی قاسم واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچے انہیں کہنا کہ





زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر مجھے اطلاع دیں"...... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ اس قاسم کو استعمال کیا جا رہا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم میں جا کر اس نے لباس تبدیل کیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار زیٹو کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ کلب کے مین ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن ٹائیگر اسے وہاں کہیں نظر نہ آیا تو عمران ایک سائیڈ پر گیا اور اس نے جیب سے زیرو فائیو ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی۔ ٹرانسمیٹر ٹائیگر کے پاس ہر وقت موجود رہتا تھا

"ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو اس وقت۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"جی میں اسلم کی رہائش گاہ کے قریب ہوں۔ ابھی اسلم کے پیچھے یہاں پہنچا ہوں۔ اسلم زیٹو کلب سے اٹھا اور پھر اس نے راستے میں ایک بار پھر پبلک فون بوتھ سے کال کی اور پھر وہ اپنی رہائش گاہ پر چلا گیا۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کلب میں اس کی کسی سے ملاقات ہوئی یا نہیں۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ کسی سے ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی اس نے وہاں سے کسی کو فون کیا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ نگرانی جاری رکھو۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اس پر نئی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ایک بار پھر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد مخصوص آواز سنائی دی۔

"میں زیٹو کلب سے علی عمران بول رہا ہوں۔ اسلم زیٹو کلب سے واپس چلا گیا ہے اور اس کی ملاقات بھی قاسم سے نہیں ہوئی۔ آپ نے قاسم کی نگرانی کے لئے کس کو بھیجا ہے۔ اوور"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تاکہ اگر کال چیک بھی ہو جائے تو معاملات خفیہ رہیں۔

"نعمانی اور چوہان وہاں گئے ہیں۔ اوور"...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ معلوم کریں کہ براؤن اور ڈریک کہاں ہیں اور پھر مجھے کال کریں۔ میں آپ کی کال کے انتظار میں یہاں زیٹو کلب میں موجود



رہوں گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ اوور"...... دوسری طرف سے مخصوص لہجے میں کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اس پر اپنی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے جیب میں ڈال کر وہ وہیں ٹہلنے لگا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اس کی جیب سے سیٹی کی آواز ابھری تو اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر نکال کر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ چیف کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"براؤن اور ڈریک دونوں ہوٹل بلیو مون میں براؤن کے کمرے میں گذشتہ تین گھنٹوں سے موجود ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ تھینک یو۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یہ ساری صورت حال انتہائی پراسرار لگ رہی تھی اور اس کی چھٹی حس مسلسل سائرن بجا رہی تھی کہ معاملات میں کوئی شدید گڑبڑ ہے اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس قاسم کو ٹٹولے گا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار پارک کالونی میں داخل ہوئی جہاں ٹائیگر کے مطابق قاسم کی رہائش گاہ تھی۔ عمران

نے ریستوران کے قریب کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ ریستوران میں داخل ہو گیا۔

"یس سر"...... کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایک فون کال کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... نوجوان نے کہا اور کاؤنٹر پر پڑا ہوا فون اس کی طرف کر دیا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے قاسم کے نمبر پریس کر دیئے۔

"جی صاحب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی اسی ملازم کی آواز سنائی دی جس نے پہلے عمران کی کال پر فون اٹنڈ کیا تھا۔

"قاسم صاحب آ گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ابھی آئے ہیں۔ آپ کون صاحب بول رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں خود آ رہا ہوں ان سے ملنے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ پھر اس نے کار تھوڑی ہی آگے بڑھائی تھی کہ اسے قاسم کی کوٹھی نظر آ گئی۔ وہ ریستوران سے کافی قریب تھی۔ عمران نے کار ایک طرف کر کے روکی اور پھر نیچے اتر ہی رہا تھا کہ ایک طرف سے نعمانی اور چوہان تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔



"آپ عمران صاحب"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ کیا قاسم تمہارے سامنے آیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ نیلے رنگ کی ایک کار اندر گئی ہے۔ اس میں ایک ہی آدمی سوار تھا۔ شاید وہی قاسم ہو گا"...... نعمانی نے کہا۔

"اوکے۔ آؤ میرے ساتھ۔ اب اس سے معلومات حاصل کرنا پڑیں گی"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ نعمانی اور چوہان اس کے پیچھے تھے۔

"یہ قاسم ہے کون"...... نعمانی نے کہا تو عمران نے پھاٹک تک پہنچتے پہنچتے انہیں مختصر طور پر بتا دیا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کے پسٹل ہیں"۔ عمران نے اچانک رک کر پوچھا۔

"ہاں۔ کار میں ہیں۔ کیا آپ گیس فائر کرنا چاہتے ہیں"۔ نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ اندر اس کی فیملی وغیرہ ہو گی اور انہیں بے ہوش کر کے قاسم سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں ورنہ شاید وہ آسانی سے زبان نہ کھولے"...... عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور واپس مڑ گیا۔

"چوہان تم عقبی طرف چلے جاؤ۔ میں نے اسے ریستوران سے فون کیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مشکوک ہو کر بھاگ نکلے"۔ عمران

نے کہا تو چوہان سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا اور پھر سائیڈ گلی
میں داخل ہو کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا جبکہ عمران تھوڑا سا
آگے بڑھ کر ایک سائیڈ میں رک گیا۔ تھوڑی دیر بعد نعمانی واپس آ
گیا۔

"سائیڈ گلی میں جا کر کیپسول فائر کر دو"....... عمران نے کہا تو
نعمانی سر ہلاتا ہوا سائیڈ گلی کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ
گیا۔

"میں نے چار کیپسول فائر کر دیئے ہیں"....... نعمانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ اب دس منٹ گزارنے پڑیں گے"....... عمران
نے کہا اور اس طرح آگے بڑھ گیا جیسے وہ ویسے ہی یہاں چہل قدمی
کرتے پھر رہے ہوں۔ پھر دس منٹ گزارنے کے بعد عمران پھاٹک
کی طرف واپس پلٹ پڑا۔

"اب اندر کیسے جائیں گے"....... نعمانی نے کہا۔

"پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود جاؤ۔ جلدی کرو"....... عمران نے کہا
تو نعمانی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور چند لمحوں بعد وہ واقعی کسی بندر
جیسی پھرتی کے ساتھ پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود گیا اور پھر پھاٹک کی
چھوٹی کھڑکی کھل گئی۔

"چوہان کو بھی بلا لو۔ وہ عقبی طرف موجود ہے"....... عمران نے
کہا تو نعمانی سر ہلاتا ہوا پیچھے مڑا اور پھاٹک سے باہر چلا گیا جبکہ عمران
وہاں پھاٹک کے قریب ہی اندر کی طرف کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد



نعمانی چوہان سمیت اندر داخل ہوا اور عمران نے پھاٹک کی چھوٹی
کھڑکی بند کر دی۔

"آؤ۔ اب اس قاسم کو تلاش کرنا ہو گا۔ تم نے اس کا حلیہ تو
دیکھا تھا"....... عمران نے کہا۔

"ہاں"....... نعمانی نے جواب دیا اور پھر وہ برآمدے کی سائیڈ میں
موجود ڈرائینگ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے لیکن
ڈرائینگ روم خالی تھا۔

"تم دونوں جاؤ اور اس قاسم کو اٹھا کر یہاں لے آؤ اور ساتھ ہی
رسی کا بنڈل بھی تلاش کر لاؤ"....... عمران نے کہا تو وہ دونوں سر
ہلاتے ہوئے واپس چلے گئے۔ عمران وہیں رکا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ
دونوں اندر داخل ہوئے تو نعمانی کے کاندھے پر ایک آدمی لدا ہوا تھا
جبکہ چوہان کے ہاتھ میں رسی کا بنڈل تھا۔

"اسے یہاں کرسی پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دو"....... عمران نے
کہا اور خود وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی
ہدایت پر عملدرآمد ہو گیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"....... عمران نے کہا تو نعمانی نے
جیب سے ایک لمبی گردن والی نیلے رنگ کی شیشی نکالی اور اس کا
ڈھکن ہٹا کر اس نے شیشی کا دہانہ قاسم کی ناک سے لگایا اور چند لمحوں
بعد شیشی ہٹا کر اس کا ڈھکن بند کر کے اسے جیب میں ڈال لیا اور پھر
وہ دونوں اس کے قریب ہی رک گئے۔ عمران نے جیب سے مشین

پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ چند لمحوں بعد قاسم کے جسم میں حرکت کے تاثرات ابھرے اور پھر اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

" یہ۔ یہ۔ مم۔ مم"...... اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

" تمہارا نام قاسم ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو قاسم نے اس طرح چونک کر عمران کی طرف دیکھا جیسے اس کی آنکھوں میں ابھی بینائی آئی ہو۔

" تم۔ تم کون ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو میرا ڈرائینگ روم ہے۔ یہ تم نے مجھے باندھا کیوں ہے"...... قاسم نے اب دونوں اطراف میں کھڑے ہوئے نعمانی اور چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام قاسم ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ ہاں۔ میرا نام قاسم ہے۔ مم۔ مگر تم کون ہو۔ یہ سب کیا ہے"...... قاسم نے اور زیادہ گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری میں کام کرتے ہو"...... عمران کے لہجے میں غراہٹ کا عنصر بڑھ گیا تھا۔

" ہاں۔ مم۔ مگر۔ یہ سب کیا ہے۔ تم کون ہو۔ یہ سب کیا ہے"...... قاسم کی حالت اب خراب ہونے لگ گئی تھی۔ شاید اب اس کا شعور بیدار ہوا تھا اور ساتھ ہی اسے اپنی حالت کا احساس ہوا



تھا اور پھر شاید عمران کے لہجے میں غراہٹ نے بھی کام دکھایا تھا۔

" تم نے وہاں سے سٹام گن کا فارمولا کیسے نکالا ہے"...... عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

" فف۔ فف۔ فارمولا۔ کون سا فارمولا۔ اوہ نہیں۔ میں نے تو کچھ نہیں کیا ہے"...... قاسم نے اور زیادہ گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن عمران اس کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہو۔ عمران تیزی سے اٹھا اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کی نال اس کی پیشانی پر رکھ کر اسے دبا دیا۔

" اگر زندگی چاہتے ہو تو سب کچھ بتا دو۔ ورنہ تمہیں اور تمہارے سارے خاندان کو ابھی گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔ بولو"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم۔ میں بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ میں بتاتا ہوں"۔ قاسم نے یکلخت گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ تربیت یافتہ آدمی نہ تھا۔

" کیا کیا ہے۔ بولو۔ اس طرح تمہیں چھوڑا جا سکتا ہے کیونکہ تم تعاون کرو گے۔ ورنہ"...... عمران نے جان بوجھ کر ورنہ کے بعد فقرہ ختم کر دیا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔

" وہ۔ وہ۔ وہ مجھے محکمہ دفاع کے سپرنٹنڈنٹ اسلم نے کہا تھا"...... قاسم نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے۔ آگے بولو۔ کیسے نکالا ہے اور کہاں ہے وہ

فارمولا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس بار قاسم نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے اور پھر اس نے اسلم کے گھر پر دو غیر ملکیوں براؤن اور ڈریک سے ملاقات، ان سے رقم لینے، ان کا مخصوص قلم دینے اور پھر اس قلم کی مدد سے فارمولا کی کاپی کرنے سے لے کر واپس آکر اسلم کو کال کر کے زیٹو کلب جانے اور ڈیش بورڈ میں وہ قلم رکھ کر کلب میں جانے اور پھر واپس آنے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"تو تمہیں نہیں معلوم کہ یہ قلم کس نے حاصل کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں تو کلب میں تھا"...... قاسم نے جواب دیا تو عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور تیزی سے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کیا اور بار بار اپنے نام کی کال دینے لگا۔

"چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ قاسم نے زبان کھول دی ہے"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

"آپ پلیز اس براؤن اور ڈریک کو فوراً اغوا کرا کر رانا ہاؤس بھجوا دیں۔ ان سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اس قلم سے ابھی وہ فلم تیار کریں گے اور پھر یہ فلم کسی بھی کوریئر سروس کے ذریعے یا زا کو



سفارت خانے کے ذریعے یا کسی بھی آدمی کے ذریعے نکال سکتے ہیں اس لئے پلیز ان کے اغوا کے بعد کوریئر سروس، ڈاکخانہ سروس اور ایئر پورٹ پر چیکنگ شروع کرا دیں۔ اوور"...... عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے کہا تو ساتھ کھڑے ہوئے نعمانی کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور قاسم کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔

"اس کی رسیاں کھول دو اور پھر پھاٹک کھول کر کار اندر لے آؤ۔ اسے بھی رانا ہاؤس پہنچانا ہے تاکہ اس کی باتوں کی تصدیق کی جا سکے میں اس دوران رانا ہاؤس فون کر کے جوزف کو الرٹ کر دوں"۔ عمران نے کہا اور نعمانی اور چوہان دونوں نے اس کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

رانا ہاؤس کے بلیک روم میں کرسیوں پر براؤن اور ڈریک کے ساتھ ساتھ قاسم اور اسلم بھی موجود تھے۔ عمران نے قاسم کی کوٹھی سے ہی ٹائیگر کو کال کر کے اس اسلم کو بھی رانا ہاؤس پہنچانے کا کہہ دیا تھا۔ بلیک روم میں اس وقت عمران کے ساتھ ساتھ جوزف اور جوانا بھی موجود تھے۔ باقی سب لوگ واپس چلے گئے تھے۔

"ان دونوں غیر ملکیوں کو ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جوزف سے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایک شیشی نکالی اور پھر براؤن اور ڈریک کے قریب آ کر اس نے اس شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور باری باری شیشی کا دہانہ دونوں کی ناک سے لگا کر اس نے شیشی بند کر دی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جوزف



نے انہیں لے آنے والوں سے معلوم کر لیا ہو گا کہ انہیں کس طرح بے ہوش کیا گیا تھا۔ اس لئے اس نے خاموشی سے یہ کارروائی کی تھی۔ چند لمحوں بعد ان دونوں کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر چند لمحوں بعد ان دونوں نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ دونوں تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اور جس ذہانت سے انہوں نے یہ سارا کھیل کھیلا تھا اس سے ثابت ہو گیا تھا کہ یہ دونوں یا ان میں سے ایک واقعی پلاننگ کا ماسٹر ہے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب"...... ان دونوں نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اٹھنے کی لاشعوری کوشش کی لیکن ظاہر ہے کہ راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گئے۔

"تم مجھے جانتے ہو ہنری براؤن۔ کیونکہ جب تم ہوٹل میں صالحہ کے ساتھ موجود تھے تو میرا تعارف تم سے کرایا گیا تھا"...... عمران نے خشک لہجے میں ہنری براؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ اوہ۔ مم۔ مگر یہ ہم کہاں ہیں۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے"...... ہنری براؤن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر جب اس نے گردن گھما کر قاسم اور اسلم کو دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ساتھ ڈریک کی بھی یہی حالت ہوئی تھی لیکن وہ خاموش رہا تھا۔

" تمہارا خیال تھا ہنری براؤن کہ ڈبل کراس سٹام گن کا فارمولا اڑا کر لے جائے گی۔ تم نے گو انتہائی حیران کن ذہانت آمیز پلان بنایا لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ تم تمہارا ساتھی ڈریک اور یہ قاسم اور اسلم سب یہاں موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

" یہ سب غلط ہے۔ ہم تو بزنس مین ہیں۔ ہمارے کاغذات چیک کر لو۔ یہ۔ یہ کون لوگ ہیں۔ ہم تو انہیں جانتے ہی نہیں"۔ براؤن نے کہا۔ وہ اب ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل گیا تھا۔

" سنو براؤن۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ وہ پین کہاں ہے جس میں فارمولا لیبارٹری سے نکالا گیا ہے"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" کون سا پین۔ ہم تو کسی پین اور فارمولے کے بارے میں نہیں جانتے"...... براؤن نے کہا۔

" جوزف"...... عمران نے مڑ کر جوزف سے کہا۔

" یس باس"...... جوزف نے جواب دیا۔

" ایم ون فور اس براؤن پر استعمال کرو اور جوانا تم اس ڈریک کو ابھی ہاف آف کر دو"...... عمران نے پہلے جوزف اور پھر جوانا سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑی مشین کی طرف بڑھ گیا جس پر سرخ رنگ کا کور چڑھا ہوا تھا جبکہ جوانا تیزی سے ڈریک کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے کمرہ ڈریک کی چیخ سے گونج اٹھا لیکن ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اس کی



گردن ڈھلک گئی۔

" یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تم ظالم ہو۔ بے گناہوں پر ظلم کر رہے ہو"...... براؤن نے چیختے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" بہت خوب۔ تم اگر بے گناہ ہو تو پھر گنہگار واقعی ہم ہیں"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف نے مشین اس کے قریب لا کر کھڑی کی اور پھر اس کا کور اتار کر اس نے اس میں موجود ہیلمٹ سا اٹھایا اور اسے براؤن کے سر پر چڑھا کر اس نے کلپ لگانے شروع کر دیئے۔ براؤن نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور عمران اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔ براؤن نے جس انداز میں مشین کو دیکھا تھا اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لاشعور چیک کرنے والی مشین ہے اور اس کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے اس مشین کو ڈاج دینے کی باقاعدہ تربیت دی گئی ہے لیکن عمران جانتا تھا کہ یہ مشین کس قدر پاورفل ہے۔ یہ عام مشین نہیں تھی۔ چند لمحوں بعد جوزف نے مائیک عمران کے ہاتھ میں دیا اور پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ شفاف ہیلمٹ میں براؤن کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی۔

" یس باس"...... اچانک جوزف نے کہا تو عمران نے مائیک کے ساتھ نصب بٹن پریس کر دیا۔

" کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہنری براؤن"...... مشین میں سے ایک مشینی آواز نکلی۔

"کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"زاکو کی ڈبل کراس سے"...... جواب ملا۔

"تم صالحہ سے کیوں ملے تھے"...... عمران نے پوچھا تو جواب میں براؤن نے تفصیل سے بتایا کہ اس کے چیف کا حکم تھا۔ چیف کا خیال تھا کہ لیبارٹری کی فائل سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں ہو گی اور صالحہ کے بارے میں چیف کو معلوم ہوا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس میں شامل ہے اس لئے اس کا خیال تھا کہ وہ آسانی سے یہ فائل حاصل کر سکتی ہے لیکن مجھے علی عمران کے بارے میں معلوم تھا اس لئے اس کے سامنے آنے پر میں چلا گیا اور پھر ڈریک نے بتایا کہ علی عمران نے ہوٹل سیٹا میں فون کر کے میرے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں تو میں سمجھ گیا کہ وہ ہماری طرف سے مشکوک ہو گیا ہے اس لئے یہ آئیڈیا ترک کر دیا گیا"...... براؤن نے پوری تفصیل سے بتایا اور پھر عمران کے سوالات کے جواب میں اس نے بتایا کہ ڈریک نے کس ذریعے سے اسلم کا کھوج لگایا اور پھر اسلم کی مدد سے قاسم سے بات ہوئی اور پھر انہوں نے قاسم کو وہ قلم دیا۔

"تم نے قلم کی واپسی کا کیا پلان بنایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"چونکہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ ہماری اور اسلم کی نگرانی ہو رہی ہے اس لئے میں نے ڈریک کو بھی نہیں بتایا اور خفیہ طور پر زاکو سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری کے ذریعے ساری پلاننگ کی۔ اسے



قاسم کے بارے میں تفصیل بتا دی گئی۔ وہ زیٹو کلب کا مستقبل ممبر تھا۔ چنانچہ جب قاسم وہاں گیا تو وہ سمجھ گیا کہ کام ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس نے ڈیش بورڈ سے قلم نکالا اور اپنی کار میں واپس چلا گیا"۔ براؤن نے کہا۔

"کیا نام ہے تھرڈ سیکرٹری کا"...... عمران نے پوچھا۔

"ٹونی رابرٹ"...... براؤن نے جواب دیا۔

"رابرٹ نے تمہیں اطلاع دی ہے اس قلم کے حصول کی"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اسے منع کر دیا تھا۔ وہ قلم سفارتی بیگ کے ذریعے زاکو بھجوائے گا۔ جب قلم زاکو پہنچ جائے گا تو پھر چیف مجھے کال کر کے بتائے گا"...... براؤن نے جواب دیا اور عمران نے جوزف کو اشارہ کر کے مائیک کا بٹن آف کرایا اور پھر مائیک جوزف کو دے کر اس نے ساتھ ہی تپائی پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب رانا ہاؤس سے"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی براؤن سے ملنے والی تمام معلومات بتا دیں۔

"ٹھیک ہے۔ میں انتظامات کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ جوزف اس دوران مشین ہٹا چکا تھا لیکن براؤن کی گردن اسی

طرح ڈھلکی ہوئی تھی۔

"ابھی انہیں اسی حالت میں رہنے دو۔ بعد میں ان کے بارے میں فیصلہ کریں گے"....... عمران نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔



ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل پاشا اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل پاشا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... کرنل پاشا نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کی کال ہے جناب"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل پاشا بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کراؤ بات"....... کرنل پاشا نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ میں سلطان بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد سر سلطان کی بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"کرنل پاشا بول رہا ہوں سر"....... کرنل پاشا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی علی عمران آپ سے بات کرے گا۔ چیف کا حکم ہے کہ آپ نے ان سے تعاون

کرنا ہے"...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار چونک پڑا۔

"یس سر"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"خدا حافظ"...... سرسلطان نے کہا تو کرنل پاشا نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندہ خصوصی علی عمران صاحب بات کرنا چاہتے ہیں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کراؤ بات"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کی خدمت میں سلام نیاز مندانہ عرض کرنا چاہتا ہے۔ اگر اجازت مرحمت فرما دی جائے تو آپ کی عین بلکہ غین نوازش ہو گی"...... دوسری طرف سے علی عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اجازت ہے"...... کرنل پاشا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ"...... عمران نے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار ہنس پڑے۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ لیکن آپ تو چیف کے نمائندہ خصوصی کے طور پر بات کرنا چاہتے تھے اور آپ نے باقاعدہ





سرسلطان سے فون کرایا ہے حالانکہ آپ براہ راست بھی مجھ سے بات کر سکتے تھے"...... کرنل پاشا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ ذرا رعب دبدبہ بھی تو ڈالنا پڑتا ہے آپ جیسے بڑے عہدیداروں پر۔ بہرحال اصل بات یہ ہے کہ ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری سے زاکو کی سرکاری ایجنسی ڈبل کراس نے سٹام گن کے فارمولے کی کاپی حاصل کر لی ہے لیکن آپ کا سپیشل سیکشن شاید سپیشل نیند میں میرا مطلب ہے جسے خواب خرگوش کہا جاتا ہے پڑا رہا ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ایسا کیسے ممکن ہے"...... کرنل پاشا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ چیف صاحب کو اس فارمولے کے بارے میں خاصی فکر تھی کیونکہ یہ فارمولا اگر زاکو پہنچ جاتا تو زاکو کے تیار کردہ مخصوص سٹام گنوں سے تو ہمیں کوئی خطرہ نہ تھا لیکن اصل تشویش انہیں اس بات پر تھی کہ زاکو اور کافرستان میں خاصے گہرے تعلقات ہیں جبکہ پاکیشیا سے ان کے اس قدر گہرے تعلقات نہیں ہیں اس لئے لامحالہ اس کی اطلاع کافرستان تک پہنچ جاتی اور نتیجہ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ ادھر آپ نے سرسلطان کے ذریعے انہیں سپیشل سیکشن کو آزادی سے کام کرنے کی اجازت کے سلسلے میں بھی درخواست کی تو انہوں نے لیبارٹری میں کام کرنے کی آپ کو اجازت دے دی لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے سیکرٹ سروس کو بھی

احکامات دے دیئے اور جس کے نتیجے میں عین آخری لمحات میں جبکہ فارمولا پاکیشیا سے باہر جانے والا تھا اسے کور کر لیا گیا"....... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سپیشل سیکشن اپنے پہلے ہی مشن میں ناکام رہا ہے۔ ویری بیڈ۔ ٹھیک ہے میں اس سیکشن کو آف کر دیتا ہوں"....... کرنل پاشا نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے یہ سیکشن قائم کرتے ہوئے مٹھائی تقسیم کی تھی"۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی تو کرنل پاشا بے اختیار اچھل پڑے۔

"مٹھائی تقسیم کرنے کا کیا مطلب۔ یہ سرکاری ادارہ ہے۔ میں نے اپنا کوئی بزنس سنٹر تو نہیں کھولا"....... کرنل پاشا نے اس بار قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔ انہیں واقعی یہ محسوس ہوا تھا کہ عمران نے اس پر مٹھائی کے سلسلے میں طنز کیا ہے۔

"ارے ارے۔ آپ ناراض ہو گئے۔ میں نے طنز نہیں کیا بلکہ بزرگوں سے یہی سنا ہے کہ اگر کوئی نیا کام کرتے ہوئے دوسروں اور خاص طور پر ہم جیسے درویشوں کا منہ میٹھا کرا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کام میں برکت ڈال دیتا ہے۔ ہمارے چیف صاحب اسی لئے شاید ہر ماہ مٹھائی منگواتے ہیں لیکن پھر شاید خود ہی ساری کھا جاتے ہیں۔ بہرحال تقسیم وہ ضرور کرتے ہیں لیکن اپنی ایک جیب سے دوسری جیب میں"....... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو کرنل پاشا



بے اختیار ہنس پڑے۔

"پھر واقعی مجھ سے غلطی ہوئی ہے"....... کرنل پاشا نے کہا۔

"یہ ایسی ناقابل تلافی غلطی نہیں ہے کرنل پاشا صاحب۔ نیک کام تو کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے"....... عمران نے کہا تو کرنل پاشا بے بسی کے سے انداز میں ہنس پڑے۔

"آپ کا مطلب ہے کہ اب ناکامی اور سیکشن کلوز کرنے کی مٹھائی تقسیم کروں"....... کرنل پاشا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ انہیں واقعی عمران کی بات سن کر کہ سیکرٹ سروس کامیاب رہی ہے اور سپیشل سیکشن ناکام رہا ہے شدید ذہنی اور جذباتی دھچکا پہنچا تھا۔

"اگر چیف صاحب نے اس سیکشن کو آف کرنے کا حکم دیا ہوتا تو میں آپ سے مٹھائی کی بجائے پلاؤ کھلانے کی ڈیمانڈ کرتا۔ میرا مطلب ہے کہ فاتحہ خوانی ہوتی لیکن مٹھائی تو خوشی کے موقع پر ہی تقسیم کی جاتی ہے اور چیف صاحب نے جو حکم دیا ہے اس کے مطابق یہ سپیشل سیکشن نہ صرف قائم رہے گا بلکہ کام بھی کرے گا کیونکہ یہ سیکشن ناکام نہیں ہوا۔ اس بار مخالفوں نے واقعی بے پناہ ذہانت سے کام لیا ہے۔ ایسی ذہانت سے کہ اگر عین وقت پر ہمارا داؤ نہ چل جاتا تو یقیناً فارمولا ملک سے باہر چلا جاتا اور ہم صرف نگرانی ہی کرتے رہ جاتے۔ البتہ چیف صاحب کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ زاکو حکومت نے پاکیشیا کے مفادات کے خلاف یہ مشن مکمل کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے زاکو کو کوئی ایسا سبق ملنا چاہئے کہ

وہ آئندہ پاکیشیا کی طرف رخ کرنے کی جرأت ہی نہ کرے ورنہ چند ایجنٹوں کے خاتمے کے بعد ظاہر ہے سرکاری تنظیم تو ختم نہیں ہو جاتی اور ان کی جگہ دوسرے ایجنٹ آجائیں گے اور ہم کب تک اس فارمولے کی چوکیداری کرتے رہیں گے"...... عمران نے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر تذبذب کے سے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"لیکن کیا کرنا ہو گا۔ کیا وہاں حکومت کے خلاف بغاوت کرانا ہو گی"...... کرنل پاشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کام تو وہاں کے سیاست دان آسانی سے کر لیں گے البتہ ایک ایسا مشن ٹریس کیا گیا ہے جس کے مکمل ہونے پر زاکو کے اعلیٰ حکام آئندہ پھر پاکیشیا کا نام سنتے ہی کانوں کو ہاتھ لگا لیا کریں گے"...... عمران کی آواز سنائی دی۔

"کون سا مشن"...... کرنل پاشا نے چونک کر پوچھا۔

"آپ پھر پہلے والی غلطی دوہرانا چاہ رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے مٹھائی کے بغیر مشن کا آغاز"...... عمران نے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ آجائیں۔ آپ کو ضرور مٹھائی کھلائی جائے گی یا پھر حکم دیں تو مٹھائی آپ کے فلیٹ پر پہنچا دی جائے"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"ارے ارے۔ فلیٹ میں مٹھائی قطعاً نہ بھیجئے گا۔ وہاں میرا باورچی آغا سلیمان پاشا رہتا ہے اور وہ مٹھائی کا اس قدر شوقین ہے کہ



اس نے آپ کی بھیجی ہوئی مٹھائی کے سارے ٹوکرے محفوظ کر لینے ہیں اور مجھے تو برفی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی نہیں ملنا اس لئے میں خود آرہا ہوں۔ آپ کو اس مشن کی تفصیلات بھی بتانی ہیں اور مخالف ایجنٹوں کو بھی آپ کے حوالے کرنا ہے کیونکہ اصل میں تو یہ مشن آپ کا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ سپیشل سیکشن کے ہیڈکوارٹر میں دعوت کا انتظام کر لیں۔ اپنے سپیشل سیکشن کو بھی وہاں اکٹھا کر لیں تاکہ وہاں اس مشن کی تفصیلات بھی بتائی جا سکیں اور نئے منصوبے پر بھی بات چیت ہو سکے اور اصل بات یہ کہ مٹھائی بھی کھانے کو مل جائے"...... عمران نے کہا۔

"آپ میری طرف سے چیف صاحب کا شکریہ ادا کر دیں۔ وہ واقعی عظیم ظرف کے مالک ہیں کہ اس صریحاً ناکامی کے باوجود انہوں نے سپیشل سیکشن کو نہ صرف قائم رکھنے کی اجازت دی ہے بلکہ وہ واقعی اس سے کام بھی لینا چاہتے ہیں"...... کرنل پاشا نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا۔

"پہنچا دوں گا۔ لیکن مٹھائی کی بات گول کر جاؤں گا۔ یہ پہلے بتا دوں ورنہ مجھے یہ چھوٹا سا چیک بھی نہیں ملنا جو بڑی منتوں خوشامدوں کے بعد ملا کرتا ہے اور اگر چیک نہ ملا تو میرے باورچی آغا سلیمان پاشا نے مجھے کاتا جامن بنا دینا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کاتا جامن۔ گلاب جامن تو ہوتا ہے۔ کاتا جامن کا کیا مطلب"...... کرنل پاشا نے حیران ہو کر کہا۔

"گلاب تو وہ خود بن جاتا ہے اس لئے میرے حصے میں تو کانٹا ہی آ سکتا ہے"....... دوسری طرف سے عمران نے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"آپ واقعی انتہائی دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ بہر حال آپ کب تشریف لا رہے ہیں"....... کرنل پاشا نے ہنستے ہوئے کہا حالانکہ وہ انتہائی سنجیدہ آدمی تھا لیکن عمران کی باتوں نے اسے بے اختیار ہنسنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"جب آپ مٹھائی کھلانے کا وعدہ کریں"....... عمران نے کہا۔

"آپ ابھی آ جائیں۔ مٹھائی آپ سے پہلے پہنچ جائے گی"۔ کرنل پاشا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ابھی آ جاتے ہیں لیکن سپیشل سیکشن کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ پتہ تو بتا دیں"....... عمران نے کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر سے ملحقہ ہے لیکن آپ نے لفظ ہم استعمال کیا ہے۔ کیا آپ کے ساتھ اور لوگ بھی آئیں گے"۔ کرنل پاشا نے کہا۔

"دو گروپ آئیں گے"....... عمران نے جواب دیا تو کرنل پاشا بے اختیار چونک پڑے۔

"دو گروپ۔ کیا مطلب"....... کرنل پاشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک تو ڈبل کراس کے دو ایجنٹوں اور ان کے دو مقامی



ساتھیوں پر مشتمل گروپ ہے اور دوسرے گروپ میں میرے ساتھ ایک خاتون شامل ہے جو چیف کی طرف سے میری نگرانی کے لئے مقرر ہے"....... عمران نے کہا تو کرنل پاشا ایک بار پھر اچھل پڑے۔

"نگرانی کے لئے۔ کیا مطلب"....... کرنل پاشا نے واقعی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جب بھی مجھے چیف کا نمائندہ خصوصی بن کر کہیں جانا ہوتا ہے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک رکن مس جولیانا فٹز واٹر کو ہمیشہ میرے ساتھ بھیج دیا جاتا ہے تاکہ جو کچھ میں کہوں وہ چیف کو اس کی رپورٹ دے سکے"....... عمران نے کہا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر۔ کیا مطلب۔ کیا وہ غیر ملکی ہیں"۔ کرنل پاشا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سوئس نژاد ہیں لیکن اب پاکیشیا کی شہری ہیں اور نہ صرف شہری ہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف بھی ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ حیرت ہے کہ سیکرٹ سروس میں غیر ملکی۔ بہر حال چیف بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ ویسے عمران صاحب اگر آپ مناسب سمجھیں تو ایک تجویز پیش کروں"....... کرنل پاشا نے کسی خیال کے تحت کہا۔

"کس میں رکھ کر پیش کریں گے۔ اگر پلیٹ میں رکھ کر پیش

کریں تو اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ پلیٹ بڑی ہونی چاہئے۔
عمران نے کہا تو کرنل پاشا ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"میری تجویز ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام اراکین سمیت تشریف لائیں تاکہ سپیشل سیکشن کے ارکان سے ان کا تعارف ہو سکے"۔۔۔۔۔ کرنل پاشا نے کہا۔

"چیف صاحب شاید اس قدر جلد اس کی اجازت نہ دیں البتہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے اکلوتے شاگرد ٹائیگر اور اپنے باڈی گارڈز کو ساتھ لے آؤں تاکہ انہیں بھی مفت کی مٹھائی کھانے کو مل جائے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی۔ جسے چاہے لے آئیں۔ ہماری طرف سے دعوت ہے"۔۔۔۔۔ کرنل پاشا نے کہا۔

"اوکے۔ ہم دو گھنٹوں میں پہنچ رہے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل پاشا نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے میجر آصف درانی کی آواز سنائی دی۔

"کرنل پاشا بول رہا ہوں۔ میرے آفس میں آ جاؤ۔ ابھی اور فوراً"۔۔۔۔۔ کرنل پاشا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کرسی کی





اونچی نشست کے ساتھ سر ٹکا دیا۔ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ وہ چاہے لاکھ کوشش کر لیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کسی طور پر مقابلہ نہیں کر سکتے حالانکہ پہلے ان کی اولین خواہش یہی تھی کہ ان کا سپیشل سیکشن پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کارکردگی میں آگے نکل جائے لیکن اب انہیں واقعی اس بات کا ادراک ہو چکا تھا کہ ایسا سوچنا ہی حماقت ہے۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"یس۔ کم ان"۔۔۔۔۔ کرنل پاشا نے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور میجر آصف درانی اندر داخل ہوا۔ اس نے سیلوٹ کیا اور پھر میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میجر آصف درانی۔ سٹام گن مشن کے سلسلے میں کوئی رپورٹ"۔ کرنل پاشا نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ابھی تک سب اوکے ہے"۔۔۔۔۔ میجر آصف درانی نے جواب دیا تو کرنل پاشا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم کہہ رہے ہو کہ سب اوکے ہے حالانکہ سب اوکے نہیں ہے"۔ کرنل پاشا نے کہا تو میجر آصف درانی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب جناب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"۔۔۔۔۔ میجر آصف درانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"زاکو کے ایجنٹوں نے ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری سے فارمولا نکال لیا اور فارمولا ملک سے باہر جا رہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس

نے نہ صرف وہ فارمولا واپس حاصل کر لیا بلکہ سب کو گرفتار بھی کر لیا"...... کرنل پاشا نے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے چیف۔ وہاں نہ کوئی آدمی آیا نہ گیا۔ نہ فارمولا باہر گیا۔ یہ سب کیسے ممکن ہے"...... میجر آصف درانی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے ابھی چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندہ خصوصی علی عمران کا فون آیا تھا۔ اس نے سب تفصیل بتائی ہے"۔ کرنل پاشا نے کہا۔

" اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے لیبارٹری سے معلوم کر لوں کہ کیا واقعی فارمولا چوری ہوا ہے یا نہیں"...... میجر آصف درانی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" فارمولا نہیں اڑایا گیا بلکہ اس کی کاپی نکالی گئی ہے اس لئے فارمولا تو وہاں موجود ہو گا"...... کرنل پاشا نے کہا۔

" لیکن کاپی کس طرح باہر جا سکتی ہے۔ وہاں انتہائی سخت نگرانی کی جا رہی ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

" بہرحال تفصیل تو علی عمران بتائے گا۔ وہ زاکو کے ایجنٹوں اور مقامی لوگوں کو جو اس چوری میں شامل ہیں انہیں ۔لے کر دو گھنٹے بعد سپیشل سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پہنچ رہا ہے۔ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں گے"...... کرنل پاشا نے کہا۔

" تو وہ ہمارے منہ پر تھپڑ مارنے آ رہا ہے"...... میجر آصف درانی





نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ایسے ہی سمجھ لو"...... کرنل پاشا نے مختصر سا جواب دیا۔

" چیف۔ مجھے تو اب بھی یقین نہیں آ رہا کہ ایسا ہو سکتا ہے اور اگر واقعی ایسا ہو گیا ہے تو پھر تو آپ سپیشل سیکشن کو آف کر دیں گے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

" نہیں۔ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے نہ صرف سپیشل سیکشن کو قائم رکھنے کی اجازت دے دی ہے بلکہ انہوں نے ہمارے لئے اس سلسلے میں کوئی مشن بھی تجویز کیا ہے۔ اس بارے میں بھی تفصیل عمران بتائے گا۔ آپ ایسا کریں کہ سپیشل سیکشن کے تمام ارکان کو دو گھنٹے بعد ہیڈ کوارٹر میں بلوا لیں اور آنے والوں کے لئے ہلکی پھلکی دعوت کا بھی انتظام کرا دینا۔ خاص طور پر مٹھائی بھی منگوا لینا کیونکہ عمران کی خواہش ہے کہ وہ سپیشل سیکشن کے افتتاح کی خوشی میں مٹھائی کھانا چاہتا ہے"...... کرنل پاش نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ ہم ناکام جو ہو گئے ہیں"...... میجر آصف درانی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" حوصلہ ہارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی وہ وقت بھی آ جائے گا جب ہم بھی ان سے مٹھائی کھانے کے قابل ہو جائیں گے"...... کرنل پاشا نے کہا اور میجر آصف درانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اس رہائشی پلازہ کی دوسری منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں جولیا کا فلیٹ تھا۔ حسب دستور فلیٹ کا دروازہ بند تھا اور عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کرنے کی بجائے دروازے پر دستک دینا شروع کر دی۔

" کون ہے"...... اندر سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

" دردل پر سوائے عمران کے اور کون دستک دے سکتا ہے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ دل گوشت پوست کی بجائے سریوں اور اینٹوں کا بنا ہوا ہو"...... عمران نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو دروازہ کھل گیا۔

" آؤ"...... جولیا نے دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا تو جولیا نے دروازہ صرف بند کیا



اسے لاک نہ کیا۔

" کیسے آئے ہو"...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اپنے فلیٹ سے کار پر اور پھر یہاں سیڑھیاں چڑھ کر دروازے تک پیدل آیا ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا جو شاید سنجیدہ ہونے کی کوشش کر رہی تھی بے اختیار ہنس پڑی۔

" میرا مطلب تھا کہ آنے کا مقصد کیا تھا"...... جولیا نے سٹنگ روم میں پہنچتے ہوئے کہا۔

" مقصد نہیں۔ مقاصد کہو مس جولیانا فٹرواٹر بلکہ قرار واد مقاصد کہو"...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" ٹھیک ہے۔ بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔

" ارے کمال ہے۔ کیا اس فلیٹ میں آکر تمہیں مشرقی اخلاقیات بھول گئی ہیں۔ نہ تم نے چائے پوچھی نہ کافی۔ نہ کھانے کی بات کی اور نہ کوئی خاطر تواضع اور سوکھا سا منہ بنا کر صرف مقاصد پوچھنے بیٹھ گئی ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں چائے لے آتی ہوں"...... جولیا نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا اور جھٹکے سے اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا واپس آئی تو اس نے ٹرے میں چائے کے دو کپ رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔

" لو چائے پیو اور اب بتاؤ کہ آنے کا مقصد کیا ہے"...... جولیا

نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

" مہمان نوازی کے آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ میزبان مہمان کی خاطر مدارت مسکراتے ہوئے کرے اس طرح لٹھ مار انداز میں خاطر تواضع کا مطلب الٹا لیا جاتا ہے اس لئے مسکرا کر بولو اور اچھے میزبان ہونے کا ثبوت دو"...... عمران نے کہا تو جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

" ٹھیک ہے نہ بتاؤ لیکن چائے پی کر تم جا سکتے ہو کیونکہ میں نے کسی کو دعوت دے رکھی ہے اور میں نہیں چاہتی کہ آنے والا تمہاری موجودگی میں یہاں آئے "...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" اچھا۔ کیا مطلب۔ کیا تنویر کو دعوت دے رکھی ہے تم نے۔ پھر تو واقعی مجھے فوراً یہاں سے چلا جانا چاہئے۔ بہن بھائی کے درمیان میرا کیا کام"...... عمران نے کہا تو جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

" تنویر نہیں بلکہ ایک اور شخصیت ہے"...... جولیا نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

" پہلے یہ بتا دو کہ وہ شخصیت جنس کے لحاظ سے کیا ہے۔ مذکر یا مونث"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مذکر"...... جولیا نے جواب دیا تو عمران نے اپنی آنکھیں گھمانا شروع کر دیں۔

" اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تم نے یقیناً آغا سلیمان پاشا کی دعوت کر



رکھی ہو گی"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" اس کی دعوت میں کیوں کروں گی"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تاکہ اس سے کہہ کر مجھے سفارش کرا سکو"...... عمران نے کہا۔

" منہ دھو رکھو۔ تم اس قابل ہی نہیں ہو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس شخصیت کے آنے سے پہلے یا بعد میں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

" میرا مطلب ہے کہ قابل پسند ہونے کے لئے منہ کس وقت دھوؤں"...... عمران نے کہا تو جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

" سنو۔ میں واقعی درست کہہ رہی ہوں۔ تم نے چائے پی لی ہے اس لئے اب تم جا سکتے ہو"...... جولیا نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" لیکن وہ مقصد بلکہ مقاصد۔ وہ تو تم نے پوچھے ہی نہیں"۔ عمران نے کہا۔

" مجھے ضرورت نہیں ہے تم سے مقصد پوچھنے کی۔ تم ظاہر ہے چائے پینے آئے تھے چائے پی لی اور بس"...... جولیا نے کہا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے اگر تم ایسا ہی چاہتی ہو تو پھر ایسے ہی سہی"...... عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے

ساتھ ہی وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی رہی۔

"سنو"....... اچانک جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اب سننے سنانے کے لئے کیا کچھ باقی رہ گیا ہے"....... عمران نے مڑے بغیر کہا۔

"ادھر آؤ اور میری بات سنو"....... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران واپس مڑا۔

"ایک شرط پر آسکتا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"کوئی شرط نہیں۔ آؤ واپس"....... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا تو عمران واپس مڑا اور آکر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا تم واقعی جا رہے تھے"....... جولیا نے کہا۔

"ظاہر ہے تمہارے حکم کی تعمیل تو کرنی تھی"....... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے فلیٹ پر آنا کیوں بند کر دیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ تم یہاں چھ ماہ بعد آئے ہو"....... جولیا نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تو تم اس لئے ناراض تھی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تم اب مجھے نظرانداز کر رہے ہو۔ پہلے تو تم اکثر آتے رہتے تھے لیکن اب ایسا نہیں ہے"....... جولیا



نے کہا۔

"میں تو اپنی قدر بڑھا رہا تھا لیکن میرا خیال ہے کہ وہ پرانے دور کا محاورہ تھا کہ روز روز آنا جانا قدر کھو دیتا ہے۔ اب شاید روز روز کا آنا قدر بڑھا دیتا ہے۔ ٹھیک ہے اب میں آئندہ چھ ماہ تک جاؤں گا ہی نہیں"....... عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت عجیب سے تاثرات ابھر آئے۔

"کاش ایسا ہو سکتا۔ اور چائے لے آؤں"....... جولیا نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اٹھ کر تیزی سے دوبارہ کچن کی طرف بڑھ گئی تو عمران نے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کچن سے واپس آتی ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ جانتا ہو کہ کس کا فون ہو گا۔ جولیا کچن سے نکلی اور تیزی سے آکر اس نے رسیور اٹھا لیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"جولیا بول رہی ہوں"....... جولیا نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"ایکسٹو"....... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"یس سر"....... جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"عمران تمہارے پاس پہنچ رہا ہے۔ تم نے اس کے ساتھ سپیشل سیکشن کے ہیڈ کوارٹر جانا ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سپیشل سیکشن کے ہیڈ کوارٹر۔ یہ کون سا سیکشن ہے چیف"۔

جولیا نے حیران ہو کر کہا۔
" عمران تمہیں تفصیل بتا دے گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے رسیور رکھ دیا۔ اب
اس کے چہرے پر ایک بار پھر سنجیدگی اور غصے کے تاثرات ابھر آئے
تھے۔
" تو تم چیف کے کام سے یہاں آئے ہو۔ کیوں"....... جولیا نے
غصیلے لہجے میں کہا۔
" چیف کے مطابق تو میں نے ابھی آنا ہے جبکہ دیکھو میں پہلے ہی
پہنچا ہوا ہوں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" میں سمجھ رہی تھی کہ شاید تم مجھ سے ملنے آئے ہو۔ بہر حال
ٹھیک ہے یہ سپیشل سیکشن کیا ہے"....... جولیا نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔
" وہ تم دوسری چائے لا رہی تھی"....... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
" بس ایک ہی کافی ہے۔ بتاؤ کیا ہے یہ سپیشل سیکشن اور ہم نے
وہاں کیا کرنے جانا ہے"....... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔
" تمہارے چیف کی طرف سے میرے خلاف باقاعدہ سازش کی
گئی ہے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار
چونک پڑی۔
" کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"....... جولیا نے انتہائی حیرت



بھرے لہجے میں کہا۔
" اب کیا بتاؤں۔ تم خود سوچو جب کسی کا معاشی مستقبل پہلے
ہی اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہو اور اگر وہ زندہ رہنے کے لئے کچھ ہاتھ پیر
مار رہا ہو لیکن پھر اس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے جائیں تو بتاؤ کہ اس کا
کیا ہو گا"....... عمران نے انتہائی مغموم سے لہجے میں کہا۔
" دیکھو عمران۔ میرے سامنے اداکاری کی ضرورت نہیں ہے۔
سمجھے۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں اس لئے سیدھی طرح
بتا دو کہ یہ سپیشل سیکشن کیا ہے اور ہم نے وہاں جا کر کیا کرنا ہے
ورنہ میں چیف کو فون کر کے کہہ دیتی ہوں کہ عمران نے کچھ بتانے
سے انکار کر دیا ہے"....... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
" اس کا مطلب ہے کہ تم اسے اداکاری سمجھتی ہو۔ جو بے چارہ
بھوک کی شدت سے تڑپ رہا ہو اور پھر اس کے سامنے سے موجود
روٹی کے چند ٹکڑے بھی اٹھا کر دوسروں کو دے دیئے جائیں تو اس
آدمی کی آہ و بکا کو اداکاری کہتی ہو۔ ٹھیک ہے تم بھی بہر حال ڈپٹی
چیف ہو"....... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔
" تم باز نہیں آؤ گے اداکاری کرنے سے اس لئے میں چیف سے
ہی بات کر لیتی ہوں"....... جولیا نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر
پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اس طرح عمران کی طرف دیکھ رہی
تھی جیسے عمران ابھی اسے منع کر دے گا لیکن عمران منہ لٹکائے
خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں ایک طرف موجود دیوار پر اس

طرح جمی ہوئی تھیں جیسے وہ دیوار کی بجائے دور کہیں خلاؤں میں دیکھ رہا ہو۔

" ایکسٹو"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" جولیا بول رہی ہوں چیف۔ عمران یہاں موجود ہے لیکن وہ سپیشل سیکشن کے بارے میں کچھ بتانے کی بجائے الٹی سیدھی ہانک رہا ہے اس لئے آپ مجھے بتادیں تاکہ میری ذہنی الجھن تو کم ہو"۔ جولیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اس کی الٹی سیدھی ہانکنے کی عادت اب پختہ ہوتی جارہی ہے اس لئے اس کا کوئی بندوبست کرنا پڑے گا"....... ایکسٹو کے لہجے میں یکلخت غصہ عود کر آیا تھا۔

" وہ۔ وہ۔ سر ایسی کوئی بات نہیں سر۔ وہ دراصل عمران اس طرح اپنے آپ کو ذہنی طور پر فریش کر لیتا ہے۔ ٹھیک ہے سر میں خود ہی اس سے پوچھ لوں گی"....... جولیا عمران کے خلاف چیف کے لہجے میں غصہ ابھرتے ہی بری طرح گھبرا گئی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر چیف نے عمران کو کوئی سزا دے دی تو پھر واقعی مسئلہ بن جائے گا۔

" اسے میری طرف سے لاسٹ وارننگ دے دو"....... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ



دیا۔

" بال بال بچے ہو "....... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اسی طرح دیوار پر نظریں جمائے اور منہ لٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔

" بچے۔ کیا مطلب۔ ابھی تو ہماری شادی ہی نہیں ہوئی اور بچے کہاں سے آگئے "....... عمران نے یکلخت چونک کر اور اچھلتے ہوئے انداز میں کہا اور اس طرح گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے وہ بچوں کو تلاش کر رہا ہو۔

" پھر وہی بکواس۔ اگر چیف تمہیں کوئی سزا دے دیتا تو پھر"۔ جولیا نے غصیلے انداز میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" جولیا بول رہی ہوں"....... جولیا نے کہا۔

" صفدر بول رہا ہوں مس جولیا۔ کیا عمران صاحب آپ کے فلیٹ پر ہیں"....... دوسری طرف سے صفدر نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

" ہاں۔ لیکن تمہیں کس نے اطلاع دی ہے اور تم کیوں پوچھ رہے ہو"....... جولیا نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

" میں نے عمران صاحب کے فلیٹ پر فون کیا تھا تو سلیمان نے بتایا کہ وہ موجود نہیں ہیں جس پر میں نے رانا ہاؤس فون کیا تو جوزف نے بتایا کہ وہ آپ کے فلیٹ پر گئے ہیں اور انہیں حکم دے

گئے ہیں کہ ایک گھنٹے بعد وہ بھی وہاں پہنچ جائیں جس پر میں حیران ہو کر ان کے آپ کے فلیٹ پر جانے کے بارے میں پوچھا تو جوزف نے بتایا کہ دو غیر ملکی ایجنٹ اور دو مقامی افراد بے ہوشی کے عالم میں رانا ہاؤس میں موجود ہیں۔ انہیں بھی سٹیشن ویگن میں ساتھ لے جانا ہے جس پر میں بے حد حیران ہوا لیکن جوزف چونکہ اس سے زیادہ نہ جانتا تھا اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے"...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سپیشل سیکشن کے سلسلے میں کوئی اہم مسئلہ ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سپیشل سیکشن۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے صفدر نے چونک کر پوچھا تو جولیا نے عمران کے آنے اور پھر چیف کی کال سے لے کر اب تک کی ساری بات بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس میں کوئی سپیشل سیکشن بنایا جا رہا ہے اور اسی وجہ سے عمران صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کا معاشی مستقبل تباہ ہو جائے گا۔ یہ تو انتہائی اہم مسئلہ ہے مس جولیا۔ اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف عمران صاحب بلکہ ہم سب کا مستقبل تاریک ہو جائے گا"...... صفدر نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... جولیا نے بھی پریشان ہو کر کہا۔



"مس جولیا اس سے تو یہی مطلب نکلتا ہے کہ چیف نے ہماری کارکردگی سے مایوس ہو کر سیکرٹ سروس کا کوئی نیا سپیشل سیکشن بنایا ہے اور اب شاید وہ آپ کو اور عمران صاحب کو اس کے ہیڈ کوارٹر میں اس لئے بھیج رہے ہیں تاکہ آپ کو بتایا جا سکے کہ چیف سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے مایوس ہو چکے ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی۔ پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے"...... جولیا نے اس بار واقعی پریشان ہو کر کہا۔

"میں آپ کے فلیٹ پر آ رہا ہوں۔ پھر عمران صاحب سے بات ہو گی۔ یہ واقعی انتہائی اہم مسئلہ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کیا صفدر درست کہہ رہا ہے"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"درست کہہ بھی رہا ہو تو تمہیں اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس سے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ تمہیں تنخواہیں تو ملتی رہیں گی۔ اصل مسئلہ تو میرا ہو گا۔ جب کام ہی نہ ہو گا تو مجھے کیا ملے گا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"لیکن کام تو ہو رہا ہے۔ پھر چیف نے یہ سب کچھ کیوں کیا

ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"چیف کو اب کون سمجھائے۔ اگر تم سمجھا سکتی ہو تو سمجھا لو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اگر تم دوسری چائے پلوا دیتی تو اب تک تمہاری پریشانی کا حل نکل چکا ہوتا۔ میرا کیا ہے میں تو اب ڈھیٹ ہو چکا ہوں۔ وہ ہمارے ایک بہت بڑے شاعر نے کہا ہے کہ اس پر اس قدر مشکلیں پڑیں کہ خود بخود آسان ہو گئیں۔ میرا بھی وہی حال ہے"...... عمران نے کہا۔

"چیف کہیں تمہیں اس سپیشل سیکشن کا انچارج نہ بنا دے"۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جولیا نے کہا۔

"ارے ارے۔ تمہارے منہ میں گھی شکر۔ یا اللہ اس لمحے کو قبولیت کا لمحہ بنا دے۔ اوہ۔ کیا خوبصورت اور دلکش خیال ہے"۔ عمران نے یکلخت مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم اب خود ہم سے جدا ہونا چاہتے ہو"...... جولیا نے غمگین سے لہجے میں کہا۔

"اب بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس پاپی پیٹ کو پالنے کے لئے کچھ نہ کچھ آسرا تو ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہوا تو میں استعفیٰ دے کر واپس سوئٹزر لینڈ چلی جاؤں گی۔ پھر میرا یہاں رہنا بے کار ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"کیوں۔ کیا مطلب۔ تم سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو"۔



عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن اگر تم"...... جولیا نے جذباتی سے لہجے میں کہا اور پھر وہ یکلخت اٹھی اور مڑ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گئی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران مسکراتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا کیونکہ جولیا ابھی باتھ روم سے باہر نہ آئی تھی۔ دروازہ اندر سے لاکڈ نہ تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ صفدر ہو گا اس لئے اس نے بغیر پوچھے دروازہ کھول دیا۔ سامنے صفدر موجود تھا لیکن اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل اور تنویر بھی موجود تھے۔

"ارے ارے۔ تم باجماعت آ گئے ہو"...... عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کیا صفدر درست کہہ رہا ہے۔ سیکرٹ سروس میں کوئی سپیشل سیکشن بنایا جا رہا ہے"...... کیپٹن شکیل نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"صفدر کی بات کی تصدیق صفدر سے ہی ہونی چاہئے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب سٹنگ روم میں آئے تو اسی لمحے جولیا بھی باتھ روم سے باہر آ گئی۔

"یہ اس نے جان بوجھ کر چیف سے کہہ کر سیکشن بنوایا ہو گا"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ میری بات اگر چیف اتنی آسانی سے مان لیتا تو

مجھے روزانہ بڑے بڑے چیک نہ مل جاتے ۔ میں اس طرح ادھار مانگتا پھرتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں اس بات سے واقعی بے حد تشویش ہوئی ہے۔ آپ پلیز سنجیدگی سے بتائیں"...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر سپیشل سیکشن بن بھی جائے تو تمہیں کیا پریشانی ہے۔ ظاہر ہے تم سیکرٹ سروس کے ارکان ہو۔ تمہیں کوئی نکال نہیں سکتا۔ پہلے تو چلو کچھ بھاگ دوڑ بھی کرنی پڑتی تھی اب تو اس سے بھی جان چھوٹ جائے گی اور تنخواہیں تمہیں گھر بیٹھے ملتی رہیں گے۔ اصل پریشانی تو مجھے ہے اور میری پریشانی پر کوئی کان ہی نہیں دھرتا۔" عمران نے کہا۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ آپ کو اس سپیشل سیکشن کا چیف بنایا جارہا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"وہ تم نے نمبردار والی کہاوت تو سنی ہوئی ہو گی۔ وہی میرا حال ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون سی کہاوت"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"ایک گاؤں کا نمبردار فوت ہو گیا تو ایک انتہائی غریب کسان کے بیٹے نے دعا مانگنا شروع کر دی کہ وہ نمبردار بن جائے۔ تب اس کے باپ نے اسے سمجھایا کہ بیٹے اگر پورا گاؤں ہی کیوں نہ مر جائے تم پھر بھی نمبردار نہیں بن سکتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کو وہاں کیوں بھیجا جا رہا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تاکہ میں جا کر انہیں بتا سکوں کہ چیف ان سے کیا چاہتا ہے۔ چیف چونکہ خود نہیں جا سکتا اس لئے وہ مجھے نمائندہ خصوصی بنا کر بھیج رہا ہے اور جولیا کو اس لئے ساتھ بھیجا جا رہا ہے کہ جولیا ڈپٹی چیف ہے۔ ظاہر ہے جس طرح چیف تم سب کو جولیا کے ذریعے احکامات دیتا ہے اس طرح سپیشل سیکشن کو بھی جولیا کے ذریعے احکامات دیئے جائیں گے اس لئے جولیا کا ان سے واقف ہونا ضروری ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن یہ ہیڈ کوارٹر ہے کہاں اور کون لوگ اس سیکشن میں شامل ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"ملٹری انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر کے ساتھ ہی ان کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے اور لوگوں کے بارے میں مجھے بھی نہیں معلوم۔ میں خود وہاں پہلی بار جا رہا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ آپ نے خواہ مخواہ کا سسپنس پیدا کر دیا"...... یکلخت کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے اسی لمحے جولیا ٹرالی دھکیلتی ہوئی کچن سے باہر آئی۔ ٹرالی پر چائے کے کپ موجود تھے۔

"کون سی بات"...... صفدر نے حیران ہو کر کیپٹن شکیل سے پوچھا۔

"سیدھی سی بات تھی جسے عمران صاحب نے اپنی عادت کے مطابق کھینچ کر اتنا بڑا مسئلہ بنا دیا۔ ملٹری انٹیلی جنس کے اندر سپیشل سیکشن بنایا گیا ہے اور چونکہ جوزف نے بتایا ہے کہ دو غیر ملکی ایجنٹ اور دو مقامی افراد کو بھی ساتھ لے جاتا ہے۔ یقیناً یہ وہی لوگ ہوں گے یعنی ہنری براؤن اور ڈریک اور مجھے معلوم ہے کہ ان دونوں کو چیف کے حکم پر اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچایا گیا تھا اور ٹائیگر بھی وہاں موجود تھا۔ وہ کسی مقامی آدمی کو لے آیا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری کے سلسلے میں کوئی کیس ہے اور ڈیفنس لیبارٹریوں کا تعلق وزارت دفاع سے ہوتا ہے اور ملٹری انٹیلی جنس وزارت دفاع کے تحت ہی کام کرتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب تو بتا رہے ہیں کہ اس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اگر یہ ملٹری انٹیلی جنس کا ہیڈ کوارٹر ہوتا تو پھر ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر سے ہٹ کر اس کا علیحدہ ہیڈ کوارٹر کیوں بنایا جاتا"۔ صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس والے اس سیکشن کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل لانا چاہتے ہیں۔ اس لئے اس کا علیحدہ ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر چیف کیوں مس جولیا کو وہاں بھیجتا۔ نہیں یہ کوئی اور چکر ہے۔ عمران صاحب پلیز آپ بتا



دیں"...... صفدر نے کہا۔

"خدا تمہارا بھلا کرے۔ تم نے معاملہ سنبھال لیا ہے ورنہ کیپٹن شکیل نے تو لٹیا ہی ڈبو دی تھی۔ اس کی ذہانت سے اب واقعی مجھے خوف آنے لگ گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا واقعی کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے"۔ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔ اپنے چیف سے پوچھ لو۔ اس نے ہی کیپٹن شکیل کو سیکرٹ سروس میں شامل کر کے میرے لئے مسئلہ بنا دیا ہے کہ جو کچھ میں پردے میں رکھنا چاہتا ہوں کیپٹن شکیل صاحب چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سب کچھ طشت ازبام کر دیتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا ذاتی تجزیہ ہوتا ہے عمران صاحب۔ ویسے یہ غلط بھی ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش غلط ہوتا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ۔ تو کیا واقعی ملٹری انٹیلی جنس کے تحت یہ سپیشل سیکشن بنایا گیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل پاشا صاحب نے سیکرٹ سروس کی طرح کام کرنے والا سیکشن بنایا ہے اور انہوں نے وزارت دفاع کے سیکرٹری سر راشد اور سر سلطان سے چیف کو سفارش کرائی

کہ اس سیکشن کو کام کرنے کا موقع دیا جائے اور کم از کم ڈیفنس لیبارٹریوں کی حد تک اگر کوئی مشن ہو چاہے اس میں ملکی ملوث ہوں یا غیر ملکی اس میں سیکرٹ سروس مداخلت نہ کرے۔ اس پر چیف صاحب سمجھ گئے کہ کوئی کیس اس وقت اس سلسلے میں ان کے پاس ہے۔ چنانچہ ان کے پوچھنے پر کرنل پاشا نے بتایا کہ واقعی انہیں زاکو سے یہ اطلاع ملی ہے کہ زاکو حکومت کی ایک سرکاری ایجنسی جس کا نام ڈبل کراس ہے پاکیشیا کی ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری سے سٹام گن کا فارمولا چرانا چاہتی ہے۔ چنانچہ چیف نے انہیں اس شرط پر اجازت دے دی کہ یہ سپیشل سیکشن کے لئے ٹیسٹ کیس ہوگا۔ اگر سپیشل سیکشن اس کیس میں کامیاب رہا تو اسے کام کرنے کی اجازت مل جائے گی اور اگر ناکام رہا تو اسے آف کر دیا جائے گا اور کرنل پاشا نے اس شرط کو تسلیم کر لیا۔ ادھر زاکو کا ایک آدمی صالحہ سے ملا۔ اس نے اپنے آپ کو زاکو کے ہوٹل بزنس سے متعلقہ بتایا اور صالحہ کے والد کے ذریعے صالحہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ دونوں ہوٹل شیرٹن میں کھانا کھا رہے تھے۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس کا نام ہنری براؤن تھا لیکن ہنری براؤن مجھ سے متعارف ہوتے ہی فوراً اجازت لے کر چلا گیا جس کی وجہ سے میں مشکوک ہو گیا۔ صالحہ نے اس سے اس کی رہائش گاہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ہوٹل سیتا میں رہائش پذیر ہے۔ میں نے وہاں فون کیا تو پتہ چلا کہ ہنری براؤن وہاں رہائش پذیر نہیں ہے۔ اس سے میں



شک میں پڑ گیا۔ ادھر چیف نے اس اہم فارمولے کے تحفظ کا کام صرف سپیشل سیکشن پر نہ چھوڑا اور فیصلہ کیا کہ سیکرٹ سروس بھی اس پر علیحدہ رہ کر کام کرے گی۔ چنانچہ مجھے حکم دیا گیا۔ میں نے چیف کو ہنری براؤن کے بارے میں بتایا تو چیف نے تمہیں اس کی تلاش کا حکم دے دیا۔ ادھر میں نے اپنے طور پر ٹائیگر کو کہہ دیا کہ وہ ہنری براؤن کو تلاش کرے۔ پھر سیکرٹ سروس نے ہنری براؤن اور اس کے ساتھی ڈریک کو ٹریس کر لیا لیکن ٹائیگر نے انہیں ٹریس کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم کر لیا کہ وہ دونوں وزارت دفاع کے آفس سپرنٹنڈنٹ اسلم سے مل کر آ رہے ہیں۔ اس نے مجھے رپورٹ دی تو میں نے اسے اسلم کی نگرانی کا حکم دے دیا۔ مختصر طور پر اب یہ سن لو کہ اسلم کے ذریعے ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری کے ایک ملازم قاسم سے رابطہ کیا گیا اور پھر قاسم کو ایک جدید ترین قلم دیا گیا جو چیکنگ پر بھی ہر لحاظ سے عام سا قلم تھا لیکن اس کے اندر ایک مخصوص قسم کی ریز موجود تھیں جس کی مدد سے اس کی ریفل میں کسی چیز کی تصویر محفوظ کی جا سکتی تھی۔ چنانچہ اس قلم کی مدد سے فارمولے کی کاپی بنائی گئی اور پھر یہ قلم قاسم لے کر باہر آ گیا۔ اس کے بعد انتہائی ذہانت آمیز پلان بنایا گیا کہ ان لوگوں نے خود سامنے آنے کی بجائے کیونکہ انہیں اپنی نگرانی کا علم ہو گیا تھا، قاسم سے کہا کہ وہ یہ قلم اپنی کار کے ڈیش بورڈ میں رکھ کر زینو کلب کی پارکنگ میں کار لائے اور کار پارک کر کے خود کلب میں چلا جائے اور پھر ایک

گھنٹے بعد وہ واپس چلا جائے۔ اس دوران کار کے ڈیش بورڈ سے قلم نکال لیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ گو اسلم اس دوران زیٹو کلب میں موجود رہا لیکن وہ قاسم سے نہ ملا۔ لیکن اس نے پہلے قاسم کو فون کیا تھا اس طرح ٹائیگر نے قاسم کو چیک کر لیا اور پھر جب مجھے قاسم کے بارے ... تفصیل معلوم ہوئی تو میں ٹھٹھک گیا اور پھر میں نے قاسم اور ... اکرایا۔ انہوں نے جو کچھ بتایا وہ میں نے چیف کو بتا دیا ... حکم پر ہی ہنری براؤن اور ڈریک کو اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچایا گیا۔ وہاں ان سے معلوم ہوا کہ فلم حاصل کرنے والی کارروائی زاکو ایمبیسی کے تھرڈ سیکرٹری نے کی ہے اور وہ اس قلم سے فارمولے کی کاپی کو مائیکرو فلم میں منتقل کرا کر یہ فلم سفارتی بیگ میں زاکو بھجوا دے گا۔ چنانچہ چیف کے حکم پر اس تھرڈ سیکرٹری کو اغوا کر لیا گیا۔ اس طرح قلم بھی مل گیا اور فارمولے کی کاپی بھی"....... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدگی سے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا تو مطلب ہوا کہ سپیشل سیکشن ناکام ہو گیا۔ اس لئے اسے آف کر دیا جائے گا۔ پھر آپ اور مس جولیا کو وہاں کیوں بھیجا جا رہا ہے"....... صفدر نے کہا۔

"تمہارے چیف نے سپیشل سیکشن کو کام کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ سپیشل سیکشن نے لیبارٹری کی حفاظت کرنی تھی لیکن اسے اس قلم کے بارے میں معلومات نہ



تھیں اس لئے وہ لوگ ناکام نہیں ہوئے اور چونکہ چیف کے خیال کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس فانی انسانوں پر مبنی ہے جو کسی بھی وقت ختم ہو سکتے ہیں اس لئے پاکیشیا کی سلامتی اور تحفظ کے لئے ایک دوسری ٹیم بھی موجود ہونی چاہئے تاکہ اگر کسی کیس میں سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو جائے تو سپیشل سیکشن کو سیکرٹ سروس میں تبدیل کیا جا سکتا ہے"....... عمران نے کہا تو سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"لیکن ہم وہاں جا کر کیا کریں گے"....... جولیا نے کہا۔

"کرنل پاشا سے مٹھائی کھانی ہے۔ سپیشل سیکشن کے افتتاح کی خوشی میں"....... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب پلیز"....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران تو بہرحال پلیز رہتا ہے۔ میرا کیا ہے میں کرنل پاشا کی منت کر لیا کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ چیف کی طرح کنجوس نہیں ہو گا اور اگر ہو گا بھی ہی تو بہرحال دونوں طرف سے کچھ نہ کچھ تو ملتا ہی رہے گا اور اگر کچھ بھی نہ ملے تب بھی مٹھائی تو مل رہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ ہم بھی ان لوگوں سے ملنا چاہتے ہیں"....... صفدر نے کہا۔

"لیکن چیف نے تو مجھے اور جولیا کو جانے کا حکم دیا ہے۔ تم جانا چاہتے ہو تو خود چیف سے بات کر لو۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں

ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ یہ اجازت بھی آپ کو ہی لینی ہو گی"۔ صفدر نے کہا۔

"ایک شرط پر اجازت لے سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کون سی شرط"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارے حقوق بحق صالحہ محفوظ رہیں گے"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سپیشل سیکشن میں یقیناً خواتین بھی شامل ہوں گی۔ اسی لئے تو چیف جولیا کو میرے ساتھ بھیج رہا ہے لیکن تم اگر اکیلے گئے تو ہو سکتا ہے کہ صالحہ کے حقوق کو نقصان پہنچے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"میرا مطلب پوری سیکرٹ سروس سے تھا۔ صالحہ بھی ظاہر ہے ساتھ ہی جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"ساری سیکرٹ سروس کو سامنے لانے کی کیا ضرورت ہے صفدر"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس میں حرج ہی کیا ہے۔ وہ سرکاری لوگ ہیں"...... صفدر نے کہا۔



"میرا خیال ہے کہ چیف شاید ابھی سب کو سامنے نہیں لانا چاہتا اس لئے صرف میں اور عمران ہی جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن پھر آپ کو وعدہ کرنا ہو گا کہ آپ ہمیں سب کچھ تفصیل سے بتا دیں گی کیونکہ عمران صاحب سے تو کچھ پوچھنا بے کار ہے"...... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہاں۔ میرا وعدہ کہ سب کچھ تفصیل سے بتا دوں گی"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو جولیا اٹھی۔

"تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں"...... تنویر نے جلدی سے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یا اللہ خیر۔ اگر وہ شخصیت ہوئی جسے جولیا نے خفیہ طور پر بلا رکھا ہے تو ابھی یہاں ایک عدد قتل ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"وہ تو میں نے تمہیں چڑانے کے لئے کہا تھا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جوزف آیا ہے"...... تنویر نے اسی لمحے واپس آکر کہا۔

"اوکے۔ آؤ جولیا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم چلو۔ میں لباس تبدیل کر کے آرہی ہوں"...... جولیا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کاش ہم ساتھ جاتے تو خاصا لطف رہتا"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ اس قدر حسرت بھرا سانس لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب تم بھی ساتھ چلو گے تو میں بھی جاؤں گا۔ آؤ تم میرے ساتھ"...... عمران نے کہا۔

"لیکن چیف کا کیا کریں"...... صفدر نے کہا۔

"چیف میں جرأت ہے کہ میری بات سے انکار کرے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"رہنے دیں عمران صاحب۔ بعد میں سہی۔ آؤ ساتھیو"۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔



سپیشل سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کے ایک بڑے ہال نما کمرے میں میجر آصف درانی اور ان کے ساتھ سپیشل سیکشن کی باقی ٹیم موجود تھی جن میں دو خواتین بھی شامل تھیں۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"باس۔ اس کا مطلب ہے کہ حقیقتاً ہم ناکام رہے ہیں۔ یہ تو چیف آف سیکرٹ سروس کی عنایت ہے کہ اس نے ہمارے سیکشن کو کام کرنے کی اجازت دے دی ہے"...... ایک نوجوان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آ رہی کہ ہم ناکام کیسے رہے ہیں۔ اس فارمولے کی کاپی آخر کس طرح لیبارٹری سے نکالی گئی ہو گی"...... میجر آصف کے ساتھ بیٹھی ہوئی کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"یہ سب کچھ بتانے کے لئے تو عمران یہاں آ رہا ہے"...... میجر آصف نے جواب دیا۔

"باس۔ یہ بات تو فون پر بھی بتائی جا سکتی تھی اس کے لئے عمران صاحب کے خود یہاں آنے کا کیا مطلب ہے"...... دوسرے نوجوان نے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ جب وہ آئے گا تب پتہ چلے گا"۔ میجر آصف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی کارروائی ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور سب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ کمرے میں چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کرنل پاشا داخل ہو رہے تھے۔ سب نے انہیں باقاعدہ سیلوٹ کیا جبکہ دونوں لڑکیوں نے البتہ سلام کیا تھا۔

"بیٹھو"...... کرنل پاشا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ میجر آصف درانی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا اور کرنل پاشا کے بیٹھنے کے بعد وہ سب اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کیا دعوت کا انتظام کر لیا گیا ہے"...... کرنل پاشا نے میجر آصف درانی سے پوچھا۔

"یس چیف۔ ساتھ والے ہال میں انتظام کیا گیا ہے"...... میجر آصف درانی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اب آپ سب میری بات کو غور سے سنیں۔ آپ لوگوں کو انتہائی سخت ٹریننگ دلائی گئی ہے اور اس کے علاوہ آپ



کے اندر موجود صلاحیتوں کا بھی مجھے علم ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ سب کسی صورت بھی کسی سے کم نہیں ہیں لیکن آپ سب کو ابھی تجربات سے گزرنا ہو گا اور تجربات ہی انسان کی صلاحیتوں کو نکھارا کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہمارا پہلا مشن ناکام رہا ہے لیکن یہ بھی ایک تجربہ ہے اور آپ نے اس تجربے سے بھی سیکھنا ہے۔ چیف آف سیکرٹ سروس نے سیکشن کو کام کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب دفاعی لیبارٹریوں کی حد تک سپیشل سیکشن کے کام میں سیکرٹ سروس مداخلت نہیں کرے گی اور چیف نے آپ کے لئے زاکو میں کوئی مشن بھی تیار کر لیا ہے جس پر عمل کرنے کے بعد آئندہ زاکو حکومت پھر کبھی پاکیشیا کے خلاف کام کرنے کا سوچ بھی نہ سکے گی ورنہ واقعی ایک بار ناکام ہو جانے کا یہ مطلب نہیں کہ زاکو کی پوری سرکاری تنظیم ختم ہو گئی ہے۔ وہ نئے ایجنٹوں کو یہاں بھیج سکتے ہیں اور چیف نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے وہ واقعی درست ہے۔ ہمارا ذہن ہی اس طرف نہ گیا تھا کہ زاکو اور کافرستان میں گہری دوستی ہے اس لئے سٹام گن کا فارمولا یا اس کا کوئی توڑ کافرستان پہنچ سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر پاکیشیا اس سٹام گن سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے گا اور عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی ہے وہ یہاں آ رہا ہے تاکہ اس مشن کی تفصیلات ہمیں بتا سکے اور آئندہ مشن کے بارے میں بھی ہمیں آگاہ کر سکے۔ اس کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی

چیف مس جولیانا فٹرواٹر بھی آرہی ہیں۔ یہ خاتون سوئس نژاد ہیں
لیکن اب وہ پاکیشیا کی شہری ہیں اور چونکہ چیف نے اسے ڈپٹی چیف
بنایا ہوا ہے اس لئے لازمی بات ہے کہ وہ انتہائی قابل اعتماد ہو گی۔
جہاں تک میرا خیال ہے چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف
سے مس جولیا کو یہاں بھیجنے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ اس طرح
اس کا آپ کے ساتھ یا آپ کا اس کے ساتھ لنک رہ سکتا ہے اور کسی
بھی وقت دونوں تنظیمیں ایک دوسرے کی مدد کر سکتی ہیں اور آخری
بات یہ کہ علی عمران کے بارے میں آپ اچھی طرح جانتے ہیں اس
لئے میرا خیال ہے کہ اگر اس آئندہ مشن میں عمران آپ کے ساتھ
رہے تو آپ سب کو اس سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع مل سکتا
ہے"...... کرنل پاشانے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ وہ کس حیثیت سے ہمارے ساتھ رہے گا"...... میجر
آصف درانی نے کہا۔

"میں تمہاری اس بات کا مقصد سمجھتا ہوں۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کی ٹیم کو مشن کے دوران لیڈ کرتا ہے اس لئے ظاہر ہے اگر وہ
سپیشل سیکشن کے ساتھ رہا تو لیڈر ہی رہے گا جبکہ تم لوگ ایسا
نہیں چاہتے اس لئے میں عمران سے کہوں گا کہ وہ آپ کے ساتھی کے
لحاظ سے آپ کے ساتھ رہے لیکن یہ بات ابھی میرے ذہن میں ہے۔
ابھی اس سلسلے میں کوئی بات نہیں ہوئی"...... کرنل پاشانے کہا۔

"چیف۔ آپ عمران کو ہمارے سر پر مسلط نہ ہی کریں تو اچھا



ہے۔ وہ انتہائی باتونی اور مسخرہ طبیعت آدمی ہے۔ ہم اسے برداشت
ہی نہ کر سکیں گے"...... اچانک ایک نوجوان نے کہا۔

"کیا تم اسے جانتے ہو کیپٹن تراب"...... کرنل پاشانے چونک
کر اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ میں اسے بہت اچھی طرح جانتا ہوں کیونکہ میں
یہاں آنے سے پہلے گریٹ لینڈ میں جب ٹریننگ لے رہا تھا تو میرے
استاد جن کا تعلق گریٹ لینڈ کی سرکاری تنظیم سے ہے عمران کا
دوست تھا اور میرے استاد کی وجہ سے دو تین بار عمران سے ملاقات
بھی ہوئی اور میرے استاد نے مجھے اس کے بارے میں اتنا کچھ بتایا کہ
شاید میں اس کے ساتھ رہ کر بھی اس کے بارے میں اتنا کچھ نہ جان
سکتا"...... کیپٹن تراب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم میں سے اور کون کون اسے جانتا ہے"...... کرنل پاشانے
دوسرے افراد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم نے صرف اس کا نام سن رکھا ہے چیف۔ ذاتی طور پر نہیں
جانتے اور نہ ہی اس سے کبھی ملاقات ہوئی ہے۔ باقی تینوں نے
سوائے میجر آصف درانی کے کہا۔

"میجر آصف درانی آپ اسے جانتے ہیں۔ ان کے خاندان سے آپ
کے گہرے تعلقات رہے ہیں۔ بہرحال وہ پاکیشیا کا بہت بڑا سرمایہ
ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے چیف آف سیکرٹ سروس اس پر
اس قدر اعتماد کرتے ہیں کہ شاید اتنا اعتماد وہ اپنے آپ پر بھی نہ

کرتے ہوں گے اس لئے آپ لوگ اس کی قدر کریں اور اس کی مزاحیہ باتوں پر غصہ کھانے کی بجائے اسے انجوائے کریں اور اس سے سیکھنے کی کوشش کریں"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ وہ ہمارے ساتھ مشن مکمل کرنے جائے گا اور ہم اس سے سیکھیں گے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح تمہاری کارکردگی پر حرف آئے گا۔ تمام کریڈٹ وہ حاصل کر لے گا۔ میرا مطلب تھا کہ آپ اس سے وقتاً فوقتاً ملتے رہا کریں"...... کرنل پاشا نے کہا اور اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"جناب۔ مہمان پہنچ چکے ہیں"...... اس نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے"...... کرنل پاشا نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی سب لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ تشریف رکھیں۔ میں اسے ساتھ لے کر یہاں آؤں گا۔" کرنل پاشا نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔





ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ادھیڑ عمر آدمی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے ڈرنی کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... ادھیڑ عمر نے چونک کر کہا۔

"ڈرنی بول رہا ہوں باس۔ پاکیشیا سے"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... ادھیڑ عمر نے اسی طرح تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ مشن ناکام ہو گیا ہے۔ ہنری براؤن اور ڈریک دونوں گرفتار کر لئے گئے ہیں اور سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری کو بھی ایئر

پورٹ سے گرفتار کر لیا گیا ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تفصیل بتاؤ"....... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"باس۔ میں نے یہاں پہنچ کر جو تحقیقات کی ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ ہنری براؤن یہاں کے ایک ہوٹل بلیو مون میں رہائش پذیر تھا جبکہ ڈریک دوسرے ہوٹل سیٹا میں رہ رہا تھا۔ پھر ان دونوں کو جب وہ ہوٹل بلیو مون کے ایک کمرے میں موجود تھے غائب کر دیا گیا۔ انتظامیہ کے مطابق انہیں اطلاع ملی کہ وہ دونوں ہوٹل چھوڑ کر جا چکے ہیں جس پر ہنری براؤن کے کمرے کو چیک کیا گیا تو وہ کھلا ہوا تھا اور سامان بھی غائب تھا۔ البتہ وہاں ایسی نامانوس سی بو پھیلی ہوئی تھی جس سے وہاں جانے والے افراد کے ذہن چکرانے لگے تھے انہوں نے پولیس کو رپورٹ کر دی اور بس۔ ڈریک کا کمرہ بھی خالی تھا لیکن وہاں بو وغیرہ نہ تھی۔ مجھے جب یہ معلومات ملیں تو میں نے وہاں اپنے طور پر انکوائری کی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ ڈریک اور ہنری براؤن دونوں کو چند لمبے تڑنگے اور سیکرٹ ایجنٹ ٹائپ افراد بے ہوشی کے عالم میں اپنے کاندھوں پر لاد کر فائر ڈورز کے ذریعے لے گئے ہیں لیکن وہاں کے ویٹرز وغیرہ نے ہوٹل انتظامیہ کو رپورٹ اس لئے نہ کی کہ اس طرح یہاں کی پولیس انہیں بھی اس الزام میں گرفتار



کر سکتی ہے۔ اس کے بعد میں نے سفارت خانے سے رابطہ کیا تو مجھے بتایا گیا کہ تھرڈ سیکرٹری سفارتی بیگ لے کر ایئر پورٹ گئے تھے کہ وہاں اچانک اعلیٰ حکام نے انہیں اپنی تحویل میں لے لیا اور سفارتی بیگ کو کھول کر اس میں سے ایک ڈبہ اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس کے ساتھ ہی تھرڈ سیکرٹری صاحب کو ساتھ لے جا کر ان کے آفس اور رہائش گاہ کی تلاشی لی گئی اور وہاں سے ایک قلم بھی حکام نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس کے بعد حکومت پاکیشیا نے باقاعدہ سرکاری طور پر تحریراً سفارت خانے کے اعلیٰ حکام کو شکایت کی۔ سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری نے پاکیشیا کا ایک انتہائی اہم راز سفارتی بیگ کے ذریعے سمگل کرنے کی کوشش کی ہے۔ گو سفارت خانے نے اس الزام کو مسترد کر دیا ہے لیکن حکومت اپنے موقف پر قائم ہے اور تھرڈ سیکرٹری ابھی تک حکومت پاکیشیا کی تحویل میں ہے اور سفیر صاحب ان کی رہائی کے لئے اعلیٰ حکام سے مذاکرات کرنے میں مصروف ہیں۔ ان سب تحقیقات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہنری براؤن اور ڈریک اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے تھے اور مشن کا نتیجہ تھرڈ سیکرٹری کے ذریعے وہاں سے زا کو بھجوایا جا رہا تھا کہ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا"....... ڈرنی نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ میں تو مطمئن تھا کہ ہنری براؤن جیسا انتہائی ذہین ایجنٹ یہ مشن انتہائی آسانی سے مکمل کر لے گا لیکن بہرحال تم فوراً ملٹری انٹیلی جنس اور وزارت دفاع سے معلومات حاصل کرو کہ

ہنری براؤن اور ڈریک کی کیا پوزیشن ہے اور یہ سب کیسے ہوا"۔ باس نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ نے یہی حکم دینا ہے"....... ڈرنی نے جواب دیا تو باس بے اختیار چونک پڑا۔

"گڈ شو۔ اسی لئے تو تمہیں ایسے مشن پر بھجوایا جاتا ہے۔ کیا معلومات ملی ہیں"....... باس نے اس بار تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے ملٹری انٹیلی جنس کا ایک علیحدہ سیکشن بنایا ہے جسے سپیشل سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس سپیشل سیکشن کے ذمے یہ مشن لگایا گیا تھا کیونکہ ملٹری انٹیلی جنس کو اطلاع مل چکی تھی کہ زاکو حکومت اس فارمولے کو اڑانے پر کام کر رہی ہے لیکن یہ سپیشل سیکشن صرف لیبارٹری کی حفاظت تک محدود رہا۔ اصل کام پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کیا ہے اور ہنری براؤن اور ڈریک دنوں کو ملٹری انٹیلی جنس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ مزید تفصیلات تو معلوم نہیں ہو سکیں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس مشن کے انتقام میں ملٹری انٹیلی جنس زاکو میں کوئی مشن مکمل کرنا چاہتی ہے تاکہ آئندہ زاکو حکومت پاکیشیا کے خلاف کام نہ کر سکے۔ اس مشن کی تفصیل تو معلوم نہیں ہوئی لیکن بہرحال ایسا فیصلہ کر لیا گیا ہے اور یہ بھی طے کر لیا گیا ہے کہ یہ مشن سپیشل سیکشن مکمل کرے گا"....... ڈرنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔



"کیا ہنری براؤن اور ڈریک زندہ ہیں"....... باس نے پوچھا۔

"یہ معلوم نہیں ہو سکا سر۔ ویسے میں کوشش کر رہا ہوں کہ مزید معلومات مل سکیں۔ جیسے ہی مزید معلومات ملیں میں آپ کو رپورٹ دے دوں گا"....... ڈرنی نے جواب دیا۔

"سپیشل سیکشن کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ خاص طور پر اس کے انچارج کے بارے میں تاکہ اگر یہ لوگ یہاں آئیں تو انہیں گرفتار کر کے ہم حکومت پاکیشیا سے اپنے آدمی چھڑا سکیں اور انہیں یہ سبق بھی دے سکیں کہ زاکو کسی صورت بھی پاکیشیا سے کم نہیں ہے"....... باس نے کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور باس نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر پریشانی اور کبیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ پھر کافی دیر تک وہ خاموش بیٹھا سوچتا رہا کہ ان حالات میں اسے کیا کرنا چاہئے کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... باس نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے سر"....... دوسری طرف سے پی اے نے کہا تو باس بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ کراؤ بات"....... باس نے کہا۔

"ہیلو"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

"سر میں گارسن بول رہا ہوں۔ چیف آف ڈبل کراس"۔ باس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کی ایجنسی پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کر رہی تھی"۔ دوسری طرف سے اسی طرح بھاری لیکن قدرے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر۔ ڈبل کراس پاکیشیا کی ایک لیبارٹری سے ساٹم گن کا فارمولا حاصل کرنے پر کام کر رہی تھی لیکن ابھی رپورٹ ملی ہے کہ ان کا یہ مشن ناکام ہو گیا ہے اور اس سلسلے میں سفارت خانہ بھی ملوث ہو گیا ہے"...... گارسن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کیا خصوصی طور پر سفارت خانے کو اس مشن میں ملوث کرنے کی ہدایات دی تھیں"...... چیف سیکرٹری نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"نو سر۔ یہ ایجنسی کے ایجنٹوں نے اپنے طور پر کیا ہے"۔ گارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اس مشن کی اجازت کس نے دی تھی"...... چیف سیکرٹری کا لہجہ اسی طرح سخت تھا۔

"جناب پرائم منسٹر صاحب نے خصوصی طور پر اس کا حکم دیا تھا"۔ گارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے اس کیس کے سلسلے میں مجھے کوئی رپورٹ نہیں



دی تھی حالانکہ یہ سٹینڈنگ آرڈرز میں شامل ہے کہ میرے آفس کو ایسے مشنز کی باقاعدہ اور بروقت رپورٹ دی جائے"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"جناب پرائم منسٹر صاحب نے حکم دیا تھا کہ اسے یہاں کسی پر اوپن نہ کیا جائے۔ ان کے تحریری احکامات مجھے موصول ہوئے تھے اور پھر فون پر بھی انہوں نے اپنے احکامات دوہرائے تھے"...... گارسن نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ مجھے پرائم منسٹر صاحب سے بات کرنا ہو گی۔ اس مشن کی وجہ سے ہمارے ملک کی بے حد سبکی ہوئی ہے اور پاکیشیا سے تعلقات میں بھی بے حد فرق پڑا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے"۔ گارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گارسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو گارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گارسن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر پی اے ٹو پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے۔ وہ لائن پر ہیں"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس۔ کراؤ بات"....... گارسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چیف سیکرٹری نے پرائم منسٹر صاحب سے، بات کی ہو گی اس لئے اب پرائم منسٹر صاحب اس سے بات کرنا چاہ رہے ہوں گے۔

" پی اے ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" گارسن بول رہا ہوں۔ چیف آف ڈبل کراس"....... گارسن نے پروٹوکول کے مطابق اپنا عہدہ بھی ساتھ بتاتے ہوئے کہا۔

" پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے جناب"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" سر۔ میں گارسن بول رہا ہوں"....... گارسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" مسٹر گارسن۔ کیا سٹام گن کا مشن ناکام ہو گیا ہے"۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی بگڑی ہوئی آواز سنائی دی۔

" یس سر"....... گارسن نے جواب دیا اور پھر خود ہی اس نے ڈرنی سے ملنے والی تفصیل کو مختصر طور پر دوہرا دیا۔

" لیکن آپ کی ایجنسی نے وہاں کے سفارت خانے کو کیوں ملوث کیا ہے"....... پرائم منسٹر نے کہا۔

" سر۔ کوئی وجہ ہو گی۔ یہ تو وہاں کے حالات پر منحصر ہے۔ اب یہ اتفاق ہے کہ مشن ناکام ہو گیا ورنہ سفارتی بیگ کا تو کسی کو خیال



ہی نہ تھا"....... گارسن نے کہا۔

" حکومت پاکیشیا نے اس سلسلے میں انتہائی سخت احتجاج کیا ہے"....... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ انہیں ایسا ہی کرنا چاہئے تھا لیکن مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس کا سپیشل سیکشن انتقامی کارروائی کے طور پر زاکو میں کوئی مشن مکمل کرنا چاہتا ہے اور ہم بھی انہیں گرفتار کر لیں گے اور پھر ان کے سفارت خانے کو بھی ملوث کر کے ان سے جوابی احتجاج کر دیا جائے گا"....... گارسن نے جواب دیا۔

" اوہ۔ وہ یہاں کس قسم کا مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں"....... پرائم منسٹر نے چونک کر پوچھا۔ ان کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی تھی۔

" جناب۔ اس مشن کی تفصیل کا تو علم نہیں ہو سکا لیکن سر ان کا مشن کچھ بھی کیوں نہ ہو میں گارنٹی دیتا ہوں کہ وہ ناکام رہیں گے"....... گارسن نے کہا۔

" اوکے۔ آپ نے پوری کوشش کرنی ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکیں"....... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ لیکن اب سٹام گن کے فارمولے کے سلسلے میں مزید کیا کرنا ہے۔ دوسری ٹیم بھجوا دوں"....... گارسن نے کہا۔

" ابھی فوری نہیں۔ ابھی وہ لوگ انتہائی چوکنا ہوں گے۔ ہمارے اپنے ملک کی لیبارٹری اوڈی میں اس سے ملتے جلتے آئیڈیئے پر کام ہو رہا ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ اس فارمولے کو اڑا کر اس سے مدد

حاصل کریں لیکن اب جبکہ وہ ناکام ہو گیا ہے تو ہمیں فوری ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر ضرورت پڑی تو پھر دوبارہ کوشش کی جا سکتی ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ پھر جب آپ مجھے حکم دیں گے تو پھر میں ٹیم بھیجوں گا"۔ گارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال آپ نے فی الحال اس بات پر پوری توجہ کرنی ہے کہ پاکیشیا کا مشن جو بھی ہو کامیاب نہ ہو سکے اور پھر ہم انہیں گرفتار کر کے واپسی وار کر سکیں"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر"...... گارسن نے کہا تو دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گارسن نے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے ڈرنی کی رپورٹ کا انتظار تھا۔



عمران اور جولیا دونوں ایک کمرے میں بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے گو سوٹ پہنا ہوا تھا لیکن اس کے چہرے پر حماقتوں کی آبشار پوری رفتار سے بہہ رہی تھی اور وہ آنکھیں گھما گھما اس کمرے کا جائزہ لے رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار اسے کوئی کمرہ دیکھنے کو ملا ہو۔ جوزف اور جوانا ان کی کرسیوں کے عقب میں کھڑے تھے۔ ان دونوں کے جسموں پر خاکی رنگ کی یونیفارم تھی اور سائیڈ بیلٹوں میں ہولسٹر تو موجود تھے لیکن وہ خالی تھے کیونکہ قانون کے مطابق ملٹری انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر میں کسی بھی اجنبی آدمی کا اسلحہ لے جانا سختی سے ممنوع تھا اس لئے عمران نے ان دونوں کو شروع میں ہی اسلحہ ساتھ لے جانے سے منع کر دیا تھا۔

"یہ تم اس انداز میں کیا دیکھ رہے ہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ ملٹری انٹیلی جنس کی مالی حالت کیسی ہے"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"مالی حالت۔ کیا مطلب"....... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے اب مجھے پارٹ ٹائم کے طور پر سپیشل سیکشن کے ساتھ ہی کام کرنا پڑے گا اس لئے مالی حالت کا اندازہ تو ہونا چاہئے تاکہ کسی بھی مشن کے اختتام پر ملنے والے معاوضے کا پیشگی اندازہ لگایا جاسکے"....... عمران نے جواب دیا۔

"تو کیا تم سیکرٹ سروس کے لئے کام نہیں کرو گے"....... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"دیکھو۔ اس کا انحصار معاوضے پر ہے۔ تمہارا چیف تو انتہائی کنجوس ہے اور آج تک چونکہ کوئی دوسرا سکوپ بھی سامنے نہ آیا تھا اس لئے میں بھی مجبور تھا لیکن اب جبکہ دوسرا سکوپ سامنے آیا ہے تو اب مجھے بھی حالات دیکھ کر کام کرنا ہوگا"....... عمران نے جواب دیا۔

"چیف تمہیں گولی بھی مار سکتا ہے۔ سمجھے"....... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اس سے زیادہ اس سے اور توقع بھی کیا کی جاسکتی ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ جولیا کوئی جواب دیتی



کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل پاشا اندر داخل ہوا تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"السلام علیکم عمران صاحب۔ آپ سے تو مجھے تعارف کی ضرورت نہیں ہے لیکن خاتون کو اپنا تعارف کرا دوں۔ میرا نام کرنل پاشا ہے اور میں ملٹری انٹیلی جنس کا چیف ہوں"....... کرنل پاشا نے اندر داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مجھ حقیر فقیر پر تقصیر بندہ ناچیز علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سے تو آپ قبل از وقت۔ وہ۔ وہ میرا مطلب ہے قبل ازیں متعارف ہیں البتہ اس خاتون نیک بخت نائب صدر سیکرٹ سروس کا تعارف آپ سے کرا دوں کہ ان کا نام نامی والدین نے تو جولیانا فٹزواٹر رکھا تھا لیکن اب انہیں صرف جولیا کہا جاتا ہے اور اگر زیادہ بااخلاق ہونا پڑے تو جولیانا کہا جاتا ہے"....... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو کرنل پاشا بے اختیار مسکرا دیئے۔

"نائب صدر سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ تشریف رکھیئے مس جولیانا"....... کرنل پاشا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے ڈپٹی چیف پاکیشیا سیکرٹ سروس"....... عمران نے کہا تو کرنل پاشا ایک بار پھر مسکرا دیئے۔

"اور یہ جو ہماری کرسیوں کے عقب میں دو دیو کھڑے ہیں ان میں سے ایک کا نام جوانا ہے اور اس کا تعلق ایکریمیا سے ہے اور

دوسرے صاحب کا نام جوزف دی گریٹ ہے اور ان کا تعلق افریقہ سے ہے اور یہ دونوں مجھ غریب کے باڈی گارڈز ہیں اور اماں بی نے انہیں باڈی گارڈز مقرر کیا ہوا ہے تاکہ میں راہ راست سے بھٹک نہ سکوں کیونکہ اماں بی کا کنوارے نوجوان کے بارے میں شروع سے ہی خیال ہے کہ اس کے بھٹکنے کا سو فیصد خطرہ رہتا ہے اور پھر میں تو ویسے بھی اماں بی کے بقول سات لڑکیوں جیسا لڑکا ہوں"۔ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی اور کرنل پاشا اس بار مسکرانے کی بجائے بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ کو میں یہاں خوش آمدید کہتا ہوں۔ سپیشل سیکشن کے ارکان آپ سے ملاقات کے لئے بے چین ہیں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کے ساتھ دو غیر ملکی اور دو مقامی افراد کو بھی لایا گیا ہے اور یہ چاروں بے ہوش ہیں"....... کرنل پاشا نے کہا۔

"جی ہاں۔ چونکہ سٹام گن مشن کے یہ اہم افراد ہیں اور سٹام گن مشن ملٹری انٹیلی جنس کا ہے اس لئے چیف نے انہیں آپ کے حوالے کرنے کا حکم دیا ہے"....... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آئیے تشریف لائیے۔ انہیں بھی ہال میں منگوا لیا جائے گا"....... کرنل پاش نے کہا۔

"پہلے یہ بتائیے کہ مٹھائی کا انتظام بھی ہوا ہے یا نہیں۔ بڑی حسرت تھی منہ میٹھا کرنے کی لیکن کیا کروں صفدر نے آج تک خطبہ نکاح ہی یاد نہیں کیا"....... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار



آنکھیں دکھائیں جبکہ کرنل پاشا بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ"....... کرنل پاشا نے چونک کر پوچھا۔

"آپ جانتے تو ہیں کہ یہ بکواس کرنے سے باز نہیں آتا اس لئے آپ اس کی باتوں پر توجہ نہ دیں جناب"....... جولیا نے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار مسکرا دیئے۔

"یہاں تم چیف کے نمائندہ خصوصی کے طور پر آئے ہو اس لئے چیف کے وقار کا خیال رکھو۔ سمجھے"....... جولیا نے آہستہ سے لیکن غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف کا وقار۔ کہاں ہے۔ واہ۔ بڑا خوبصورت نام ہے چیف کا وقار"....... عمران نے چونک کر کہا لیکن جولیا نے کوئی جواب دینے کی بجائے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور پھر وہ ایک راہداری سے گزر کر ایک بڑے سے ہال میں داخل ہوئے تو ہال میں سامنے کرسیاں موجود تھیں اور وہاں دو نوجوان خواتین اور تین مرد موجود تھے جو ان کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے تھے جبکہ چند کرسیاں خالی پڑی ہوئی تھیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو فرہنگ آصفیہ بھی یہاں موجود ہے۔ بہت خوب"....... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تو کرنل پاشا بے اختیار چونک پڑے۔

"فرہنگ آصفیہ۔ کیا مطلب"....... کرنل پاشا نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ میرے بارے میں کہہ رہے ہیں چونکہ مجھے پڑھنے کا بے حد شوق تھا اور میری کوشش ہوتی تھی کہ میں زیادہ سے زیادہ علم حاصل کروں اس لئے یہ مجھے فرہنگ آصفیہ کہا کرتے تھے"....... میجر آصف درانی نے کہا۔

"لیکن یہ فرہنگ کیا ہوتا ہے"....... کرنل پاشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوتا نہیں جناب۔ ہوتی ہے۔ فرہنگ لغت میں ڈکشنری کو کہا جاتا ہے اور بروزن افرنگ"....... عمران نے جواب دیا تو کرنل پاشا بے اختیار ہنس پڑے۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ دونوں کے خاندانوں کے ایک دوسرے سے گہرے تعلقات ہیں۔ بہرحال میں پہلے تعارف کرا دوں"۔ کرنل پاشا نے کہا۔

"جناب آپ تکلیف نہ کریں۔ ہم جب کالج میں داخل ہوئے تھے اور فرسٹ ایئر فول ٹائپ سٹوڈنٹ تھے تو پروفیسر صاحب نے تعارف کی کلاس لی تھی اور ہر لڑکا کھڑے ہو کر اپنا تعارف کراتا تھا اور اب بھی میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ماحول ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن عمران کی بات سن کر کرنل پاشا کے چہرے پر کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے لیکن انہوں نے کچھ کہا نہیں۔

"سر۔ عمران کی عادت ہے ویسے ہی بولنے کی۔ آپ پلیز مائنڈ نہ





کریں۔ میں پہلے اپنا تعارف کرا دیتی ہوں۔ میرا نام جولیانا فٹزواٹر ہے اور میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہوں اور یہ علی عمران ہے۔ اس کا براہ راست سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن چیف کسی بھی مشن کے سلسلے میں اس کی خدمات ہائر کر لیتے ہیں۔ ویسے یہ اس وقت چیف کا نمائندہ خصوصی ہے اور یہ دونوں عمران کے ذاتی باڈی گارڈز ہیں۔ ان میں سے یہ جوانا ہے اور یہ جوزف"۔ جولیانے کرنل پاشا کے چہرے پر ابھر آنے والے کبیدگی کے تاثرات دیکھتے ہی جلدی سے خود ہی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ہو گیا تعارف۔ میں یہاں رعب جمانے کی کوشش کر رہا تھا۔ تم نے چوراہے پر بھانڈہ پھوڑ دیا ہے کہ میں کرائے کا سپاہی ہوں"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو۔ کرنل پاشا اس کی حالت دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"علی عمران کی عزت ہم سب کے دلوں میں ہے مس جولیانا۔ یہ ہمارے ملک کا انتہائی بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ بہرحال میں سپیشل سیکشن کے انچارج کا تعارف کرا دیتا ہوں اور اپنے ساتھیوں کا تعارف یہ خود کرا دیں گے۔ ان کا نام آصف درانی ہے اور یہ میجر ہیں اور سپیشل سیکشن کے انچارج ہیں"....... کرنل پاشا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ کرنل صاحب۔ آپ واقعی جوہری ہیں جو

ہیرے کی قدر جانتے ہیں۔ ورنہ مس جولیا نے تو مجھے ہیرے سے کنکر بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ ویسے میجر فرہنگ آصفیہ۔ اوہ سوری۔ میجر آصف درانی کو آپ نے سپیشل سیکشن کا انچارج بنا کر واقعی ان کی صلاحیتوں کی قدر کی ہے۔ مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ ان میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ یہ بچپن میں بھی غلیل سے طوطے مار گرایا کرتے تھے اور پھر ان کی موت پر باقاعدہ بیٹھ کر آنسو بہایا کرتے تھے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تو کرنل پاشا کے ساتھ ساتھ اس بار میجر آصف درانی بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اور عمران صاحب ان طوطوں کی موت پر مرثیئے کہا کرتے تھے"۔ میجر آصف درانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور پھر ہم دونوں مل کر رویا کرتے تھے"...... عمران نے فوراً ہی جواب دیا اور ہال کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"یہ میرے ساتھ جو خاتون موجود ہے یہ کیپٹن فوزیہ ہے اور سپیشل سیکشن کی نمبر ٹو انچارج ہیں"...... میجر آصف درانی نے اپنے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی نوجوان اور خوبصورت لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن یہ تو اصل ہیں پھر نمبر ٹو کیسے ہو گئیں۔ کیا مطلب"۔ عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا۔ جس طرح تم چیف کی نمبر ٹو ہو اسی طرح یہ فرہنگ



آصفیہ کی نمبر ٹو ہیں۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمارے دلوں میں آپ کا بے حد احترام ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم آپ کی طرح انتہائی معروف لوگ نہیں ہیں لیکن آپ کو اس طرح ہمارا مذاق اڑانے کا بھی حق نہیں ہے"...... فوزیہ نے یکلخت کھڑے ہو کر کہا۔

"اوہ۔ آئی ایم سوری مس فوزیہ۔ آئی ایم رئیلی ویری سوری"۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر یکلخت پتھریلی سنجیدگی پھیلتی چلی گئی اور کرنل پاشا کے ساتھ ساتھ باقی لوگ بھی حیرت سے اس کی یہ تبدیلی کو دیکھتے رہ گئے۔

"کیپٹن فوزیہ کے ساتھ کیپٹن سعدیہ ہیں اور ان کے ساتھ کیپٹن تراب اور آخر میں کیپٹن ہارون ہیں۔ سپیشل سیکشن ہم پانچ ارکان پر مشتمل ہے"...... میجر آصف درانی نے باری باری سب کا نام لے لے کر تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹیمیں کہاں ہیں"...... عمران نے اچانک کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"ٹیمیں۔ کیا مطلب"...... میجر آصف درانی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جن کے یہ سب کیپٹن ہیں۔ ویسے آپ نے یہ وضاحت نہیں کی

کہ یہ ٹیمیں فٹ بال کی ہیں یا کرکٹ کی"...... عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

"ہم سب ایک ہی ٹیم ہیں"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"یعنی کیپٹن ٹیم۔ بہت خوب۔ ویسے سیکرٹ سروس میں صرف ایک کیپٹن ہے اور وہی میرے لئے مسئلہ بنا ہوا ہے۔ میں جو کچھ چھپانا چاہتا ہوں وہ اسے افشا کر دیتا ہے اور یہاں تو پورے کے پورے چار کیپٹن موجود ہیں اس لئے میرا مشورہ ہے کہ آپ سرے سے کچھ چھپایا ہی نہ کریں"...... عمران نے بڑے مخلصانہ لہجے میں کہا۔

"ہم سب ساتھی ایک دوسرے پر مکمل اعتماد کرتے ہیں اس لئے ہمیں کچھ چھپانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی"...... میجر آصف درانی نے جواب دیا۔

"تم نے کوئی جواب نہیں دینا۔ سمجھے۔ خاموش رہو ورنہ ایک بار پھر تم مناظرہ شروع کر دو گے"...... جولیا نے عمران کا منہ کھلتے دیکھ کر سخت لہجے میں کہا تو عمران نے اس طرح جھٹکے سے منہ بند کر لیا جیسے اس نے قسم کھا لی ہو کہ وہ اب سرے سے بولے گا ہی نہیں۔

"یہ آپ کا اس قدر کہنا کیوں مانتے ہیں مس جولیانا۔ حالانکہ میں نے تو سنا ہے کہ یہ سرسلطان کی بات بھی نہیں مانتے اور انہیں بھی زچ کر کے رکھ دیتے ہیں"...... کرنل پاشا نے مسکراتے ہوئے کہا۔



وہ اب تک خاموش بیٹھے رہے تھے۔

"چیف کی وجہ سے کرنل صاحب۔ کیونکہ چیف اپنے حکم کی معمولی سی خلاف ورزی پر انتہائی عبرتناک سزا دیتے ہیں اور مجھے اس کے ساتھ بھیجا اسی لئے گیا ہے کہ اگر یہ فضول باتیں کرے تو میں چیف کو رپورٹ دوں"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ کیا عمران کو بھی سزا ملتی ہے۔ یہ تو سیکرٹ سروس کے ممبر نہیں ہیں"...... کرنل پاشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے لئے جناب یہ سزا ہی کافی ہے کہ مجھے مس جولیا کے ساتھ یہاں بھیجا گیا ہے۔ منکر نکیر کے نام تو آپ نے سنے ہوں گے۔ بس یہ میرے لئے منکر نکیر سے بھی بڑھ کر ہیں۔ ایسی ایسی نمک مرچ لگا کر رپورٹیں پہنچاتی ہیں کہ چیف صاحب کا کچن نمک مرچ سے بھر جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب پلیز۔ اب ہم اصل بات کی طرف آئیں۔ آپ ہمیں بتائیں کہ زاکو کے ایجنٹوں نے مشن کیسے مکمل کیا"۔ کرنل پاشا نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جوزف"...... عمران نے پیچھے کھڑے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے اٹن شن ہوتے ہوئے کہا۔

"بے ہوش افراد کو اندر لے آؤ۔ جوانا تم بھی ساتھ جاؤ"۔ عمران

نے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے باہر چلے گئے۔

"عمران صاحب۔ کیا واقعی یہ آپ کے باڈی گارڈز ہیں"۔ کرنل پاشا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ دونوں عمران کے پرسنل آدمی ہیں اور انتہائی وفادار ہیں۔ ان میں سے جوانا ایکریمیا کی مشہور پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ماسٹر کلرز کا رکن تھا اور انتہائی خوفناک حد تک مارشل آرٹ کا ماہر تھا۔ پھر ماسٹرز کلرز کی موت آ گئی اور انہوں نے عمران کی موت کا مشن ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے بعد ماسٹرز کلرز کے باقی ارکان تو عمران کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے البتہ جوانا نے عمران کے ساتھ مارشل آرٹ کی انتہائی خوفناک فائٹ کی جس میں جوانا شاید زندگی میں پہلی بار شکست کھا گیا اور تب سے وہ عمران کے ساتھ ہے اور اسے ماسٹر کہتا ہے جبکہ جوزف پہلے سے ہی عمران کا ساتھی ہے اور اس قدر وفادار ہے کہ عمران کے حکم پر بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اپنی گردن خود اپنے ہاتھوں سے توڑ سکتا ہے"...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل پاشا کے ساتھ ساتھ سپیشل سیکشن کے باقی افراد کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور جوزف دو غیر ملکی افراد کو اپنے کاندھوں پر ڈالے اور جوانا دو مقامی افراد کو کاندھوں پر لادے اندر داخل ہوئے۔ وہ چاروں بے ہوش



تھے اور پھر عمران کے اشارے پر انہوں نے ان چاروں کو ایک طرف دیوار کے ساتھ لٹا دیا۔

"اب میں تفصیل بتا دیتا ہوں کیونکہ مٹھائی کی خوشبو مسلسل میری ناک میں پہنچ رہی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تفصیل معلوم کئے بغیر آپ نے مجھے مٹھائی کھانے کی دعوت نہیں دینی"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے لیکن وہ سب خاموش رہے۔

"کرنل پاشا آپ نے سپیشل سیکشن بنایا اور چیف سے درخواست کی کہ اسے دفاعی لیبارٹریوں کے سلسلے کی حد تک مکمل آزادی دی جائے اور پھر آپ نے بتایا کہ آپ کو زاکو سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی سرکاری تنظیم ڈبل کراس کے ایجنٹ یہاں کی ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری سے سٹام گن کا فارمولا حاصل کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ چیف نے آپ کو اس مشن پر کام کرنے کی ہدایت دے دی لیکن ساتھ ہی انہوں نے سیکرٹ سروس کو بھی حکم دے دیا کہ وہ ان ایجنٹوں کے خلاف کام کرے تاکہ اگر لیبارٹری یا فارمولا خطرے میں ہو تو اس کا پاکیشیا کے مفاد میں تحفظ کیا جا سکے۔ جب چیف کا یہ حکم مجھے ملا تو اسے اتفاق کہیں یا پاکیشیا کی خوش قسمتی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک رکن مس صالحہ سے زاکو کا ایک آدمی ٹکرا چکا تھا اور میں بھی اسے ملا تھا۔ اس کا نام ہنری براؤن تھا اور وہ دیوار کے ساتھ دوسرا آدمی ہنری براؤن ہے۔ گو اس نے اپنے آپ کو ہوٹل بزنس کے متعلق بتایا تھا لیکن اس نے وہاں کے جس ہوٹل کا

نام لیا تھا اس نام کا کوئی ہوٹل وہاں موجود ہی نہ تھا۔ جس پر میں چونک پڑا تھا لیکن چونکہ زاکو کے سلسلے میں کوئی کیس سامنے نہ تھا اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ لیکن جب چیف کا حکم ملا تو میں چونک پڑا اور میں نے چیف کو اس بارے میں بتا دیا۔ چیف نے اسے ٹریس کرنے کا حکم سیکرٹ سروس کو دے دیا۔ ادھر میرا ایک شاگرد ٹائیگر ہے جو زیر زمین دنیا میں کام کرتا ہے۔ میں نے اسے بھی ہنری براؤن کو ٹریس کرنے کا کہہ دیا۔ پھر سیکرٹ سروس نے اسے اور اس کے ساتھی ڈریک کو جو اس کے ساتھ موجود ہے ٹریس کر لیا لیکن ٹائیگر نے ساتھ ہی یہ بھی ٹریس کر لیا کہ یہ دونوں محکمہ دفاع کے سپرنٹنڈنٹ اسلم سے جو دوسرے نمبر پر پڑے غیر ملکی ڈریک کے ساتھ پڑا ہے، ملے ہیں۔ چنانچہ سپرنٹنڈنٹ اسلم کی نگرانی شروع کر دی گئی۔ پھر یہ اطلاع ملی کہ اسلم سپرنٹنڈنٹ نے ڈیفنس لیبارٹری نمبر تھری میں کام کرنے والے ایک آدمی قاسم سے رابطہ کیا ہے۔ یہ اسلم کے ساتھ پڑا ہوا دوسرا مقامی آدمی قاسم ہے۔ قاسم اور اسلم کی پراسرار سرگرمیاں سامنے آئیں تو میں نے قاسم کو گھیر لیا اور پھر قاسم سے اصل معلومات مل گئیں اور اس کے ساتھ ہی اسلم، ہنری براؤن اور ڈریک کو بھی اغوا کر لیا گیا۔ اس کے بعد ان سے ساری معلومات حاصل کی گئیں۔ ہنری براؤن انتہائی ذہین آدمی ہے۔ اس کو اپنی نگرانی کا علم ہو گیا تھا اس لئے اس نے مشن مکمل کرنے اور اپنے آپ کو مشن سے علیحدہ رکھنے کے لئے انتہائی ذہانت آمیز پلان بنایا۔ انہوں نے قاسم کو ایک عام سا قلم میرا مطلب ہے پین دیا تھا۔ یہ بظاہر عام سا پین ہے اسے کسی صورت چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس کے اندر تصویر کھینچنے اور اسے محفوظ رکھنے کا سسٹم موجود ہے۔ قاسم نے اس پین کی مدد سے فارمولے کی کاپی کی جس کا علم کسی کو نہ ہو سکا۔ پھر قاسم کو بتایا گیا کہ وہ اس قلم کو اپنی کار کے ڈیش بورڈ میں رکھ کر کار زیٹو کلب کی پارکنگ میں کھڑی کر دے اور خود ایک گھنٹے تک کلب میں بیٹھا رہے۔ اس دوران یہ قلم اس کی کار کے ڈیشن بورڈ سے حاصل کر لیا جائے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ قاسم کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ کام کون کرے گا لیکن ہنری براؤن نے یہ کام پاکیشیا میں زاکو کے سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری کے ذمے لگایا تھا لیکن ہنری براؤن اور ڈریک اس سے ملے نہیں تھے۔ شاید کسی پبلک فون بوتھ سے بات کی ہو گی جسے چیک نہ کیا جا سکا تھا۔ بہرحال یہ تھرڈ سیکرٹری زیٹو کلب میں بیٹھا تھا اور اسے قاسم کا حلیہ بتا دیا گیا تھا اس لئے جب قاسم وہاں پہنچا تو تھرڈ سیکرٹری نے جا کر کار کے ڈیش بورڈ سے وہ قلم نکال لیا اور پھر اس نے اپنی رہائش گاہ پر ایک مخصوص آلے کی مدد سے اس کی مائیکرو فلم تیار کی اور اس مائیکرو فلم کو سفارتی بیگ کے ذریعے زاکو کو بھجوایا جانا تھا۔ اس طرح ہمیں بروقت معلومات مل گئیں اور چیف نے فوراً ایئر پورٹ کی ناکہ بندی کرا دی اور تھرڈ سیکرٹری کو وہاں سے گرفتار کر لیا گیا اور سفارتی بیگ کھول کر اس سے مائیکرو فلم حاصل کر لی گئی۔ پھر اس کی رہائش گاہ سے وہ قلم بھی حاصل کر لیا

گیا۔ اس طرح یہ مشن مکمل ہو گیا۔ چونکہ یہ ساری کارروائی لیبارٹری سے باہر ہوئی اور انتہائی ذہانت سے پلان بنایا گیا تھا اس لئے آپ کو اس سلسلے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا اس لئے چیف نے اسے آپ کی ناکامی نہیں سمجھا اور اسی لئے انہوں نے سپیشل سیکشن کو کام کرنے کی اجازت دے دی۔ اس کے علاوہ چیف کو معلوم ہے کہ صرف دو ایجنٹوں کے خاتمے یا گرفتاری سے ادارے ختم نہیں ہو جاتے اور ڈبل کراس کے اور ایجنٹ کسی بھی وقت یہاں اس فارمولے کو حاصل کرنے پہنچ سکتے ہیں اور یقیناً آپ کا سیکشن یا پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ہر وقت صرف اس فارمولے کی حفاظت نہیں کر سکتی اس لئے چیف نے اپنے فارن ایجنٹ کے ذریعے زاکو سے معلومات حاصل کیں کہ زاکو حکومت اس فارمولے کو کیوں حاصل کرنا چاہتی تھی تو چیف کو معلوم ہوا کہ زاکو میں بھی سائنس دان اس سٹام گن کے فارمولے سے ملتے جلتے فارمولے پر کام کر رہے ہیں اور وہ اس سلسلے میں ہی سٹام گن کا فارمولا حاصل کرنا چاہتے تھے اس لئے چیف نے فیصلہ کیا ہے کہ اس لیبارٹری کو جس میں زاکو کے سائنس دان سٹام گن سے ملتے جلتے آئیڈیئے پر کام کر رہے ہیں تباہ کر دیا جائے تاکہ زاکو کی حکومت آئندہ پاکیشیا کے خلاف مشن مکمل کرنے کی جرأت ہی نہ کرے اور دوسری بات یہ کہ اسے سٹام گن کے فارمولے کے حصول کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ چنانچہ اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو صرف اتنا



معلوم ہو سکا کہ اس لیبارٹری کا کوڈ نام او ڈی ہے۔ چنانچہ چیف نے کہا ہے کہ اب سپیشل سیکشن اس مشن کی تکمیل کرے گا۔ یہ چاروں افراد آپ کے حوالے کئے جا رہے ہیں تاکہ ان کے بارے میں آپ خود فیصلہ کر سکیں۔ تھرڈ سیکرٹری کے سلسلے میں حکومت پاکیشیا نے زاکو حکومت سے پرزور احتجاج کیا ہے اور چونکہ وہ سفارت کار ہے اس لئے اسے ملک بدر کر دیا گیا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ واقعی انتہائی حیرت انگیز اور انتہائی ذہانت سے پر پلان تھا۔ لیکن عمران صاحب کیا اس ہنری براؤن اور ڈریک کو اس لیبارٹری کے بارے میں علم ہو گا"...... کرنل پاشا نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ انہیں اس بارے میں علم نہیں ہو گا۔ البتہ ان سے ڈبل کراس کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں اور اگر آپ چاہیں تو ڈبل کراس کو بھی ڈبل کراس کر سکتے ہیں کیونکہ اس نے بہرحال پاکیشیا کے خلاف کام کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ہم انشاء اللہ اس مشن کو مکمل کر لیں گے"۔ کرنل پاشا نے کہا۔

" اب آخر میں میری طرف سے کھلی آفر ہے کہ اگر آپ میری خدمات اچھے اور معقول معاوضے پر حاصل کرنا چاہیں تو بندہ دل و جان سے حاضر ہے کیونکہ چیف تو انتہائی کنجوس ہے لیکن مجھے یقین

ہے کہ کرنل پاشا صاحب کنجوس نہیں ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ عمران صاحب۔ ہم اپنے طور پر کام کرنا چاہتے ہیں"۔ میجر آصف درانی نے کرنل پاشا کے بولنے سے پہلے ہی کہہ دیا۔

"ہاں۔ میرے خیال میں میجر آصف درانی کا فیصلہ درست ہے۔ اس طرح انہیں خود تجربات سے گزرنے کا موقع ملے گا"...... کرنل پاشا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے اٹھتے ہی سپیشل سیکشن کے افراد کے ساتھ ساتھ عمران اور جولیا اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیپٹن ہارون آپ ان چاروں کو خصوصی لاک اپ میں پہنچانے کا بندوبست کریں۔ ہم لوگ ڈائیننگ ہال میں جا رہے ہیں۔ آیئے عمران صاحب اور مس جولیانا"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے کہ یہ وقت آ ہی گیا ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ شاید ہی بہار آئے"...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس بار کرنل پاشا سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔



ڈبل کراس کا چیف گارسن اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ میز پر موجود انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو گارسن نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گارسن نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مشین روم سے نکلسن بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو گارسن بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... چیف نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ ڈی کے تھری اور ڈی کے الیون دونوں آف ہو چکے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گارسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ویری بیڈ"...... گارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم پر ان دونوں کو مسلسل چیک کیا جا رہا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ان کی ڈیتھ کال ملی ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ۔ ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ ناکامی کا نتیجہ تو یہی نکل سکتا ہے"...... گارسن نے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"ہنری براؤن کی موت ڈبل کراس کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے"...... گارسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے دراصل ہنری براؤن اور ڈریک کی موت کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ ڈبل کراس کے تمام ایجنٹوں کے جسموں میں ایک خصوصی آلہ نصب تھا جس کی ریز کی لہروں کا تعلق مشین روم کی ایک مشین کے ساتھ تھا اور یہ ایجنٹ چاہے دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوتے مشین سے ان کا تعلق قائم رہتا تھا اور جب یہ ایجنٹ ہلاک ہو جاتے تو لنک ختم ہو جاتا اور اس طرح مشین ان کی ڈیتھ کال کا اعلان کر دیتی تھی۔ ابھی گارسن بیٹھا ہنری براؤن اور ڈریک کی موت کے بارے میں بڑبڑا ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور گارسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس کے لہجے میں ضرورت سے زیادہ کرختگی تھی۔

"پاکیشیا سے ڈرنی کی کال ہے سر"...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔



"اوہ۔ اوہ۔ کراؤ بات"...... گارسن نے چونک کر کہا۔

"ہیلو۔ ڈرنی بول رہا ہوں باس۔ پاکیشیا سے"...... چند لمحوں بعد ڈرنی کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... گارسن نے کہا۔

"باس۔ ہنری براؤن اور ڈریک دونوں کو ملٹری انٹیلی جنس کے حوالے کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ دونوں آف ہو چکے ہیں"...... گارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بہرحال یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے سپیشل سیکشن کے ذمہ زاکو کی کوئی لیبارٹری جس کا نام اوڈی ہے تباہ کرنے کا مشن لگایا ہے اور اب سپیشل سیکشن اس مشن پر زاکو میں کام کرے گا"...... ڈرنی نے کہا تو گارسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا یہ اطلاع حتمی ہے"...... گارسن نے کہا۔

"یس سر۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل پاشا کے پرسنل سیکرٹری کو انتہائی بھاری دولت دے کر یہ سب کچھ معلوم کیا گیا ہے"...... ڈرنی نے جواب دیا۔

"سپیشل سیکشن کے بارے میں تفصیلات کیا ہیں"...... گارسن نے پوچھا۔

"جناب سپیشل سیکشن پانچ افراد پر مشتمل ہے جن میں دو

عورتیں اور تین مرد ہیں۔ ان کا انچارج میجر آصف درانی ہے لیکن کرنل پاشا سے ہونے والی ان کی میٹنگ کے دوران یہ طے ہوا ہے کہ پورا سیکشن اس مشن پر کام کرے گا"...... ڈرنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ان کے حلیئے، نام اور دیگر تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں"۔ گارسن نے کہا۔

"یس سر۔ معلوم ہو چکی ہیں"...... ڈرنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تفصیلات ہیں"...... گارسن نے پوچھا تو ڈرنی نے ان لوگوں کے حلیئے اور قدوقامت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"کیا ان کی روانگی کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں"۔ گارسن نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ یہ گروپ کل پاکیشیا سے روانہ ہو رہا ہے لیکن اس گروپ کا پروگرام ہے کہ وہ براہ راست زاکو جانے کی بجائے پہلے گریٹ لینڈ جائیں گے اور پھر گریٹ لینڈ سے زاکو پہنچیں گے۔ میں آپ کو ان کی روانگی کے بارے میں حتمی اطلاع کل دے سکوں گا"...... ڈرنی نے کہا۔

"ویری گڈ ڈرنی۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ تمہیں اس کا خصوصی انعام ملے گا۔ ویری گڈ"...... گارسن نے کہا۔

"شکریہ باس"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا



گیا۔

"اوکے۔ میں کل تمہاری کال کا منتظر رہوں گا"...... گارسن نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ریکور ڈیزائن کمپنی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں زاکو سے گارسن بول رہا ہوں۔ یہاں سپروائزر پال ہے۔ اس سے میری بات کرائیں"...... گارسن نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ پال بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"گارسن بول رہا ہوں پال۔ سپیشل فون پر مجھے کال کرو"۔ گارسن نے اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"یس۔ یارک بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"فوراً میرے آفس آؤ"...... گارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گارسن نے کہا۔

"گریٹ لینڈ سے پال کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... گارسن نے کہا۔

"ہیلو باس۔ پال بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد پال کی آواز سنائی دی۔

"پال۔ پاکیشیا سے پانچ ملٹری انٹیلی جنس کے سپیشل سیکشن کے ایجنٹ زاکو کی ایک لیبارٹری کے خلاف کام کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ پاکیشیا سے اطلاع ملی ہے کہ وہ پہلے گریٹ لینڈ پہنچیں گے اور پھر گریٹ لینڈ سے وہ زاکو آئیں گے۔ ان کی روانگی کے ساتھ ہی مجھے ان کے بارے میں حتمی اطلاع مل جائے گی کہ وہ کس طیارے سے آ رہے ہیں اور ان کے حلیئے کیا ہیں۔ وہ کل روانہ ہو رہے ہیں۔ اطلاع ملتے ہی تمہیں کال کر دوں گا۔ تم کسی ایسے گروپ کو ہائر کرو جو ان کا خاتمہ ایئرپورٹ پر کر سکے۔ لیکن گروپ ایسا ہو کہ جو حتمی انداز میں کام کر سکے اور انہیں بتا دینا کہ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اس لئے انہیں معمولی سی غفلت بھی مہنگی پڑ سکتی ہے"...... گارسن نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہاں انتہائی تربیت یافتہ قاتلوں کا ایک گروپ موجود ہے۔ یہ ڈورمین گروپ کہلاتا ہے۔ میں اسے ہائر کر لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ کام یقیناً اور انتہائی بے داغ انداز میں ہو جائے گا"...... پال نے جواب دیا۔



"اوکے"...... گارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور ایک ورزشی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں گارسن کو سلام کیا۔

"بیٹھو یارک"...... گارسن نے کہا تو یارک میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ڈبل کراس کا پاکیشیا میں مشن ناکام ہو گیا ہے اور ہنری براؤن اور ڈریک دونوں ہلاک ہو چکے ہیں"۔ گارسن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے یارک سے کہا۔

"یس باس"...... یارک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اب پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس کا ایک سپیشل سیکشن جو پانچ افراد پر مشتمل ہے یہاں کی ایک اہم لیبارٹری کی تباہی کے لئے آ رہا ہے۔ اس گروپ کے بارے میں مکمل تفصیلات ڈرنی نے حاصل کر کے بتا دی ہیں۔ یہ گروپ پہلے گریٹ لینڈ جائے گا جہاں ان کی ہلاکت کا بندوبست کر لیا گیا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں زاکو پہنچ جائے۔ اس لئے یہاں تم نے اور تمہارے سیکشن نے ان کا خاتمہ کرنا ہے"...... باس نے کہا۔

"یس چیف۔ ان کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں"...... یارک نے کہا اور گارسن نے ڈرنی سے ملنے والی ان کے قد و قامت اور حلیوں

کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ زاکو کی سرزمین پر وہ زیادہ دیر سانس نہ لے سکیں گے"...... پارک نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

" تم نے خصوصی طور پر ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کرنی ہے"۔ گارسن نے کہا تو پارک بے اختیار چونک پڑا۔

" ہیڈ کوارٹر کی حفاظت۔ کیا مطلب چیف۔ کیا وہ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے آرہے ہیں"...... پارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ویسے تو ان کا مشن لیبارٹری کی تباہی ہے لیکن ہنری براؤن اور ڈریک ان کے قبضے میں رہے ہیں اور یقیناً انہیں اس لیبارٹری کے حدود اربعہ کے بارے میں علم نہ ہو گا کیونکہ ہنری براؤن اور ڈریک بھی نہیں جانتے تھے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سمجھ کر یہاں حملہ کریں کہ اس کے بارے میں میں جانتا ہوں یا پھر ان کا خیال ہو کہ ہیڈ کوارٹر سے انہیں اس بارے میں کچھ حاصل ہو سکے گا"۔ گارسن نے کہا۔

" ٹھیک ہے چیف میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں تمام انتظامات کر لوں گا"...... پارک نے کہا۔

" او کے۔ تم جا سکتے ہو"...... گارسن نے کہا اور پارک نے اٹھ کر سلام کیا اور پھر واپس چلا گیا۔ گارسن نے اس کے باہر جاتے ہی ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو



پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سوائن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" جیف سے بات کراؤ میں گارسن بول رہا ہوں"...... گارسن نے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو۔ جیف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" گارسن بول رہا ہوں جیف"...... گارسن نے کہا۔

" اوہ۔ آج کیسے میری یاد آ گئی گارسن"...... دوسری طرف سے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا گیا۔

" ارے ایسی کوئی بات نہیں ہے جیف۔ تم خود میری طرح ایجنسی کے چیف رہ چکے ہو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ کس قدر مصروف رہنا پڑتا ہے"...... گارسن نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے لیکن آج کیسے یاد کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے"۔ جیف نے کہا۔

" کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو"۔ گارسن نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا تمہارا ٹکراؤ اس خوفناک سروس سے تو نہیں ہو گیا"...... جیف نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور اس نے ہمارا نہ صرف مشن ناکام کر دیا ہے بلکہ ہمارے دو انتہائی بہترین ایجنٹ بھی مار دیئے گئے ہیں"...... گارسن نے کہا۔

"تمہیں سوچ سمجھ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانا چاہئے تھا۔ تم نے اسے بھی شاید کوئی عام سی سروس سمجھ لیا ہو گا۔ بہر حال اب کیا بات ہے"...... جیف نے کہا۔

"میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں تاکہ سارا پس منظر مشورہ دیتے ہوئے تمہارے ذہن میں ہو"...... گارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شروع سے لے کر اب تک کی ساری بات بتا دی۔

"یہ تو تمہاری خوش قسمتی ہے گارسن کہ یہاں تمہارے مقابلے میں سیکرٹ سروس نہیں آ رہی۔ ورنہ وہ لیبارٹری تو ایک طرف تمہاری ایجنسی ہی ختم ہو جاتی۔ پھر تمہیں کیا پریشانی ہے"۔ جیف نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک خدشہ موجود ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں ڈاج دیا جا رہا ہو۔ سپیشل سیکشن کو سامنے لا کر پاکیشیا سیکرٹ سروس خفیہ طور پر اس لیبارٹری کے خلاف کام کرے۔ اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ تم میرے اس خدشے کے بارے میں مشورہ دو"...... گارسن نے کہا۔



"تمہارا خدشہ درست ہو سکتا ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران دنیا کا شاطر ترین آدمی ہے۔ وہ ایسی ایسی پلاننگ کرتا ہے کہ آخری لمحوں تک دوسروں کو خبر تک نہیں ہوتی۔ تمہیں دونوں طرف کا خیال رکھنا ہو گا"...... جیف نے کہا۔

"لیکن میں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس علی عمران کا ذاتی طور پر واقف ہی نہیں ہوں۔ پھر میں اس کا خیال کیسے رکھوں گا"۔ گارسن نے کہا۔

"اس سروس کا مشہور آدمی صرف عمران ہی ہے اور وہی سامنے رہتا ہے۔ اس کا حلیہ اور قدوقامت میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ ویسے وہ میک اپ کرنے کا عادی ہے اور میک اپ میں بھی اسے اس قدر مہارت حاصل ہے کہ پہچاننا ناممکن ہو جاتا ہے۔ بہر حال قدوقامت کے ساتھ ساتھ اس کی مخصوص طبیعت اس کا بھانڈہ پھوڑ سکتی ہے۔ یہ حد درجہ مسخرہ طبیعت کا مالک اور ہر وقت مزاحیہ باتیں کرنے کا عادی ہے"...... جیف نے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا جیف کہ تم اپنے آدمیوں سے اسے چیک کراؤ اور جب وہ چیک ہو جائے تو مجھے اطلاع کر دو۔ اس کا جو معاوضہ بھی ہو وہ میں دینے کے لئے تیار ہوں"...... گارسن نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن میں صرف چیکنگ تک ہی محدود رہوں گا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ کیونکہ ایک تو میں ویسے ہی ایک ٹانگ سے معذور ہوں اور دوسرا اسے اگر یہ معلوم ہو گیا کہ میں اس

کے خلاف کام کر رہا ہوں تو پھر میں اور میرا کلب سب کچھ ختم ہو جائے گا"...... جیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے بھی صرف چیکنگ کا ہی پرابلم ہے۔ باقی کام میں کر لوں گا"...... گارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ میں آج ہی اپنے آدمیوں کو احکامات دے دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تھینک یو۔ گڈ بائی"...... گارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔



میجر آصف ورانی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایئرپورٹ پر موجود تھا۔ ان کی سیٹیں بک تھیں اور چونکہ ابھی طیارے کی روانگی میں کافی دیر تھی اس لئے وہ سب سائیڈ پر بنے ہوئے ایئرپورٹ کے خوبصورت انداز میں سجے ہوئے ریستوران کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"میجر۔ آپ نے براہ راست زاکو جانے کی بجائے گریٹ لینڈ جانے کا فیصلہ کیوں کیا ہے"...... کیپٹن سعدیہ نے کہا۔

"ہمارا مشن لیبارٹری کی تباہی ہے جبکہ لیبارٹریوں کے بارے میں ہمارے پاس معلومات موجود نہیں ہیں۔ اس کے بارے میں معلومات زاکو سے ملنا بہت مشکل ہے کیونکہ وہاں کے بارے میں ہمارے پاس کوئی تفصیلی معلومات نہیں ہیں جبکہ گریٹ لینڈ میں ایسی پارٹیاں موجود ہیں جو معاوضے کے عوض اس لیبارٹری کے

بارے میں معلومات مہیا کر سکتی ہیں"...... میجر آصف درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ معلومات آپ فون پر بھی تو حاصل کر سکتے تھے "۔ کیپٹن تراب نے کہا۔

" نہیں۔ ابھی ہمارے ان سے ایسے تعلقات نہیں ہیں کہ وہ صرف معاوضہ دینے کے وعدے پر معلومات مہیا کر دیں۔ اس لئے ابھی تو وہ ایڈوانس معاوضہ لیں گے البتہ آہستہ آہستہ جب کچھ عرصہ گزر جائے گا تو پھر ایسا ہو سکتا ہے"...... میجر آصف درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میجر آصف۔ ہماری نگرانی ہو رہی ہے"...... اچانک ایک سائیڈ پر بیٹھی ہوئی کیپٹن فوزیہ نے کہا تو میجر آصف درانی کے ساتھ ساتھ سب بے اختیار چونک پڑے۔

" نگرانی ہو رہی ہے۔ کیا مطلب"...... میجر آصف درانی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ سامنے جو غیر ملکی موجود ہے اس کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ ہماری نگرانی کر رہا ہے۔ ہم جب سے یہاں ایئر پورٹ پہنچے ہیں یہ ہمارے ساتھ اٹیچ ہے اور اس نے ایک بار انٹرنیشنل فون بوتھ پر کال بھی کی ہے"...... کیپٹن فوزیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن نگرانی کی وجہ۔ یہاں تو بے شمار غیر ملکی موجود ہیں اور غیر ملکی انٹرنیشنل کال بھی کر سکتا ہے اور پھر ہمارے بارے میں تو ابھی



کوئی بھی کچھ نہیں جانتا"...... میجر آصف درانی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ میرا وہم ہو"...... فوزیہ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اصل میں مس فوزیہ کے ذہن پر مشن کا دباؤ ہے"...... کیپٹن تراب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ میرے ذہن پر ایسا کوئی دباؤ نہیں ہے"...... فوزیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ البتہ وہ اس غیر ملکی کو بھی چیک کرتے رہے لیکن وہ وہاں لاتعلق انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ پھر طیارے کی روانگی کا اعلان ہوا تو وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ غیر ملکی بھی اور کافی سارے اور لوگ بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ طیارے میں سوار ہو چکے تھے۔

"یہاں وہ غیر ملکی موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس طیارے کا مسافر نہیں ہے۔ پھر وہ کیوں اعلان سن کر اٹھ کھڑا ہوا تھا"...... فوزیہ نے کہا۔ وہ میجر آصف درانی کی عقبی سیٹ پر کیپٹن سعدیہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ میجر آصف درانی کے ساتھ کیپٹن تراب بیٹھا ہوا تھا اور کیپٹن ہارون سائیڈ کی دوسری رو میں بیٹھا ہوا تھا۔

" کیپٹن تراب درست کہہ رہا ہے۔ تمہارے ذہن پر واقعی دباؤ موجود ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کو سی آف کرنے آیا ہو"۔ سعدیہ

نے ہنستے ہوئے کہا اور فوزیہ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد طیارہ فضا میں پرواز کرنے لگا اور وہ سب اخبارات اور رسائل کے مطالعہ میں مصروف ہو گئے۔

"آپ میں سے آصف درانی کن صاحب کا نام ہے"...... اچانک ایک ایئر ہوسٹس نے قریب آکر کہا تو میجر آصف درانی کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"میرا نام ہے۔ کیوں"...... میجر آصف درانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی فون کال ہے جناب۔ فون روم میں تشریف لے جائیے"۔ ایئر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئی۔ میجر آصف درانی ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کے ساتھ بنے ہوئے چھوٹے سے فون روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے دروازہ بند کر کے میز پر موجود کارڈلیس فون پیس اٹھایا جس پر کال کی لائٹ مسلسل جل بجھ رہی تھی۔ اس نے بٹن آن کر دیا۔

"یس۔ آصف درانی بول رہا ہوں"...... آصف درانی نے کہا۔

"کرنل پاشا بول رہا ہوں میجر آصف"...... دوسری طرف سے کرنل پاشا کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ آپ چیف۔ خیریت"...... میجر آصف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"زاکو کی ڈبل کراس کی طرف سے تمہاری نگرانی ایئر پورٹ پر کی





گئی ہے اور تمہاری روانگی کے بارے میں زاکو کال بھی کی گئی ہے جس میں طیارے اور تمہارے بارے میں تمام تفصیلات بتائی گئی ہیں"...... کرنل پاشا نے کہا تو میجر آصف درانی کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ فوزیہ کی بات درست تھی۔ اس نے بھی ایک غیر ملکی پر شک ظاہر کیا تھا کہ وہ نگرانی کر رہا ہے لیکن چیف۔ آپ کو کیسے اطلاع ملی"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"مجھے اطلاع علی عمران نے دی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ سیکرٹ سروس نے اسے چیک کیا ہے اور جب تمہاری روانگی کے بعد اس نے فون بوتھ سے کال کی تو اس کال کو بھی چیک کیا گیا۔ اس طرح بات کنفرم ہو گئی۔ پھر سیکرٹ سروس نے اس غیر ملکی کو گھیر کر وہیں ایئر پورٹ پر ہی اس سے یہ معلومات حاصل کر لیں۔ عمران نے کہا کہ وہ براہ راست بھی تمہیں اطلاع دے سکتا تھا لیکن اس نے سوچا کہ شاید تم اس کی بات پر اعتماد نہ کرو اس لئے اس نے مجھے کال کیا ہے"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"لیکن سیکرٹ سروس ایئر پورٹ کیسے پہنچ گئی۔ کیا وہ بھی ہماری نگرانی کر رہے تھے"...... میجر آصف درانی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہ بات عمران سے پوچھی تھی تو اس نے بتایا کہ اس غیر ملکی کو میرے سیکرٹری ریاض کے ساتھ ایک بدنام کلب میں

ملاقات کرتے ہوئے عمران کے شاگرد نے چیک کیا۔ میرا سیکرٹری
اس کلب میں آتا جاتا رہتا ہے۔ اس پر وہ مشکوک ہو گیا۔ اس نے
عمران کو اطلاع دی تو عمران نے اس غیر ملکی کی نگرانی کا حکم دے
دیا۔ پھر اس غیر ملکی کو ایئرپورٹ پر تمہاری بکنگ کے بارے میں
تفصیلات معلوم کرتے ہوئے چیک کیا گیا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ
تمہیں چیک کر رہا ہے اس لئے سیکرٹ سروس کے ارکان کو وہاں
بھیجا گیا۔ جب تم جہاز میں سوار ہوئے تو اس غیر ملکی نے فون کال
کی اور تمہارے بارے میں تفصیلات بتائیں تو وہ معاملہ کنفرم ہو
گیا۔ اس پر اسے پکڑ کر اس سے مزید معلومات حاصل کی گئیں اور پھر
مجھے اطلاع دی گئی اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تمہارے بارے میں
مکمل تفصیلات ڈبل کراس کے چیف کو پہلے ہی بھیج دی گئی ہیں اور
یہ معلومات ریاض نے اسے مہیا کی تھیں۔ چنانچہ ریاض کو بھی
گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ابھی مزید تفصیلات سامنے آ جائیں گی لیکن میں
نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ تم نے اب ہوشیار رہنا ہے۔
عمران کا خیال ہے کہ گریٹ لینڈ میں یقیناً تمہیں روکنے کے لئے
پلاننگ کر لی گئی ہو گی اس لئے تم گریٹ لینڈ سے پہلے کسی جگہ
ڈراپ ہو جانا"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"آپ میری طرف سے عمران کا شکریہ ادا کریں چیف۔ باقی میں
خود دیکھ لوں گا کہ کیا کرنا چاہئے"...... میجر آصف درانی نے
کہا۔



"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو میجر آصف درانی نے فون آف کیا اور پھر اسے وہیں
رکھ کر وہ فون روم سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اپنی سیٹ پر آ
کر بیٹھ گیا۔

"کس کی کال تھی"...... کیپٹن تراب نے پوچھا۔

"چیف کی اور فوزیہ کا شک درست تھا۔ وہ غیر ملکی واقعی ہماری
نگرانی کر رہا تھا"...... میجر آصف درانی نے آہستہ سے کہا اور پھر اس
نے چیف سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ہمارے
ساتھ ساتھ چل رہی ہے"...... کیپٹن تراب نے کہا۔

"ہاں۔ شاید وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم ابھی اناڑی ہیں اور ہماری
اس طرح حفاظت ضروری ہے جس طرح بچوں کی، کی جاتی
ہے"...... آصف درانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک تو انہوں نے ہمیں چوکنا کیا ہے اور آپ انہیں ہی برا بھلا
کہہ رہے ہیں"...... کیپٹن سعدیہ نے کہا۔

"میں آزادی سے کام کرنا چاہتا ہوں کیپٹن سعدیہ۔ کسی کی انگلی
پکڑ کر نہیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم راستے میں ڈراپ
نہیں ہوں گے بلکہ ہر معاملے کو باقاعدہ فیس کریں گے"...... میجر
آصف درانی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن اس طرح ہم فضول معاملات میں الجھ جائیں گے۔ ہمارا

مقصد لیبارٹری کی تباہی ہے نہ کہ گریٹ لینڈ میں کوئی کارروائی"۔ فوزیہ نے کہا۔

"لیکن گریٹ لینڈ ہمارا جانا تو بے حد ضروری ہے"...... آصف درانی نے کہا۔

"لیکن اگر ہم ایک منزل پہلے ڈراپ ہو جائیں تو کسی اور ذریعے سے بھی تو جا سکتے ہیں۔ اس طرح ہم فضول کارروائی سے بھی بچ جائیں گے اور معلومات حاصل کر کے سیدھے زا کو پہنچ جائیں گے"۔ فوزیہ نے کہا۔

"تم کہتی ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میرا تو ابھی تک یہی خیال ہے کہ ہمیں اس طرح ڈر کر اور دب کر کام نہیں کرنا چاہئے"۔ آصف درانی نے کہا۔

"آپ باس ہیں جو فیصلہ آپ کریں گے ہم تو اس کے پابند ہوں گے۔ یہ تو میرا ذاتی خیال ہے"...... فوزیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایئر پورٹ پر ہمارے خلاف پکٹنگ کی جائے گی اور ہمارے پاس کوئی اسلحہ بھی نہیں ہے اس لئے ہم مقابلہ بھی نہ کر سکیں گے اور پھر نجانے کس طرح کا گروپ مقابلے پر آئے۔ اس طرح ہم وہاں داخل ہوتے ہی ایک نہ ختم ہونے والے مسئلے سے دوچار ہو جائیں گے اور ہمارا مشن پس منظر میں چلا جائے گا اس لئے مس فوزیہ کا خیال درست ہے باس۔ ہمیں میک اپ میں اور نئے کاغذات کے ساتھ گریٹ لینڈ میں داخل ہونا چاہئے"...... کیپٹن



تراب نے کہا اور پھر سعدیہ نے بھی اس کی تائید کر دی جبکہ کیپٹن ہاردن چونکہ فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے وہ خاموش رہا۔ اس نے ڈسکشن میں کوئی دخل نہ دیا تھا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے ہم گریٹ لینڈ سے ایک منزل پہلے مڈلینڈ میں ڈراپ ہو جائیں گے اور پھر وہاں سے آگے بڑھیں گے"...... میجر آصف درانی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ اس مشن پر خود کام نہیں کریں گے"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھے۔

"کس مشن پر"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"زاکو کی او ڈی لیبارٹری والے مشن پر۔ جس پر سپیشل سیکشن کام کر رہا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر میں نے ہی کام کرنا ہے تو پھر سپیشل سیکشن کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ لوگ ابھی آپ کی طرح جہاندیدہ نہیں ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ مشن مکمل نہ کر سکیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم نے شاید جان بوجھ کر لفظ تبدیل کر دیا ہے ورنہ تم جہاندیدہ کی بجائے گرگ باراں دیدہ کہنا چاہتے تھے"۔ عمران نے



مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ یہ محاورہ تو اکثر سنا ہے لیکن اس کا مطلب کیا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس کا مطلب۔ گرگ کا۔ باراں کا یا دیدہ کا۔ کس کا مطلب پوچھ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"لفظی مطلب تو مجھے آتا ہے۔ گرگ بھیڑیئے کو کہتے ہیں۔ باراں بارش کو اور دیدہ دیکھی ہوئی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لفظی مطلب تو یہ ہوا کہ ایسا بھیڑیا جس نے بارش دیکھی ہو۔ لیکن اس کا سادہ مطلب کیا ہوا"...... بلیک زیرو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"بھیڑیا بارش سے بہت خوفزدہ رہتا ہے لیکن جو بھیڑیا ایک بار بارش میں بھیگ جائے اس کا خوف ختم ہو جاتا ہے اس لئے گرگ باراں دیدہ کا مطلب ہوا خرانٹ، تجربہ کار، آزمودہ کار۔ ویسے یہ برے معنوں میں استعمال ہوتا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے اب اس محاورے کا مطلب سمجھ آیا ہو۔

"بہرحال میں نے جہاں دیدہ اچھے معنوں میں استعمال کیا تھا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ کام کریں گے تو میری طرح جہاں دیدہ ہو سکیں گے اس لئے انہیں کام کرنے دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ پاکیشیا کے مفاد کا خیال رکھنا ہم سب کا فرض ہے اس لئے سیکرٹ سروس کو بھی اس کے ساتھ ہی کام کرنا چاہئے تاکہ اگر یہ لوگ ناکام رہیں تو مشن تو مکمل ہو سکے ورنہ واقعی سٹام گن کا فارمولا خطرے میں ہی رہے گا"۔ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سپیشل سیکشن یہ کام کر لے گا۔ تم کیوں پریشان ہو رہے ہو۔ میں نے فائل میں ان سب کے کوائف پڑھے ہیں۔ ان میں واقعی کام کرنے کی صلاحیتیں ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ اب ڈرنی والا معاملہ آپ خود دیکھ لیں۔ اگر ٹائیگر اس ڈرنی کو چیک نہ کرتا تو یہ لوگ پکے ہوئے پھلوں کی طرح سیدھے ان کی جھولیوں میں جا گرتے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے ارے۔ اس گروپ میں دو خواتین بھی ہیں اس لئے محاورے سوچ سمجھ کر بولا کرو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ موضوع تبدیل نہ کریں۔ آپ اس بات پر سنجیدگی سے غور کریں اور اگر آپ نہیں جانا چاہتے تو پھر میں اکیلا ہی چلا جاتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ پانچ افراد کا گروپ کچھ نہ کر سکے گا اور تم اکیلے سب کچھ کر لو گے۔ کیوں"...... عمران نے کہا۔



"مجھے آپ نے ٹریننگ دی ہوئی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"چیف بول رہا ہوں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"گراہم بول رہا ہوں چیف۔ گریٹ لینڈ سے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"پاکیشیا سے آنے والے ایک گروپ کا خاتمہ کرنے کے لئے گریٹ لینڈ ایئر پورٹ پر گریٹ لینڈ کا ایک خطرناک گروپ موجود تھا۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک پیشہ ور قاتلوں کا گروپ ہے۔ اسے ڈورمین گروپ کہا جاتا ہے لیکن جس گروپ نے وہاں پہنچنا تھا وہ شاید راستے میں ہی ڈراپ ہو گیا ہے اس لئے وہ لوگ واپس چلے گئے ہیں"...... گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ معلوم کیا ہے کہ انہیں کس نے اس کام کے لئے ہائر کیا ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ گریٹ لینڈ میں زیر زمین دنیا میں کام کرنے والے ایک آدمی پال کا نام سامنے آیا ہے۔ یہ پال زاکو نژاد ہے"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اس پال کو تلاش کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"یس چیف۔ لیکن اس سے معلوم کیا کرنا ہے"....... گراہم نے کہا۔

"اس سے معلوم کرو کہ اسے یہ کام زاکو کی ڈبل کراس ایجنسی نے دیا ہے یا کسی اور ایجنسی نے اور پھر رپورٹ کرو"....... عمران نے کہا۔

"یس چیف"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کام کر رہے ہیں۔ لیکن آپ نے کب گراہم کے ذمے یہ رپورٹ حاصل کرنے کا کام لگایا تھا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت باتھ روم میں تھے لیکن اب گراہم کی رپورٹ کے بعد واقعی مجھے تمہاری بات پر عمل کرنا پڑے گا"....... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ وہ کیوں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"....... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ ڈورمین گروپ کے بارے میں مجھے بھی خاصی معلومات حاصل ہیں۔ یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے اور بے داغ انداز میں کام کرتے ہیں اور انہیں ہائر کرنے کا مطلب ہے کہ سپیشل سیکشن کو ختم کرنے کا پلان بنایا جا چکا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ یہ سیکشن ابتداء میں ہی ختم ہو جائے"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا آپ ان کے ساتھ شامل ہوں گے"....... بلیک زیرو نے



کہا۔

"نہیں۔ ہم اپنے طور پر کام کریں گے اور ان کے بارے میں بھی ساتھ ساتھ معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔ اگر کہیں ان کو واقعی ہماری ضرورت پڑی تو ہم مدد کریں گے ورنہ انہیں اپنا راستہ خود بنانے کے لئے آزاد چھوڑ دیں گے"....... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ نے تو بہرحال ان سے پہلے اس لیبارٹری تک پہنچ جانا ہے پھر"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہم لیبارٹری کو تباہ نہیں کریں گے۔ صرف چیکنگ کرتے رہیں گے۔ اگر یہ لوگ ناکام رہے تو پھر ہم آگے بڑھیں گے"....... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ پلاننگ ٹھیک رہے گی۔ اس طرح ان لوگوں کو بھی کام کرنے کا موقع مل جائے گا اور پاکیشیا کے مفاد کا بھی تحفظ ہو جائے گا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم وہ سرخ جلد والی ڈائری مجھے دو تاکہ میں اس لیبارٹری کا کھوج لگاؤں۔ اصل ٹارگٹ تو وہ ہے"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکالی اور اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اسے کھولا اور پھر اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" زاکو اور اس کے دارالحکومت ہاکلی کا رابطہ نمبر دیں"۔ عمران نے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد آپریٹر نے دونوں نمبر بتا دیئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران نے زاکو کی انکوائری کو فون کیا ہے۔

" سوائن کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سوائن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" برکلے سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں پرنس آف ڈھمپ"...... عمران نے کہا۔

" برکلے۔ وہ کون ہے جناب۔ یہاں تو کوئی برکلے نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔



" سوائن کلب کا مالک برکلے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

" اوہ جناب۔ وہ شاید پہلے مالک ہوتے ہوں گے۔ اب تو جناب جیف مارٹن سوائن کلب کے مالک ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اچھا۔ کیا براؤن پیٹر بھی کلب میں ہے یا وہ بھی چھوڑ گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" یس سر۔ وہ ہیں۔ وہ مینجر ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ ان سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

" ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ پیٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" پورا نام بولا کرو براؤن پیٹر تاکہ معلوم ہو سکے کہ ابھی تک تم براؤن ہی ہو۔ بلیک نہیں بن گئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا۔ کون بول رہے ہو"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ میں آپ کو ایک اور نمبر بتاتا ہوں۔ اس پر کال کریں۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی"۔ دوسری

طرف سے کہا گیا اور پھر ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"کتنی دیر بعد کال کروں"....... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دس منٹ بعد"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا۔ اس نے یہ بات کس پیرائے میں کی ہے"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ بہرحال دس منٹ بعد پتہ چل جائے گا"....... عمران نے کہا اور پھر دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"براؤن پیٹر بول رہا ہوں"....... اس بار رابطہ قائم ہوتے ہی براہ راست براؤن پیٹر کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے کہ تم نے محفوظ فون پر بات کرنے کا سوچا ہے"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ عمران صاحب۔ ہم یہاں آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور ہمارے ذمے یہ کام لگایا گیا ہے کہ جیسے ہی آپ یہاں میرا مطلب ہے ہاکلی پہنچیں ہم آپ کی آمد کی اطلاع دیں اور آپ کے بارے میں تفصیلات بھی مہیا کریں اس لئے آپ کا فون آتے ہی میں نے اس لئے اس محفوظ فون پر بات کی ہے تاکہ کلب میں کسی کو معلوم نہ ہو



سکے کہ میں آپ سے بات کر رہا ہوں"....... پیٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ۔ ہم سے پہلے ہمارا کوئی خیرخواہ وہاں پہنچ چکا ہے۔ لیکن یہ ہمارا خیرخواہ کون ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوائن کلب کا نیا مالک جیف۔ وہ زاکو کی کسی سرکاری ایجنسی کا چیف بھی رہ چکا ہے اور ایکریمیا کی بلیک ایجنسی میں بھی۔ وہ آپ کو اچھی طرح جانتا ہے۔ یہ تو ایک کار ایکسیڈنٹ میں اس کی ایک ٹانگ ضائع ہو گئی تو اس نے سروس چھوڑ دی اور آپ کا دوست برکلے فوت ہو چکا تھا اس لئے جیف نے برکلے کی بیوہ سے یہ کلب خرید لیا اور اب وہ اس کلب کا مالک ہے۔ کلب کے بزنس کے ساتھ ساتھ معلومات فروخت کرنے اور نگرانی وغیرہ کا دھندہ بھی کرتا ہے۔ میرے چونکہ آپ سے برکلے کے دور کے تعلقات ہیں اس لئے میں نے آپ سے کچھ نہیں چھپایا۔ ویسے اگر آپ ہاکلی آ جاتے تو آپ کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ میں آپ کو بھی آگاہ کر دیتا"....... پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جیف کو میری چیکنگ کی کیا ضرورت پڑ گئی"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"زاکو کی سرکاری ایجنسی ڈبل کراس کا چیف گارسن اس کا بڑا پرانا دوست ہے۔ اس نے اس کے ذمے یہ کام لگایا کیونکہ وہ خود

صرف آپ کے نام سے واقف ہے۔ جیف نے مجھے بلا کر تفصیل بتائی
اور چیکنگ کے لئے کہا اور پھر میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ڈبل
کراس نے پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کرنے کی کوشش کی جسے
وہاں ناکام بنا دیا گیا اور اب پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس کا کوئی سپیشل
سیکشن یہاں کی کسی لیبارٹری کو تباہ کرنے آ رہا ہے اور گارسن کا
خیال تھا کہ اس کے ساتھ کہیں ڈبل گیم نہ ہو رہی ہو کہ سامنے اس
سپیشل سیکشن کو لایا جائے اور درپردہ آپ اس لیبارٹری کو تباہ کر
دیں اس لئے وہ آپ کو مارک کرانا چاہتا تھا"...... پیٹر نے پوری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ تمہارا بے حد شکریہ پیٹر۔ تم اپنے بینک کا
پتہ اور اکاؤنٹ نمبر بتا دو۔ تمہیں تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا اور میں
اگر ہاکلی آیا تو میں خود تمہیں فون کر کے بتا دوں گا۔ پھر تم بے شک
اطلاع دے دینا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا شکریہ عمران صاحب۔ میں نے تو یہ سب کچھ آپ سے
پرانے تعلقات کی وجہ سے کیا ہے اور ویسے بھی مجھے معلوم ہے کہ
آپ کو مارک بھی کر دیا جائے تب بھی گارسن یا اس کی ایجنسی آپ کا
کچھ نہیں بگاڑ سکتی"...... پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اب کھل کر بتا دو کہ کیا تم ڈبل کراس کے ہیڈ کوارٹر کی
نشاندہی کر سکتے ہو یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ یہ چونکہ سرکاری ایجنسی ہے اور میں



بہر حال زاکو کا شہری ہوں اس لئے میں اس بارے میں کچھ نہیں
بتاؤں گا"...... پیٹر نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ ٹھیک ہے۔ ایک بار پھر شکریہ"...... عمران نے کہا
اور رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ کا وہاں انتظار ہو رہا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور اب مجھے جانا ہی پڑے گا تاکہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہو
سکیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔

"زاکو کی لیبارٹری کی تباہی کا مشن سپیشل سیکشن کو دے دیا گیا
ہے لیکن یہ لوگ ابھی تجربہ کار نہیں ہیں اس لئے میں نے فیصلہ کیا
ہے کہ عمران کی سرکردگی میں سیکرٹ سروس کو وہاں بھیج دیا جائے
جو سپیشل سیکشن کی نگرانی کرتا رہے۔ اگر سپیشل سیکشن ناکام ہو
جائے تو پھر اس مشن کو سیکرٹ سروس مکمل کرے اور اگر سپیشل
سیکشن کامیاب ہو جائے تو پھر آپ لوگ واپس آ جائیں اس لئے تم
صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو تیار رہنے کا کہہ دو۔ عمران تم سے

رابطہ کرلے گا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔



انٹرکام کی گھنٹی بجتے ہی گارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گارسن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"مشین روم سے نکسن بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو گارسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ کیوں کال کی ہے"...... گارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ ڈی ایس الیون آف ہو چکا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا ہے"...... گارسن نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"باس۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گارسن نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈرنی بھی ان کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ ویری بیڈ۔ یہ تو ایک ایک کر کے پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیں گے"....... گارسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوبارہ فون کی گھنٹی کی آواز سن کر چونک پڑا اور اس نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... گارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"پال کی کال ہے باس"....... دوسری طرف سے پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"....... گارسن نے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں پال بول رہا ہوں گریٹ لینڈ سے"....... چند لمحوں بعد پال کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے"....... گارسن نے کہا۔

"باس۔ سپیشل سیکشن گروپ زاکو سے پہلے مڈلینڈ میں اچانک ڈراپ ہو گیا جبکہ یہاں ان کا انتظار کیا جاتا رہا۔ جب طیارہ پہنچا اور پھر وہ لوگ نظر نہ آئے تو کاؤنٹر سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں۔ تب پتہ چلا کہ وہ مڈلینڈ میں ڈراپ ہو گئے ہیں اس لئے ان کے خلاف فوری طور پر مشن مکمل نہیں ہو سکا"....... پال نے کہا۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں یہاں کے سیٹ اپ کی اطلاع پیشگی مل گئی تھی۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا کیا ہوا ہے۔ ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہمارا آدمی ڈرنی جو پاکیشیا میں اس بارے میں



تفصیلی معلومات مہیا کر رہا تھا وہ ہلاک ہو گیا ہے اور اب تمہاری کال آنے پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ڈرنی سے انہوں نے ساری بات معلوم کر لی ہے اور پھر طیارے میں فون کر کے انہیں چیکنگ سے آگاہ کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ مڈلینڈ ڈراپ ہو گئے ہیں"۔ گارسن نے کہا۔

"یہی بات ہو گی باس۔ لیکن اب تو وہ میک اپ میں اور نئے کاغذات کے ساتھ آئیں گے۔ اب انہیں کیسے ٹریس کیا جائے گا"....... پال نے کہا۔

"تم واپس آ جاؤ۔ وہ اب شاید گریٹ لینڈ کی بجائے براہ راست زاکو پہنچیں اس لئے ہمیں یہاں ان کا انتظار کرنا ہو گا"....... گارسن نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے باس کہ وہ صرف ڈاج دینے کے لئے پہلے گریٹ لینڈ پہنچ رہے تھے"....... پال نے کہا۔

"ہاں۔ اور کیا ہو سکتا ہے"....... گارسن نے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے باس کہ وہ اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے یہاں آ رہے تھے کیونکہ یہاں ایسی تنظیمیں موجود ہیں جو اس ٹائپ کی معلومات فروخت کرتی ہیں"....... پال نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ یہ پوائنٹ تو میرے ذہن میں نہ تھا۔ پھر اب کیا کرنا چاہئے"....... گارسن نے کہا۔

"باس اب ہم ایسی تنظیموں کی نگرانی کریں گے اور جیسے ہی یہ لوگ ان سے رابطہ کریں گے ہم انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دیں گے"...... پال نے کہا۔

"کتنی تنظیموں پر کام کرو گے"...... گارسن نے کہا۔

"یہاں ایسی دو ہی تنظیمیں ہیں باس۔ ایک رائل واٹر اور دوسری فیٹی۔ یہ دونوں تنظیمیں اس ٹائپ کی معلومات اکٹھی کرتی اور فروخت کرتی ہیں اور ان دونوں پر کام ہو سکتا ہے اور ہمیں اطلاع مل جائے گی"...... پال نے کہا۔

"او کے ٹھیک ہے۔ کرو کام"...... گارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے کیونکہ جس طرح اس کے خاص خاص آدمی ختم ہوتے جا رہے تھے اس کی پریشانی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آیا تھا کہ کہیں یہ سپیشل سیکشن اب گریٹ لینڈ کی بجائے براہ راست ہاکلی نہ پہنچ جائے اور اس نے جیف کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی شناخت اور اطلاع کا تو بندوبست کر دیا ہے لیکن سپیشل سیکشن کے بارے میں اس نے کوئی ہدایات نہیں دیں۔ چنانچہ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یارک سے بات کراؤ"...... گارسن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔



"یس چیف"...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو چیف۔ میں یارک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایکشن گروپ کے چیف یارک کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یارک۔ اطلاع ملی ہے کہ ہمارا مخبر گرفتار کر کے اس سے معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے ملٹری انٹیلی جنس کا سپیشل سیکشن جو براہ راست گریٹ لینڈ جا رہا تھا وہ راستے میں ڈراپ ہو گیا ہے اور مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں یہ گروپ اب گریٹ لینڈ جانے کی بجائے براہ راست یہاں نہ پہنچ جائے اس لئے تم اپنے سیکشن کو پورے شہر میں پھیلا دو اور ہاکلی آنے والے تمام راستوں کی کڑی نگرانی کراؤ۔ جو بھی مشکوک نظر آئے اس کی نگرانی کی جائے اور اگر اس گروپ کے بارے میں کوئی شک ہو تو اس کے خلاف انتہائی سخت اور تیز ایکشن کراؤ"...... گارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ لیکن ان کے قدوقامت، حلیوں اور تعداد کے بارے میں بتا دیں"...... یارک نے کہا۔

"ان کی تعداد پانچ ہے جس میں دو عورتیں اور تین مرد ہیں۔ حلیئے تو وہ میک اپ سے تبدیل کر سکتے ہیں البتہ ان کے لیڈر کے قدوقامت اور حلیئے کے بارے میں تفصیلات معلوم ہیں۔ وہ میں بتا دیتا ہوں"...... گارسن نے کہا اور پھر اس نے تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے چیف۔ لیکن آپ کا پہلے خیال تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آنے والی ہے"...... پارک نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ان کی شناخت اور نشاندہی کے لئے میں نے ایک موثر ذریعہ استعمال کیا ہے۔ یہ لوگ جیسے ہی یہاں پہنچیں گے مجھے اطلاع مل جائے گی البتہ یہ سپیشل سیکشن نیا ہے اس لئے ان کو پہلے یہاں کوئی نہیں جانتا اس لئے ان کے خلاف کام تم نے کرنا ہے اور سنو ان کے خلاف کام انتہائی تیزی سے ہونا چاہئے"۔ گارسن نے کہا۔

"آپ جانتے تو ہیں جناب ایکشن گروپ کی کارکردگی۔ اب بھی ایسا ہی ہو گا۔ ہم تو اپنے دشمن کو دوسرا سانس لینے کی مہلت دینے کے بھی قائل نہیں ہیں"...... پارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کے انتظامات ریڈ الرٹ کر دیئے گئے ہیں یا نہیں"۔ گارسن نے کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو چکی ہے اور میں بذات خود یہاں موجود ہوں۔ بیرونی ایکشن میں باب کے ذمے لگا دیتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ ان معاملات میں کتنا ہوشیار اور کتنا تیز ہے"۔ پارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں"...... گارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔



مڈ لینڈ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں میجر آصف درانی اپنے سیکشن ممبران کے ساتھ موجود تھا۔ انہوں نے ایئرپورٹ سے نکل کر پہلے مارکیٹ سے خریداری کی اور پھر ایک چھوٹے سے ہوٹل کے کمرے میں انہوں نے نہ صرف میک اپ کئے بلکہ لباس بھی تبدیل کر لئے اور پھر اس ہوٹل کی بجائے انہوں نے اس بڑے ہوٹل میں کمرے بک کرا لئے اور پھر ڈائننگ ہال میں کھانا کھانے کے بعد وہ سب اب میجر آصف کے کمرے میں اکٹھے موجود تھے اور ہاٹ کافی پینے میں مصروف تھے۔ وہ سب میک اپ کے بعد ایکریمی ہو چکے تھے۔

"باس۔ آپ کا پروگرام کیا ہے"...... کیپٹن ہارون نے اچانک کہا تو میجر آصف کے ساتھ ساتھ باقی سب ساتھی بھی اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

"ایسا تم کتنی بار پوچھ رہے ہو۔ بتایا تو ہے کہ گریٹ لینڈ جانا

ہے اور وہاں سے لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات معلوم کر کے زاکو پہنچیں گے اور وہاں لیبارٹری تباہ کر کے ہم نے مشن مکمل کرنا ہے"...... میجر آصف درانی نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب گریٹ لینڈ جانے کے لئے ہمیں نئے کاغذات تیار کرانے پڑیں گے"...... کیپٹن سعدیہ نے کہا۔

"اس کا انتظام ہو جائے گا۔ میں نے فون کر کے رابطہ کر لیا ہے۔ کل کاغذات مل جائیں گے۔ ان باتوں کی فکر مت کیا کرو۔ یہ کام میرا ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم گریٹ لینڈ جا کر وقت ضائع کریں گے"۔ اچانک کیپٹن تراب نے کہا تو سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

"اس خیال کی وجہ"...... آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے سو فیصد یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اس لیبارٹری کی تباہی کے لئے اپنی ٹیم بھیجے گا کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ ہمارے سیکشن کو اناڑی سمجھ کر کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ وہاں پاکیشیا میں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ انہوں نے بالا بالا سارا مشن مکمل کر کے ہمیں یہ لیبارٹری والا کیس دے دیا اور اب بھی مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے ٹریس کرے گی اور اسے ہمارے حوالے کر دیا جائے گا"...... کیپٹن تراب نے کہا تو سب کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہم کسی ایجنسی کو کام کرنے سے روک تو نہیں سکتے کیپٹن



تراب۔ اگر وہ کام کرتے ہیں تو کرتے رہیں۔ ہم نے بہرحال اپنا کام کرنا ہے"...... میجر آصف درانی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ ہم گریٹ لینڈ جا کر وقت ضائع کریں گے"...... کیپٹن تراب نے کہا۔

"لیکن ہمیں اس لیبارٹری کے بارے میں تو کچھ معلوم ہی نہیں ہے اس لئے ہم وہاں جا کر کیا کریں گے"...... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ کیپٹن تراب درست کہہ رہا ہے"۔ کیپٹن ہارون نے کہا۔

"کھل کر بات کرو کیپٹن تراب۔ ہم نے مل جل کر اور باہمی مشورے سے مشن مکمل کرنا ہے"...... آصف درانی نے کہا۔

"آپ کے ذہن میں صرف یہ بات ہے کہ چونکہ آپ کو لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں ہیں اس لئے آپ پہلے گریٹ لینڈ جا کر وہاں سے معلومات حاصل کریں گے اور پھر آپ زاکو مشن مکمل کرنے جائیں گے۔ لیکن اگر واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بھی اس مشن پر کام کیا تو وہ لوگ معلومات کسی بھی ایجنسی سے فون پر معلوم کر لیں گے اور پھر زاکو پہنچ کر مشن مکمل کر لیں گے جبکہ ہم گریٹ لینڈ میں معلومات حاصل کرتے رہ جائیں گے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس معلومات حاصل کرنے میں جو دیر لگائے سو لگائے جب وہ لوگ مشن شروع کرتے ہیں تو وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں۔ اب رہ گئے ہم۔ تو یہ ٹھیک

ہے کہ ہمیں ایسی سہولیات حاصل نہیں ہیں لیکن ہمیں بھی اپنی کارکردگی کو انتہائی تیز رفتار بنانا ہوگا۔ آپ نے دیکھا کہ ڈبل کراس کس تیزی سے کام کر رہی ہے۔ اب تک انہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہم مڈلینڈ میں ڈراپ ہو گئے ہیں تو اب وہ اپنا پلان تبدیل کر لیں گے اور گریٹ لینڈ میں داخل ہونے کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کریں گے اور مشکوک افراد کی نگرانی کریں گے۔ اس طرح ہم خواہ مخواہ کے چکروں میں الجھ کر رہ جائیں گے اس لئے ہمیں براہ راست زاکو پہنچ کر وہاں پہلے لیبارٹری کو ٹریس کرنا چاہئے اور پھر اس پر کام مکمل کرنا چاہئے"....... کیپٹن تراب نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات ڈبل کراس والوں نے بھی بہرحال سوچی ہو گی کہ ہم زاکو جانے کی بجائے گریٹ لینڈ کیوں جا رہے ہیں۔ لامحالہ وہ بھی اس نتیجے پر پہنچے ہوں گے کہ ہم گریٹ لینڈ لیبارٹری یا ڈبل کراس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے جا رہے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ایسی ایجنسیوں سے یا تو ایسا مواد ہی ختم کرا دیا ہو یا دوسری صورت میں وہاں ایسے انتظامات کئے ہوں کہ ہم جب رابطہ کریں تو وہ ہمیں ٹریس کر کے ہمارے خلاف کام کریں۔ اس طرح ہم نہ صرف معلومات حاصل کرنے سے رہ جائیں گے بلکہ ایک طویل چکر میں بھی پھنس جائیں گے اور پھر ہمارا زاکو جانا بھی مسئلہ بن جائے گا"....... کیپٹن ہارون نے کہا۔



"ویری گڈ۔ تم دونوں نے انتہائی شاندار تجزیہ کیا ہے۔ ویری گڈ"....... میجر آصف درانی نے کہا۔

"لیکن مسئلہ تو وہیں کا وہیں ہے کہ معلومات کیسے اور کہاں سے حاصل کی جائیں"....... کیپٹن سعدیہ نے کہا۔

"ایسی لیبارٹریاں وزارت دفاع کے تحت ہوتی ہیں اس لئے اگر ہم زاکو پہنچ کر وزارت دفاع کے کسی اعلیٰ افسر کو گھیر لیں تو ہمیں معلومات مل سکتی ہیں ورنہ ہم وہاں ڈبل کراس کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کر کے وہاں سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اور راستے ہوں گے۔ بہرحال ہمیں اپنی جدوجہد کو وہیں زاکو تک ہی محدود کرنا چاہئے"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

"ڈبل کراس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی معلومات کسی سرکاری آفس سے ہی مل سکتی ہیں"....... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی"۔ کیپٹن سعدیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"....... سب نے چونک کر پوچھا۔

"وہ لوگ خود ہی ہم سے ٹکرا جائیں گے اور پھر ان میں سے کسی آدمی کو پکڑ کر ہم ہیڈ کوارٹر ریڈ کر سکتے ہیں"....... کیپٹن سعدیہ نے کہا۔

"تو آپ کا مطلب ہے کہ ہم گریٹ لینڈ کی بجائے زاکو جائیں گے۔ کیوں فوزیہ۔ تم کیا کہتی ہو"....... میجر آصف درانی نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے جب تین دوٹ ایک طرف ہو جائیں تو میں نے بھی ان کے ساتھ ہی شامل ہونا ہے"...... کیپٹن فوزیہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوکے۔ چلو یہ بات طے ہو گئی کہ اب ہم نے گریٹ لینڈ کی بجائے براہ راست زاکو جانا ہے"...... میجر آصف درانی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے روانگی سے قبل اپنا پلان تیار کر لینا چاہئے۔ وہاں کسی ہوٹل میں رہنا ہے یا کوئی پرائیویٹ رہائش گاہ حاصل کرنی ہے۔ کاروں کا بندوبست کیسے ہو گا۔ اس کے علاوہ اسلحہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں ہمیں پہلے ہی طے کر لینی چاہئیں تاکہ وہاں پہنچ کر تیز رفتاری سے کام کیا جاسکے"...... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

" اس بات کی فکر مت کرو۔ یہ سب کچھ پہلے ہی میرے ذہن میں تھا اس لئے اس کا بندوبست میں کر لوں گا۔ چیف کرنل پاشا نے اس سلسلے میں پہلے سے ہی ٹھوس انتظامات کر رکھے ہیں"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

" ایک اور بات میرے ذہن میں ہے کہ ہماری تعداد کے بارے میں بہرحال ڈبل کراس کو علم ہو گا اس لئے اگر ہم وہاں اکٹھے پہنچے یا اکٹھے رہے تو بہت جلد نشانہ بن جائیں گے اس لئے ہمیں گروپ بنا لینے چاہئیں"...... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔



" نہیں۔ اس طرح ہماری طاقت بٹ جائے گی اس لئے ہم اکٹھے رہیں گے اور اکٹھے کام کریں گے"...... میجر آصف درانی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" اگر آپ اجازت دیں باس تو میں یہاں اس لیبارٹری کو ٹریس کرنے کی کوشش کروں"...... اچانک کیپٹن تراب نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

" کیا تمہارے ذہن میں کوئی آئیڈیا ہے"...... آصف درانی نے چونک کر پوچھا۔

" ہاں۔ اور مجھے امید ہے کہ کام ہو جائے گا"...... کیپٹن تراب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ اگر یہ کام ہو جائے تو ہمارے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو جائے گی"...... میجر آصف درانی نے کہا تو کیپٹن تراب نے سامنے پڑے ہوئے فون پیس کا رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کر دیا کیونکہ بڑے ہوٹلوں میں اس کا خصوصی انتظام کیا جاتا تھا تاکہ ان کے گاہک مطمئن انداز میں کالز کر سکیں اور انہیں کال سنے جانے یا درمیان میں ہوٹل ایکس چینج کی مداخلت سے واسطہ نہ پڑے۔ البتہ اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور پھر دوسرے نمبر پریس کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

"زاکو کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت ہاکلی کا رابطہ نمبر بتا دیں"....... کیپٹن تراب نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے کیپٹن تراب نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"....... ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی لیکن یہ پہلی والی آواز سے مختلف تھی۔

"سائنس دان ڈاکٹر سیون کی رہائش گاہ کا نمبر دیں۔ وہ سناک پورٹ کے علاقے میں رہتے ہیں"....... کیپٹن تراب نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ کیپٹن تراب نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے رابطہ نمبروں کے بعد وہ نمبر پریس کر دیئے جو انکوائری آپریٹر نے بتایا تھا۔

"سیون ہاؤس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں مڈلینڈ سے ڈاکٹر ہیرٹ بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر سیون سے بات کرائیں"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر سیون بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں ڈاکٹر ہیرٹ بول رہا ہوں مڈلینڈ سے۔ آپ سے پہلے میری



ملاقات تو نہیں ہے لیکن میں نے گزشتہ دنوں انٹرنیشنل سائنس میگزین میں آپ کا انتہائی شاندار تحقیقی مقالہ پڑھا ہے اور میں آپ کی علمیت اور قابلیت سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ آپ کا تعلق میرین ٹیکنالوجی سے رہا ہے جبکہ میں بھی اس مضمون کا طالب علم ہوں اور یہاں مڈلینڈ کی ایک سرکاری ڈیفنس لیبارٹری اباکس سے میرا تعلق ہے۔ میں نے ہاکلی ایک نجی کام سے آنا تھا میں نے سوچا کہ اگر آپ ملاقات کا وقت دے دیں تو آپ سے مجھے شرف ملاقات حاصل ہو جائے گی اور یہ میرے لئے انتہائی اعزاز ہو گا"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہے ڈاکٹر ہیرٹ کہ آپ نے میرے بارے میں ایسے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آپ سے مل کر مجھے بے حد مسرت ہو گی۔ میں تو ویسے بھی ریٹائرڈ لائف گزار رہا ہوں۔ میں تو ہر وقت یہاں اپنی رہائش گاہ پر ہی موجود رہتا ہوں۔ آپ جب بھی تشریف لے آئیں ملاقات ہو جائے گی"....... ڈاکٹر سیون نے جواب دیا۔

"بے حد شکریہ جناب۔ میں جلد ہی حاضر ہوں گا۔ گڈ بائی"۔ کیپٹن تراب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"گڈ شو۔ کیپٹن تراب۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ گڈ شو"۔ میجر آصف درانی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ تم نے کہاں سے ڈاکٹر سیون کا تحقیقی مقالہ بھی

پڑھ لیا اور پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ سٹاک پورٹ میں رہتا ہے"....... کیپٹن سعدیہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہاری طرح صرف فیشن میگزین ہی پڑھتا رہتا ہوں"....... کیپٹن تراب نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ارے ارے۔ بس زیادہ پھیلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیا پڑھتے ہو اور کیا دیکھتے رہتے ہو"....... کیپٹن سعدیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بس بس۔ مذاق نہیں۔ تم تفصیل بتاؤ کیپٹن تراب"....... میجر آصف درانی نے ریفری کے انداز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے پاکیشیا میں سب میرین ٹیکنالوجی کے سلسلے میں کام کرنے والے ایک سائنس دان ڈاکٹر عبدالحق سے خصوصی رابطہ کیا تھا۔ میرے ذہن میں تھا کہ وہ لازماً زاکو کے کسی نہ کسی سائنس دان سے واقف ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے ڈاکٹر سیون کے بارے میں بتایا اور یہ بھی انہوں نے بتایا کہ ان کا ایک زبردست تحقیقی مقالہ ابھی حال ہی میں انٹرنیشنل سائنس میگزین میں چھپا ہے۔ میں نے جب یہ رسالہ دیکھنے کی خواہش کی تو انہوں نے مجھے اپنی ذاتی لائبریری سے وہ رسالہ لا دیا۔ میں نے اس میں اس مقالے کو چیک کیا تو اس میں ایڈیٹر کی طرف سے ایک نوٹ موجود تھا جس میں یہ بات بتائی گئی تھی کہ ڈاکٹر سیون اب ریٹائر ہو کر سٹاک پورٹ میں





واقع اپنی رہائش گاہ پر تحقیقاتی کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحق اس سے زیادہ اور کچھ نہ جانتے تھے اس لئے میں واپس آ گیا اور اب مجھے اچانک خیال آیا تو میں نے فون کال کی ہے"....... کیپٹن تراب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ تحقیقی مقالہ تم نے بھی نہیں پڑھا"....... کیپٹن سعدیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے پڑھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اس قدر خشک تھا کہ ایک پیرا بھی نہ پڑھا گیا اور پھر اس میں ایسی سائنسی اصطلاحات تھیں کہ وہ میرے پلے ہی نہ پڑ سکی تھیں"....... کیپٹن تراب نے جواب دیا۔

"ظاہر ہے فلمی میگزین پڑھنے اور فلمیں دیکھنے والے کو سائنسی اصطلاحات کہاں سمجھ میں آ سکتی ہیں"....... کیپٹن سعدیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تو تم نے اپنا انتقام لے لیا ہے"....... فوزیہ نے ہنستے ہوئے کہا اور کیپٹن سعدیہ بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

"لیکن جبکہ تم سائنس کے بارے میں نہیں جانتے تو پھر تم ڈاکٹر سیون سے کیا بات کرو گے"....... کیپٹن ہاردن نے کہا۔

"بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا تعلق سب میرین ٹیکنالوجی سے ہے اس لئے وہ لامحالہ اس لیبارٹری کے بارے میں جانتا ہو گا جس میں سب میرین کے خلاف سٹام گن کے انداز میں کام

ہو رہا ہے اور ہم نے اس سے اس بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

" وہ ویسے تو نہیں بتائے گا اس لئے اس سے جبراً یہ معلومات حاصل کرنا پڑیں گی"....... میجر آصف درانی نے کہا۔

" ہاں۔ ظاہر ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم کامیاب رہیں گے"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ یہ اچھا کلیو ملا ہے۔ اب واقعی گریٹ لینڈ جانے کی ضرورت نہیں رہی۔ گڈ شو کیپٹن تراب۔ مجھے تمہاری اس کارکردگی پر فخر ہے"....... میجر آصف درانی نے کہا۔

" ارے آپ آخر کیوں اسے سر پر چڑھائے جا رہے ہیں۔ اس کی شکل دیکھی ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے زندگی میں پہلی بار کسی نے اس کی تعریف کی ہو"....... کیپٹن سعدیہ نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" کام کرنے والوں کی ہی تعریف ہوتی ہے۔ سمجھیں کیپٹن سعدیہ۔ صرف باتیں کرنے والوں کو کوئی نہیں پوچھتا"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

" ایک کام کیا کر لیا مزاج ہی آسمان پر پہنچ گئے ہیں"....... کیپٹن سعدیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں کیپٹن سعدیہ۔ کیپٹن تراب نے واقعی کام کیا ہے۔ مجھے اس کی کارکردگی پر واقعی فخر ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس طرح ہم

سب کام کریں۔ بہرحال اب اس ٹاپک کو ختم کرو۔ میں انتظامات کر لوں۔ پھر ہم نے یہاں سے روانہ ہونا ہے"....... میجر آصف درانی نے کہا تو کیپٹن تراب فاتحانہ انداز میں مسکرا دیا جبکہ کیپٹن سعدیہ نے منہ بنا لیا اور باقی سب ان دونوں کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک منفرد انداز کا ناول

خاص نمبر

# سی ٹاپ

مکمل ناول

مصنف ـــ مظہر کلیم ایم اے

**سی ٹاپ**

ایک انتہائی اہم پاکیشیائی سائنسی فارمولا۔ جو یورپ کی ایک مجرم تنظیم کے ہاتھ لگ گیا۔ پھر؟

**سی ٹاپ**

جس کو خریدنے کے لئے ایکریمیا، اسرائیل سمیت تمام سپر پاورز نے اس مجرم تنظیم سے مذاکرات شروع کر دیئے۔

**ٹاسکو**

ایک ایسی مجرم تنظیم جو عام سے غنڈوں اور بدمعاشوں پر مشتمل تھی لیکن اہم سائنسی فارمولا فروخت کر رہی تھی۔ کیوں اور کیسے؟

**سی ٹاپ**

جس کے حصول کے مشن میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو باقاعدہ سودے بازی کرنا پڑی۔ کیوں؟

**پاکیشیا سیکرٹ سروس**

جس نے پاکیشیائی فارمولا کے حصول کے لئے مجرم تنظیموں سے لڑنے کی بجائے انہیں رقم دے کر فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کی۔ کیوں؟

* کیا مجرم تنظیم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے زیادہ طاقتور تھی۔ یا؟

**بلیک سروس**

ایک دوسری مجرم تنظیم جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے دو بار فارمولا حاصل کر لیا اور ہر بار پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو فارمولے کے حصول کے لئے رقم دینا پڑی۔ کیوں؟

**سی ٹاپ**

ایک ایسا فارمولا جس کے حصول کے لئے ایکسٹو نے بھی مجرم تنظیموں کو رقم دینے کی حمایت کر دی۔ کیوں؟ کیا ایکسٹو بے بس ہو گیا تھا؟

* وہ لمحات جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مجبوراً مجرم تنظیموں سے لڑنے کی بجائے ان سے سودے بازی کرنا پڑی۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشنز۔
* کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے فارمولا حاصل کر لیا۔۔۔۔ یا۔۔۔۔؟

عمران اور کرنل فریدی سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

# نائٹ فائٹرز

مکمل ناول

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

نائٹ فائٹرز ————

ایکریمیا کی ایک ایسی کمانڈو تنظیم جس نے ایک اسلامی ملک میں قائم پاکیشیا کے اہم سنٹر کی تباہی کی منصوبہ بندی کی۔ وہ منصوبہ بندی کیا تھی؟

وہ لمحہ ————

جب کرنل فریدی نے کافرستان کے وزیراعظم کا حکم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

❖ وہ حکم کیا تھا جس کو تسلیم کرنے کی بجائے کرنل فریدی نے کافرستان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیا کرنل فریدی نے واقعی ایسا کیا؟

نائٹ فائٹرز ————

جس کے خلاف عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کرنل فریدی سب بیک وقت میدان میں کود پڑے۔

نائٹ فائٹرز ————

جس کے پیچھے عمران اور کرنل فریدی علیحدہ علیحدہ کام کر رہے تھے۔ لیکن نائٹ فائٹرز پھر بھی مشن کی تکمیل تک پہنچ گئے۔

اسلامی سکیورٹی ————

ایک نئی تنظیم جس کا چیف کرنل فریدی کو بنا دیا گیا۔ کیسے اور کیوں؟

وہ لمحہ ————

جب عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کرنل فریدی ایک دوسرے کے مقابل آ گئے اور پھر ایک دوسرے پر گولیوں کی بارش شروع ہوگئی۔

وہ لمحہ ————

جب کرنل فریدی اور عمران کے درمیان جان لیوا فائٹ شروع ہوگئی۔ اس فائٹ کا انجام کیا ہوا؟

وہ لمحہ ————

جب کرنل فریدی کو سب کے سامنے اپنے مشن کی ناکامی اور عمران کے مشن کی کامیابی کا اقرار کرنا پڑا۔

انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔

کیا نائٹ فائٹرز اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے اور عمران اور کرنل فریدی آپس میں لڑتے رہ گئے؟

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

## شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ریڈ رنگ ——— مکمل
بلیک ورلڈ ——— اول
بلیک ورلڈ ——— دوم
بلیک پاورز ——— اول
بلیک پاورز ——— دوم
کاکانہ آئی لینڈ ——— اول
کاکانہ آئی لینڈ ——— دوم
گولڈن ایجنٹ ——— اول
گولڈن ایجنٹ ——— دوم
فور سٹارز ——— اول
فور سٹارز ——— دوم
کوڈ واک ——— اول
کوڈ واک ——— دوم
بلاسٹرز ——— مکمل
رائل سروس ——— اول
رائل سروس ——— دوم

سپیشل سیکشن ——— مکمل
لیڈیز آئی لینڈ ——— مکمل
ڈبل گیم ——— مکمل
فنک سنڈیکیٹ ——— مکمل
فائٹنگ مشن ——— اول
فائٹنگ مشن ——— دوم
دشمن جولیا ——— مکمل
ڈاگ کرائم ——— مکمل
زگ زیگ مشن ——— اول
زگ زیگ مشن ——— دوم
ڈیتھ کوئیک ——— اول
ڈیتھ کوئیک ——— دوم
ریڈ کرافٹ ——— مکمل
سفاک مجرم ——— مکمل
سٹاکس ——— مکمل
سپیشل سپلائی ——— مکمل

## یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
سپیشل مشن
مظہر کلیم
ایم اے

عمران سیریز

# سپیشل مشن

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز پاک گیٹ

ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزدی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

ناشران ---- اشرف قریشی
---- یوسف قریشی
پرنٹر ---- محمد یونس
طابع ---- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ---- -/55 روپے

# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ "سپیشل مشن" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پاکیشیا کے نئے قائم کردہ سپیشل سیکشن کی کارکردگی اس ناول میں اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے اور پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا اور آپ یقیناً اسے پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے۔ لیکن حسب روایت پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

گاؤں ڈھوس ضلع قصور سے راشد محمود شاہد لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "بلیک ہاک" بے حد پسند آیا ہے۔ آپ کے ناول پڑھنے سے پہلے میری معلومات بے حد محدود تھیں لیکن آپ کے ناولوں کے مطالعہ سے میری معلومات کا دائرہ اس قدر وسیع ہو گیا ہے کہ مجھے خود حیرت ہوتی ہے۔ آپ نے "بلیک ہاک" ناول میں راسٹر کا کردار ختم کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ دلچسپ کردار تھا اسے مستقل جگہ ملنی چاہئے تھی۔

محترم راشد محمود شاہد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ مطالعہ سے انسانی ذہن کو واقعی وسعت ملتی ہے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ کتاب بہترین استاد بھی ہوتی ہے اور دوست بھی۔

جہاں تک راسٹر کے کردار کا تعلق ہے تو کسی کردار کے آگے بڑھنے یا ختم ہونے کا انحصار سچوئیشن پر ہوتا ہے۔ اس میں میرا ذاتی طور پر کوئی دخل نہیں ہوتا۔ البتہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ راسٹر سے بھی زیادہ دلچسپ کردار سامنے آجائے کیونکہ زمانہ ہمیشہ بہتر سے بہتر کی طرف ہی بڑھتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کھوئی رٹہ آزاد کشمیر سے عابد حسین یزدانی لکھتے ہیں۔ "آپ کا انداز تحریر واقعی بے مثال ہے البتہ ایک مسئلہ ہے کہ آپ کے ناولوں کی قیمتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ضرور سوچیں تاکہ غریب قارئین بھی آپ کے ناولوں کا مطالعہ کر سکیں"۔

محترم عابد حسین یزدانی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ مہنگائی ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر پوری قوم حکومت سمیت پریشان ہے لیکن اس کا کوئی ایسا حل سامنے نہیں آ رہا جسے اطمینان بخش کہا جا سکے۔ جہاں تک ناولوں کی قیمتوں کا تعلق ہے تو ظاہر ہے کاغذ، پرنٹنگ اور ایسے دوسرے بے شمار اخراجات میں روز بروز مہنگائی کی وجہ سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں کوشش کرتا ہوں کہ اب ضخیم ناولوں کی بجائے کم ضخامت کے ناول لکھے جائیں تاکہ ان کی قیمتیں مناسب سطح پر رہ سکیں اور انشاء اللہ میری یہ کوشش جاری رہے گی۔

راجن پور سے محمد انظر خواجہ لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول ویسے تو مجھے بے حد پسند ہیں لیکن روحانیت پر لکھے گئے آپ کے ناول تو واقعی بے مثال ثابت ہوتے ہیں اور ان ناولوں کو پڑھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ اگر آپ روحانیت پر عمران سیریز سے ہٹ کر بھی لکھیں تو یقیناً یہ ملک و قوم کی بہترین خدمت ہوگی۔ میں نے انٹرنیٹ پر آپ کا ای میل ایڈریس ترتیب دیا ہے۔ آپ اسے چیک کر لیں اور پھر یہ ایڈریس قارئین کو بتا دیں تاکہ قارئین خطوط کے علاوہ آپ کو ای میل بھی بھیجا کریں۔ مجھے امید ہے میری یہ کوشش آپ کو پسند آئے گی"۔

محترم محمد انظر خواجہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے میرے لئے جس حسن ظن کا اظہار کیا ہے میں اس کے لئے آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی امیدوں پر پورا اتر سکوں۔ جہاں تک ای میل ایڈریس کا تعلق ہے تو وہ ایڈریس تو پہلے سے ہی موجود ہے لیکن مجھے چونکہ ای میل کھولنے کی کئی کئی ماہ تک فرصت نہیں ملتی اس لئے میں یہ ایڈریس قارئین کو نہیں دے سکتا۔ ویسے آپ نے جو محنت کی ہے وہ واقعی قابل داد ہے اور میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

بھلوال سے شہباز طالب لکھتے ہیں۔ "میں آپ کا خاموش قاری ہوں۔ میرے پاس آپ کے ناولوں کی تعریف کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ میری خواہش ہے کہ اگر آپ کے ناولوں پر فلمیں بنائی جائیں تو مجھے یقین ہے یہ فلمیں مقبولیت کا ریکارڈ قائم کر دیں گی۔ امید ہے

آپ اس طرف ضرور توجہ دیں گے"۔

محترم شہباز طالب صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ کسی ناول پر فلم اس طرح بنانا کہ ناول کے کرداروں اور سچوئیشنز کا تاثر قائم رہے بے حد مشکل فن ہے۔ معمولی سی کوتاہی سے نہ صرف فلم بلکہ ناول کا تاثر بھی ختم ہو جاتا ہے۔ پھر جاسوسی ناول پر فلم کی تیاری اور اسے ایسے انداز میں بنانا کہ ناول اور کرداروں کا تاثر قائم رہے۔ کم از کم ہمارے ملک میں ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس لئے فی الحال تو اس بارے میں کوئی واضح بات نہیں کی جا سکتی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

راولپنڈی سے سجاد احمد ثمر اور عمرانہ تبسم لکھتے ہیں۔ "ہم ماموں بھانجی آپ کے تقریباً دو سو سے زائد ناول پڑھ چکے ہیں اور آپ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں البتہ ہمیں عمران سے بہت ہمدردی ہے کہ اس پر ہر طرف سے ظلم ہو رہا ہے۔ بلیک زیرو بھی اسے ہمیشہ چائے یا کافی پر ہی ٹرخا دیتا ہے۔ کبھی کسی اچھے ہوٹل میں دعوت یا کھانے کا نہیں پوچھا۔ سلیمان خود تو حریرے اور پرتکلف ناشتہ اور کھانے کھاتا ہے جبکہ عمران کو مونگ کی دال اور چائے کے علاوہ اور کچھ نہیں دیتا۔ اماں بی سے بھی جوتیاں اور سر عبدالرحمن سے اسے جھاڑیں ہی ملتی ہیں۔ جولیا بھی ہر وقت اسے ڈانٹتی رہتی ہے اور تنویر تو سے گولی مارنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ سر سلطان بھی اس سے فوراً ناراض ہو جاتے ہیں۔ صفدر جان بوجھ کر خطبہ نکاح یاد نہیں کرتا۔ لے دے کر جوزف اور جوانا رہ جاتے ہیں جو اس کا کسی حد تک ادب کرتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ان سب کو سمجھا سکتے ہیں کہ عمران پر اتنا ظلم نہ کریں۔ امید ہے آپ ضرور اس پر توجہ دیں گے"۔

محترم سجاد احمد ثمر اور عمرانہ تبسم صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ ماموں بھانجی نے اپنے خط میں عمران کی حالت زار کا جو درد بھرا نقشہ کھینچا ہے اسے پڑھ کر تو مجھے خود عمران سے ہمدردی ہو گئی ہے۔ اس پر واقعی ہر طرف سے ظلم ہو رہا ہے۔ لیکن اتنے سارے لوگوں کو میں کیسے سمجھاؤں۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ میں عمران کو ہی سمجھا دوں کہ وہ ظالموں کی نگری چھوڑ کر آپ ماموں بھانجی جیسے ہمدردوں سے رابطہ کرے اور کچھ نہیں تو ہمدردی کے دو بول تو اسے سننے کو مل ہی جائیں گے لیکن پھر یہ سوچ لیں کہ کل کوئی اور ماموں بھانجی آپ کو بھی ان ظالموں کی صف میں شامل نہ کر دے اور مجھے پھر نئے سرے سے عمران کا کوئی ہمدرد تلاش کرنا پڑے۔

پکہ گھنبیرہ میانوالی سے شیر زمان لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں کا طویل عرصے سے خاموش قاری ہوں۔ آپ اپنے ناولوں میں جدید سائنسی آلات کا ذکر کرتے ہیں جن کے بارے میں تفصیلات پڑھنے کا مجھے بے حد شوق ہے۔ اس لئے برائے کرم ایسے اخبارات اور رسائل کی تفصیل کبھی کبھی چند باتوں میں درج کر دیا کریں تاکہ قارئین

بھی ان سے استفادہ کر سکیں"۔

محترم شیر زمان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جدید سائنس کے مطالعہ کا شوق بے حد پسندیدہ ہے۔ ایسے مطالعہ سے ذہنی افق بے حد وسیع ہوتا ہے۔ ایسے رسائل غیر ممالک میں انتہائی کثیر تعداد میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور بڑے شہروں کے ایسے بکسٹالوں سے مل جاتے ہیں جہاں غیر ملکی رسائل رکھے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ سائنس اور الیکٹرونکس کے مضامین اس قدر وسعت اختیار کر چکے ہیں کہ ان پر شائع ہونے والے رسائل کی تعداد اس قدر کثیر ہو چکی ہے کہ ان کی تفصیل یا فہرست شائع نہیں کی جا سکتی۔ آپ خود ایسے بکسٹالوں سے رابطہ کر کے اپنی پسند کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم۔ ایم اے



زاکو کے ہمسایہ ملک ہانگری کے ایک سرحدی بڑے شہر شولاز کے ایک ہوٹل کے کمرے میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ وہ سب بذریعہ طیارہ پہلے ہانگری کے دارالحکومت پہنچے تھے اور پھر وہاں سے اندرونی سروسز کے ذریعے وہ شولاز پہنچ گئے تھے۔ شولاز میں کسی قدیم ترین تہذیب کے کھنڈرات تھے اس لئے یہاں سیاح خاصی تعداد میں آتے جاتے رہتے تھے اس لئے یہاں اچھے ہوٹل بھی موجود تھے اور تمام لوازمات بھی جو سیاحوں کے لئے کشش کا باعث ہوتے ہیں۔

"عمران صاحب یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے زاکو میں کسی لیبارٹری کے خلاف مشن مکمل کرنا ہے اور یہ شہر زاکو کی سرحد کے قریب ہے لیکن کیا وہ لیبارٹری یہاں سے قریب پڑتی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"لیبارٹری کا مشن سپیشل سیکشن کے پاس ہے ہمارے پاس نہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہم نے وہاں جا کر کیا کرنا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تفریح"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے حتیٰ کہ تنویر بھی اس کی بات سن کر ہنس پڑا تھا۔

"تم ہنس رہے ہو۔ اس بار واقعی تفریح ہو گی کیونکہ کام تو سپیشل سیکشن نے کرنا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چیف کبھی تفریح کرنے ہمیں یہاں نہیں بھیج سکتا۔ اس لئے جو کچھ سچ ہے وہ بتا دو ورنہ میں یہاں سے چیف کو کال کر کے اپنی اور باقی ساتھیوں کی واپسی کا کہہ دوں گی"...... جولیا نے کہا۔

"تو تمہیں تفریح کی ضرورت نہیں ہے۔ کمال ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ بڑھاپا ابھی کافی دور ہے لیکن لگتا ہے کہ اس نے پیشگی ہی کام دکھانا شروع کر دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"بس بس۔ اداکاری نہیں۔ سچ سچ بتاؤ کیا کرنا ہے ہم نے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم نے سپیشل سیکشن کی نگرانی کرنی ہے"...... صفدر نے دوسری طرف سے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہ بچے نہیں ہیں۔ کرنل پاشا نے انہیں خاص طور پر خاصی سخت ٹریننگ دلائی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بتاؤ ہم نے وہاں کیا کرنا ہے۔ ورنہ"...... جولیا نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"ورنہ کیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ورنہ ہم یہاں رہ کر تفریح کریں گے۔ تم بے شک زاکو چلے جاؤ۔ زاکو سے یہ ملک تفریح کے لئے زیادہ مناسب ہے"...... جولیا نے جواب دیا اور جولیا کی بات سن کر صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا یہ صرف دھمکی ہے یا واقعی تمہارا ایسا ارادہ ہے"۔ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"یہ دھمکی نہیں ہے۔ میں واقعی ایسا ہی کروں گی"...... جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ویسے مس جولیا کی بات تو ٹھیک ہے۔ اگر تفریح ہی کرنی ہے تو پھر یہاں کیوں نہ کی جائے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور وہ مشن کا کیا ہو گا"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کون سے مشن کا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جولیا کا چہرہ بھی بے اختیار کھل اٹھا تھا کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی ہے اور عمران اب مشن کے بارے میں تفصیل بتا دے گا۔

"زا کو تفریحی مشن کا"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ آپ مکمل کر لیں"....... صفدر نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔ تم جو چاہو کرو۔ لیکن میں نے تو چیف سے چیک لینا ہے اس لئے مجھے تو بہرحال زا کو تفریحی مشن مکمل کرنا ہو گا"....... عمران نے بے چارگی بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اس ڈبل کراس کو کور کریں کیونکہ سپیشل سیکشن کے مقابل اگر وہاں کوئی تنظیم آئے گی تو وہ یہی تنظیم ہو گی"....... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے قربانی کے بکرے ہم بنیں اور ثواب سپیشل سیکشن حاصل کر جائے۔وہ ہمارے ہاں کے ایک شاعر نے شاید اسی لئے کہا تھا کہ عید قربان پر عجیب رسم دیکھی ہے کہ جو ذبح کرتا ہے ثواب بھی اسی کو ہی ملتا ہے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سپیشل سیکشن اپنے ذاتی مفاد کے لئے تو کام نہیں کر رہا اور نہ ہم کر رہے ہیں۔ اگر چیف نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ لیبارٹری کا ٹارگٹ سپیشل سیکشن کو دے دیا جائے تو اس میں بہرحال کوئی ملکی مفاد ہو گا"....... کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔



"ملکی مفاد کیا ہوتا ہے۔ میری جڑوں کو کاٹا جا رہا ہے۔ مجھے بے روزگار کرنے کا سامان کیا جا رہا ہے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ سپیشل سیکشن جب ٹرینڈ ہو جائے گا تو وہ اپنے مشن علیحدہ مکمل کیا کرے گا اور ہم اپنے مشن مکمل کریں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن دفاعی لیبارٹریوں والے مشن تو ہمیں نہیں ملیں گے اس لئے ان کے چیک بھی مجھے نہیں ملیں گے۔ پھر آغا سلیمان پاشا کا ادھار کیسے اترے گا"....... عمران نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے کیپٹن شکیل کی تجویز درست ہے۔ ہمیں ڈبل کراس کو ٹارگٹ بنانا چاہئے کیونکہ انہوں نے ہمارے ملک کے خلاف کام کیا ہے۔اسے اس کا نتیجہ بھگتنا چاہئے"....... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو یہ طے ہو گیا کہ ہم ڈبل کراس کے خلاف کام کریں گے"....... جولیا نے کہا۔

"ارے ارے خواہ مخواہ طے ہو گیا۔ لیڈر میں ہوں۔ فیصلہ میں نے کرنا ہے اور جب تک میں فیصلہ نہ کروں تو طے کیسے ہو گیا"۔ عمران نے فوراً ہی احتجاج بھرے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا ڈپٹی چیف ہیں اس لئے فیصلہ انہوں نے کرنا ہے تم جاؤ اور تفریح کرو۔ ہم چاروں مل کر علیحدہ مشن مکمل کریں گے"۔

تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو ورکروں کی تنظیموں کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے کہ وہ آپس میں مل کر فیصلہ کرنے والی قوتوں کے خلاف محاذ بنا لیتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران کے علاوہ باقی سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہاں بھی انہیں کوئی کال کر سکتا ہے۔

" میرا خیال ہے کہ ہوٹل سروس والوں کی کال ہو گی"...... جولیا نے کہا تو سوائے عمران کے باقی سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے جبکہ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس۔ پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

" اوکاٹو بول رہا ہوں پرنس۔ ہاکلی سے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

" ہاں۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" زبردست بھاگ دوڑ کے بعد ایک آدمی کا کلیو ملا ہے اور وہ ڈبل کراس کے چیف کے بارے میں جانتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم ہو سکا"...... دوسری طرف سے اوکاٹو نے کہا۔



" اچھا۔ کون ہے وہ۔ اس کے بارے میں تفصیلات بتاؤ"۔ عمران نے پوچھا۔

" اس کا نام لارنس ہے اور وہ لارنس نامی ہوٹل کا مالک ہے۔ یہ ہوٹل ہاکلی کے ایک معروف علاقے بروک پارک میں ہے اور خاصا بدنام ہے۔ لارنس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ زاکو کا سب سے معروف غنڈہ اور گینگسٹر ہے لیکن ڈبل کراس کے چیف سے اس کے خاصے گہرے تعلقات ہیں"...... اوکاٹو نے جواب دیا۔

" لیکن ڈبل کراس تو سرکاری تنظیم ہے اس کا اس غنڈے اور گینگسٹر سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بتایا تو یہی گیا ہے اور یہ اطلاع حتمی ہے پرنس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ بے حد شکریہ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" تو تم خود ڈبل کراس کے خلاف کام کرنا چاہتے ہو۔ پھر تم نے مجھے کیوں چکر دینے کی کوشش کی"...... جولیا نے اس کے رسیور رکھتے ہی غصیلے لہجے میں کہا۔

" ظاہر ہے کچھ نہ کچھ تو بہرحال کرنا ہی تھا اور کیپٹن شکیل کو شاید اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن کو پڑھنے کی کوئی خاص حسِ عطا کر دی ہے کہ میں جو کچھ سوچتا ہوں اسے معلوم ہو جاتا ہے"...... عمران نے

کہا۔

"میں نے تو عمران صاحب اپنا آئیڈیا بتایا تھا"....... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ سنا ہے کہ وہاں باقاعدہ ہمارا انتظار کیا جا رہا ہے اس لئے میں یہاں رک گیا تھا تاکہ میں وہاں جانے سے پہلے کوئی کلیو حاصل کر لوں"....... عمران نے کہا۔

"ہمارا انتظار۔ کیا مطلب۔ ڈرنی۔ نے اطلاع دی ہو گی تو سپیشل سیکشن کے بارے میں دی ہو گی۔ ہمارے بارے میں وہ کیسے اطلاع دے سکتا ہے"....... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چونکہ ڈرنی کو سیکرٹ سروس نے ایئرپورٹ سے پکڑا تھا اس لئے جولیا کو اس کے بارے میں تمام تفصیلات کا علم تھا۔

"ہاں۔ لیکن وہاں پاکیشیا میں چونکہ ڈبل کراس کے ایجنٹوں پر کام ہم نے کیا تھا اس لئے ڈبل کراس کے چیف کو خطرہ تھا کہ اصل میں لیبارٹری تباہ کرنے ہم آ رہے ہیں جبکہ ہم نے انہیں دھوکہ دینے کے لئے سپیشل سیکشن کو سامنے کر دیا ہے"....... عمران نے جواب دیا۔

"آپ کو کیسے علم ہو گیا"....... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے پیٹر سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتا دیا۔

"پھر تو ہمیں سوائن کلب کے اس جیف کو کور کرنا چاہیے۔ اس



کے تو لازماً براہ راست ڈبل کراس کے چیف سے تعلقات ہوں گے اور وہ چونکہ سیکرٹ ایجنٹ رہا ہے اس لئے اسے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی علم ہو گا"....... جولیا نے کہا۔

"اگر کوئی اور کلیو نہ ملتا تو پھر بہرحال یہ کام کیا جاتا لیکن اگر ہم اس پر براہ راست ہاتھ ڈالتے تو لامحالہ ڈبل کراس کو اس کی اطلاع کسی نہ کسی انداز میں فوراً ہو جاتی اور پھر وہ پوری طاقت سے ہمارے خلاف کام شروع کر دیتے جبکہ میرا خیال ہے کہ ہم اس انداز میں ان کے چیف پر ہاتھ ڈالیں کہ آخری لمحے تک کسی کو اس بارے میں علم نہ ہو سکے اور لامحالہ اس لارنس یا اس کے ہوٹل کی نگرانی نہ ہو رہی ہو گی اور پھر غنڈوں میں تو لڑائیاں ہوتی ہی رہتی ہیں"۔ عمران نے کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ عمران کی بات سمجھ گئے ہوں۔

"لیکن عمران صاحب۔ اگر ہم نے اس کے چیف کو ختم کر دیا یا ان کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا تو اس سے کیا ہو گا۔ نیا چیف بن جائے گا اور نیا ہیڈ کوارٹر بن جائے گا۔ اصل مسئلہ تو اس لیبارٹری کی تباہی کا ہے اور ہمارا سپیشل سیکشن سے کوئی رابطہ بھی نہیں ہے اس لئے ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ لیبارٹری تباہ ہوئی ہے یا نہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ وہاں جا کر سوچیں گے۔ ضروری نہیں کہ اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں چیف کی جگہ ہم میں سے کوئی لے

لے "....... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ آئیڈیا ٹھیک ہے"....... جولیا نے کہا اور جولیا کے ساتھ ہی باقی ساتھیوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔



سٹاک پورٹ کا علاقہ خاصی پرانی طرز کی رہائش گاہوں پر مبنی تھا۔ ٹیکسی جیسے ہی اس علاقے میں داخل ہوئی ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی کی رفتار آہستہ کر دی۔

"جناب آپ نے کس کوٹھی پر جانا ہے"....... ٹیکسی ڈرائیور نے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن تراب اور میجر آصف درانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر سیون کی رہائش گاہ پر سیون ہاؤس پر"....... کیپٹن تراب نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو کوٹھی کا نمبر معلوم نہیں ہے"....... ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہاں کسی سے پوچھ لو۔ ڈاکٹر صاحب مشہور آدمی ہیں"۔ کیپٹن تراب نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا

اور پھر اس نے ایک ریستوران کے سامنے ٹیکسی روکی اور نیچے اتر کر وہ ریستوران میں چلا گیا۔ میجر آصف درانی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دو گھنٹے قبل ہی ہاکلی پہنچا تھا۔ ہاکلی پہنچ کر انہوں نے ہوٹل گرانڈ میں کمرے لئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھ کر ڈاکٹر سیون سے ملنے روانہ ہو گئے جبکہ باقی ساتھیوں کو انہوں نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ڈرائیور واپس آکر بیٹھ گیا۔

" معلوم ہوا"....... کیپٹن تراب نے پوچھا۔

"یس سر"....... ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ میجر آصف درانی خاموش بیٹھا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک قدیم وضع کی کوٹھی نما رہائش گاہ کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ ستون پر واقعی سیون ہاؤس کی پلیٹ موجود تھی۔ وہ دونوں نیچے اتر آئے۔

" کیا میں یہاں آپ کی واپسی کا ویٹ کروں صاحب"....... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

" نہیں۔ ہمیں دیر لگے گی۔ تم جا سکتے ہو"....... آصف درانی نے کہا اور کیپٹن تراب نے میٹر دیکھ کر اسے کرایہ دیا تو ڈرائیور سلام کر کے اور پھر ٹیکسی بیک کر کے واپس لے گیا تو کیپٹن تراب نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھلا تو ایک نوجوان باہر آگیا۔

" میرا نام ڈاکٹر ہیرٹ ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں ڈاکٹر پیٹر۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کا وقت لیا ہوا ہے"....... کیپٹن تراب نے کہا۔





" اوہ۔ تشریف لایئے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں"....... اس نوجوان نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو وہ دونوں اندر داخل ہو گئے سامنے پورچ میں ایک پرانے ماڈل کی کار بھی موجود تھی۔

" کیا آپ ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادے ہیں"....... کیپٹن تراب نے اس نوجوان کے اندر آتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی فیملی ایکریمیا گئی ہوئی ہے۔ میں تو ان کا مینجر ہوں"....... نوجوان نے کہا۔

" لیکن فون تو ایک خاتون نے اٹنڈ کیا تھا۔ وہ سیکرٹری ہوں گی"....... کیپٹن تراب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ تینوں اب برآمدے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

" جی۔ وہ پرسنل سیکرٹری ہے۔ مس کیملے۔ لیکن وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ڈیوٹی آف کر کے گئی ہے"....... مینجر نے جواب دیا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ نوجوان انہیں برآمدے کی سائیڈ پر موجود ایک کمرے میں لے آیا جو ڈرائینگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن فرنیچر خاصا پرانا تھا۔

" تشریف رکھیئے۔ میں ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دیتا ہوں"۔ مینجر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

" میرے خیال میں یہاں ڈاکٹر صاحب کے علاوہ یہی نوجوان ہے

اس لئے یہاں زیادہ کام نہیں کرنا پڑے گا"...... میجر آصف نے کہا اور کیپٹن تراب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اور وہ اس چھڑی کے سہارے چلتا ہوا اندر آیا تھا۔ وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میرا نام ڈاکٹر سیون ہے"...... آنے والے نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"میرا نام ڈاکٹر ہیرٹ ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں ڈاکٹر پیٹر"...... کیپٹن تراب نے کہا اور پھر ان دونوں نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں ڈاکٹر سیون سے مصافحہ کیا۔

"لیکن آپ تو ایکریمین ہیں جبکہ آپ نے فون پر بتایا تھا کہ آپ ہانگرین ہیں"...... ڈاکٹر سیون نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم دونوں ایکریمین ہیں لیکن اب ہم نے ہانگری کی شہریت اختیار کر لی ہے"...... کیپٹن تراب نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا"...... ڈاکٹر سیون نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور وہی مینجر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں شراب کے تین گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھنے شروع کر دیئے۔



"سوری جناب ہم شراب نہیں پیتے۔ ہمیں ڈاکٹر نے منع کر رکھا ہے۔ آپ کا شکریہ"...... کیپٹن تراب نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ولسن جا کر مشروب لے آؤ۔ یہ تینوں گلاس لے جاؤ"...... ڈاکٹر سیون نے کہا۔

"یس سر"...... مینجر نے کہا اور گلاس اٹھا کر اس نے ٹرے میں رکھے اور واپس چلا گیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ یہاں ایک لیبارٹری میں سب میرین کو ٹارگٹ بنانے والے ایک نئے ہتھیار پر کام ہو رہا ہے۔ ایک ایسا ہتھیار جو سمندر کی تہہ میں سب میرین کو خود تلاش کر کے ٹارگٹ بنائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس ہتھیار کے سلسلے میں بھی آپ کی قابلیت سے ضرور فائدہ اٹھایا جا رہا ہو گا"...... کیپٹن تراب نے کہا تو ڈاکٹر سیون بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ کو کیسے اس بات کا علم ہوا۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے"۔ ڈاکٹر سیون کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کمال ہے۔ آپ اسے ٹاپ سیکرٹ کہہ رہے ہیں جبکہ شاید پوری دنیا کو اس کا علم ہو گا۔ اس ہتھیار کے تو بڑے چرچے ہیں"۔ کیپٹن تراب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کمال ہے۔ بہرحال میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔ ڈاکٹر سیون نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔ اسی لمحے مینجر ولسن دوبارہ اندر داخل ہوا اور اس بار اس نے ٹرے میں مشروب کے تین ڈبے

رکھے ہوئے تھے جن میں سڑا موجود تھے۔ اس نے ایک ایک ڈبہ تینوں کے سامنے رکھا اور واپس چلا گیا۔

" ڈاکٹر صاحب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس لیبارٹری کا علم نہ ہو جبکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ وہاں آتے جاتے رہتے ہیں"۔ اس بار میجر آصف درانی نے کہا۔

" آپ چھوڑیں اس بات کو۔ کوئی اور بات کریں پلیز"....... ڈاکٹر سیون نے اس بار قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

" اوہ سوری ڈاکٹر صاحب۔ اصل میں ہم نے لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر لیونارڈ سے ملنا ہے اور ان کا فون نمبر ہمارے پاس نہیں ہے اس لئے ہم پوچھ رہے تھے"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

" ڈاکٹر لیونارڈ۔ وہ کون ہے۔ وہاں تو کوئی ڈاکٹر لیونارڈ نہیں ہے"....... ڈاکٹر سیون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کمال ہے۔ مجھے تو یہی بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر لیونارڈ اس لیبارٹری کے انچارج ہیں"....... کیپٹن تراب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ جس نے بھی بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ ڈاکٹر لیونارڈ نام کا تو کوئی سائنس دان ہی زاکو میں شاید نہ ہو۔ ورنہ مجھے بہرحال معلوم ہوتا۔ وہاں کے انچارج تو ڈاکٹر جوزف ہیں"....... ڈاکٹر سیون نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ پھر آپ انہیں شاید پوری طرح نہیں جانتے۔ ان کا پورا نام لیونارڈ جوزف ہے"....... کیپٹن تراب نے کہا۔





" نہیں۔ ان کا پورا نام جوزف کنگ ہے۔ آپ کوئی اور بات کریں پلیز۔ اس ٹاپک کو رہنے دیں"....... ڈاکٹر سیون نے کہا۔

" چلیں آپ ہمیں ڈاکٹر جوزف کا فون نمبر دے دیں۔ ہم ان سے بات کر لیں گے"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

" نہیں سوری۔ میں نے بتایا ہے کہ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ جس لیبارٹری میں آپ کام کر رہے ہیں وہاں کس پر کام ہو رہا ہے"....... ڈاکٹر سیون نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

" وہاں بھی ایسے ہی ہتھیار پر کام ہو رہا ہے اس لئے تو ہم انچارج سے ملنا چاہتے ہیں اور آپ کو بہرحال بتانا ہو گا"....... اچانک کیپٹن تراب نے سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سیون بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کیا مطلب۔ یہ آپ کس انداز میں بات کر رہے ہیں"۔ ڈاکٹر سیون نے کہا۔

" تم باہر جاؤ۔ میں بات کرتا ہوں"....... میجر آصف درانی نے کیپٹن تراب سے کہا اور کیپٹن تراب سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" کیا۔ کیا مطلب"....... ڈاکٹر سیون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈاکٹر صاحب۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ انتہائی معروف

سائنس دان ہیں۔ ہم آپ کا دلی احترام کرتے ہیں"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سیون کا ستا ہوا چہرہ یکلخت نارمل ہو گیا۔

"لیکن یہ ڈاکٹر ہیرٹ کو کیا ہوا ہے اور سچ بات تو یہ ہے کہ آپ دونوں مجھے کسی لحاظ سے بھی سائنس دان نہیں لگتے۔ نہ آپ کا انداز سائنس دانوں جیسا ہے اور نہ ہی آپ کی گفتگو"...... ڈاکٹر سیون نے کہا تو میجر آصف درانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ یہاں یورپ میں رہتے ہیں ڈاکٹر صاحب جبکہ ہم ایکریمیا میں۔ ایکریمیا میں نوجوان نسل اب ہر شعبے میں چھا چکی ہے۔ آپ اگر ایکریمیا گئے ہوں تو آپ کو بڑے بڑے ہسپتالوں میں نوجوان ڈاکٹرز اور بڑے بڑے پراجیکٹس پر نوجوان انجینئر ملیں گے۔ اسی طرح انتہائی اہم لیبارٹریوں میں نوجوان سائنس دان نظر آئے ہوں گے۔ یہ نوجوانوں کا دور ہے۔ پہلے وقتوں میں واقعی بوڑھے اور خمیدہ کمر ٹائپ کے ماہرین نظر آیا کرتے تھے لیکن اب ایسا نہیں ہے"۔ میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہاں ٹھیک ہے۔ تمہاری بات درست ہے لیکن ڈاکٹر ہیرٹ کہاں گیا ہے"...... ڈاکٹر سیون نے کہا۔ وہ شاید اس طرح کیپٹن تراب کے باہر جانے پر ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا۔

"وہ بلڈ پریشر کا مریض ہے اس لئے جلدی جذبات میں آ جاتا ہے۔ میں نے اسے نارمل کرنے کے لئے باہر بھیجا ہے"...... میجر آصف



درانی نے کہا تو ڈاکٹر سیون نے بے اختیار اطمینان بھرا سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن تراب واپس آ گیا۔

"سب او کے ہو چکا ہے"...... کیپٹن تراب نے میجر آصف درانی سے کہا اور میجر آصف درانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا او کے ہو چکا ہے"...... ڈاکٹر سیون نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ان کا بلڈ پریشر او کے ہو گیا ہے"...... میجر آصف درانی نے ہنستے ہوئے کہا تو کیپٹن تراب بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ڈاکٹر سیون۔ آپ اس لیبارٹری کا محل وقوع اور اس کے بارے میں تفصیلات ہمیں خود بتا دیں تو اس میں آپ کا بھی بھلا ہو گا اور ہمارا بھی بلڈ پریشر نہیں بڑھے گا۔ ورنہ دوسری صورت میں آپ کو بھی نقصان ہو گا اور ہمارا بلڈ پریشر بھی آؤٹ آف کنٹرول ہو جائے گا"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سیون ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ چلو اٹھو اور جاؤ۔ میں اس سے زیادہ تمہیں برداشت نہیں کر سکتا"...... ڈاکٹر سیون نے کہا اور تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"او کے جیسے آپ کی مرضی۔ آؤ ڈاکٹر چلیں"...... میجر آصف درانی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب اور کیا کیا جا سکتا ہے"...... کیپٹن تراب نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھنے لگے اور ڈاکٹر سیون حیرت بھرے انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا۔

"اب بھی وقت ہے ڈاکٹر سیون بتا دیں"...... اچانک میجر آصف درانی نے ڈاکٹر سیون کے سامنے رک کر اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بات۔ جاؤ"...... ڈاکٹر سیون نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے ڈاکٹر سیون بری طرح چیختا ہوا اچھل کر واپس صوفے پر جا گرا اور پھر پلٹ کر نیچے قالین پر گر گیا۔

"صوفے کی پشت پر کھڑے ہو جاؤ"...... میجر آصف نے جھک کر ڈاکٹر سیون کو گلے سے پکڑ کر اٹھایا اور صوفے پر ڈالتے ہوئے کیپٹن تراب سے کہا۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ پولیس۔ پولیس"...... ڈاکٹر سیون نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

"زیادہ چیخنے کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر سیون۔ تمہارا ملازم ہلاک ہو چکا ہے"...... میجر آصف درانی نے کوٹ کی ایک مخصوص جیب سے تیز لیکن پتلی دھار کا استرے نما خنجر نکالتے ہوئے کہا۔

"ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا مطلب۔ تم قاتل ہو۔ کیا مطلب"۔ ڈاکٹر سیون کی آواز اس بار خوف سے پھٹ سی گئی تھی۔



"ہاں۔ ہمیں بے رحم قاتل کہا جاتا ہے"...... میجر آصف درانی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا جیسے وہ کوئی انتہائی دلچسپ دوستانہ بات کر رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے استرے نما خنجر کی دھار ڈاکٹر سیون کی گردن پر رکھ دی۔

"بولو۔ جواب دو ورنہ دوسرے لمحے تمہاری گردن اس طرح کٹ جائے گی جس طرح تار سے صابن کٹتا ہے۔ بولو"...... میجر آصف نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی سفاکی اور بربریت کے تاثرات ابھر آئے تھے اور یوں لگ رہا تھا جیسے واقعی وہ انتہائی بے رحم اور سفاک قاتل ہو۔

"وہ۔ وہ۔ لیبارٹری ساؤتھ سالٹن کے علاقے میں ہے۔ پہاڑیوں کے درمیان خفیہ لیبارٹری ہے۔ وہاں ملٹری کا پہرہ ہے۔ وہاں کوئی آدمی نہیں جا سکتا"...... ڈاکٹر سیون نے یکلخت خوفزدہ سے لہجے میں بتانا شروع کر دیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ اور سنو اگر تم نے غلط بیانی کی تو پھر تمہاری موت عبرتناک ہو گی اور اگر درست بتاؤ گے تو پھر ہم واپس نہ آئیں گے"...... میجر آصف درانی نے کہا تو ڈاکٹر سیون نے جلدی جلدی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"کون انچارج ہے وہاں"...... میجر آصف درانی نے پوچھا۔

"ڈاکٹر جوزف کنگ انچارج ہے"...... ڈاکٹر سیون نے جواب دیا۔

"وہاں کا فون نمبر بتاؤ"....... میجر آصف درانی نے پوچھا تو ڈاکٹر سیون نے نمبر بتا دیا۔

"تم وہاں جاتے رہتے ہو اس لئے اندرونی حفاظتی انتظامات کی تفصیل بتاؤ"....... میجر آصف نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے تو کوئی خاص مسئلہ ہو تو ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں لے جایا جاتا ہے اور ہیلی کاپٹر اندر جا کر اترتا ہے اور پھر اسی طرح مجھے واپس لے آیا جاتا ہے۔ میں کبھی خود عام راستے سے اندر نہیں گیا"....... ڈاکٹر سیون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس لیبارٹری کا کیا نام ہے"....... میجر آصف نے پوچھا۔

"اس کا کوڈ نام اوڈی ہے لیکن عام طور پر اسے سائنس لیبارٹری کہا جاتا ہے"....... ڈاکٹر سیون نے جواب دیا۔

"او کے۔ اب فون کر کے ڈاکٹر جوزف کنگ سے بات کرو تاکہ ہم کنفرم ہو جائیں کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست بتایا ہے"۔ میجر آصف درانی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"میں نے واقعی درست بتایا ہے۔ لیکن میں فون کر کے کیا کہوں"....... ڈاکٹر سیون نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو مرضی آئے کہو۔ ہمیں صرف کنفرم کرنا ہے"....... میجر آصف نے کہا لیکن اسی لمحے باہر کال بیل بجنے کی تیز آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے ۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر سیون کچھ کہتا میجر آصف درانی کا وہی ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا جس میں خنجر



پکڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی خرخراہٹ کی آواز ڈاکٹر سیون کے منہ سے نکلی اور وہ دھڑام سے سائیڈ پر جا گرا۔

"آؤ"....... میجر آصف نے کہا اور اسی طرح خون آلود خنجر پکڑے وہ اور کیپٹن تراب ڈرائینگ روم سے باہر آ گئے۔ کال بیل کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔

"آؤ۔ ہمیں عقبی طرف سے جانا ہو گا۔ آؤ"....... میجر آصف نے کہا اور تیزی سے سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا لیکن ابھی وہ دونوں گیراج کو ہی کراس کر رہے تھے کہ اچانک سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی کالے رنگ کے کئی کیپسول ان کے قریب فرش پر گرے اور پھٹ گئے اور اس کے ساتھ ہی میجر آصف درانی اور کیپٹن تراب دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اچانک ان کے ذہنوں پر تاریک چادر ڈال دی ہو۔ انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا اور وہ دونوں لڑکھڑانے کے انداز میں نیچے گر کر بے حس و حرکت ہو چکے تھے۔

گارسن اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور گارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گارسن نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یارک بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ایکشن گروپ کے چیف یارک کی آواز سنائی دی اور گارسن بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... گارسن نے کہا۔

"یس باس۔ پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس کے سپیشل سیکشن کو پکڑ لیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گارسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کہاں ہے۔ کیسے اور کس پوزیشن میں ہے یہ گروپ۔ تفصیل بتاؤ"...... گارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کو میں نے بتایا تھا کہ ہیڈ کوارٹر سے باہر باب کی ڈیوٹی لگا دی تھی اور باب نے مڈلینڈ سے آنے والے ایک گروپ کو چیک کیا۔ اس گروپ میں دو عورتیں اور تین مرد تھے۔ یہ پانچوں ایکریمین تھے۔ باب نے اس گروپ کی خصوصی نگرانی شروع کرا دی۔ انہوں نے سیاحوں کے معروف ہوٹل گرانڈ میں کمرے لئے اور پھر ان میں سے دو مرد ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چلے گئے جبکہ دونوں عورتیں اور ایک مرد وہیں ہوٹل میں ہی رہ گئے۔ وہ اس آدمی کے کمرے میں موجود تھے جو دوسرے آدمی کے ساتھ ٹیکسی پر گیا تھا۔ باب کے آدمیوں نے خصوصی آلات کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ پاکیشیائی ہیں کیونکہ وہ پاکیشیائی زبان میں ہی باتیں کر رہے تھے۔ چنانچہ انہیں گیس کے ذریعے بے ہوش کر کے ان کمروں کے عقبی ڈورز سے خاموشی سے نکال کر پوائنٹ ایکس پر پہنچا دیا گیا۔ ادھر باب کے آدمی ٹیکسی میں بیٹھ کر جانے والوں کی نگرانی کر رہے تھے۔ یہ دونوں سٹاک پورٹ کے علاقے میں کسی ڈاکٹر سیون کی کوٹھی پر گئے اور پھر ٹیکسی انہوں نے چھوڑ دی اور اندر چلے گئے۔ جب انہیں گئے ہوئے کافی دیر ہو گی تو باب کو اطلاع دی گئی۔ اس وقت تک ان کے ساتھیوں کو پوائنٹ ایکس پر پہنچایا جا چکا تھا۔ باب نے انہیں بھی گرفتار کرنے کا حکم دے دیا جس پر اس کے آدمیوں نے پہلے تو کال بیل بجائی لیکن جب کچھ دیر تک کوئی جواب نہ ملا تو انہوں نے اندر بے ہوش کر

دینے والی گیس کے کیپسول فائر کر دیئے اور پھر عقبی طرف سے وہ
اندر گئے تو وہ دونوں گیراج کے ساتھ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔
ان کے قریب ہی ایک تیز دھار خون آلود خنجر بھی پڑا ہوا تھا اور پھر
اندر کی تلاشی لینے پر معلوم ہوا کہ ڈرائینگ روم میں ایک بوڑھے
شخص کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس کی گردن کٹی ہوئی تھی اور ایک
نوجوان آدمی کی لاش بھی کچن سے ملحقہ کمرے میں پڑی ہوئی تھی۔ اسے
گردن توڑ کر ہلاک کیا گیا تھا۔ ان دونوں لاشوں کے علاوہ کوٹھی میں
اور کوئی موجود نہ تھا جس پر باب کے آدمی ان دونوں بے ہوش افراد
کو اپنی کاروں میں ڈال کر پوائنٹ ایکس پر لے آئے۔ یہاں سپیشل
میک اپ واشر سے جب ان کے میک اپ واش کئے گئے تو ان کے
اصل چہرے سامنے آگئے۔ وہ پاکیشیائی ہیں۔ اب آپ حکم دیں تو
انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دی جائیں اور
اگر آپ چاہیں تو ان سے پوچھ گچھ کر لی جائے "...... یارک نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ مرنا تو انہوں نے بہرحال ہے لیکن ان سے سیکرٹ سروس
کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔ انہیں لازماً علم ہو گا کہ وہ
کس روپ میں آرہے ہیں اور ان کا اصل پلان کیا ہے "...... گارسن
نے کہا۔

" تو میں باب کو کہہ دوں کہ وہ ان سے پوچھ گچھ کرے "۔ یارک
نے کہا۔





" نہیں۔ میں خود وہاں جاؤں گا اور خود ان سے پوچھ گچھ کروں گا۔
تم باب کو کہہ دو "...... گارسن نے کہا۔

" کیا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں باس "...... یارک نے کہا۔

" نہیں۔ تم یہاں ہیڈ کوارٹر میں رہو البتہ باب کو کہہ دو کہ
میرے وہاں پہنچنے تک وہ انہیں ہوش میں نہ لائے "...... گارسن نے
کہا۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور گارسن نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" اصل بات تو سیکرٹ سروس کی ہے۔ یہ تو ویسے بھی ڈمی لوگ
تھے جنہیں آگے رکھا گیا تھا "...... گارسن نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے
ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر
بعد اس کی کار ہاکلی کے شمال مغرب میں واقع ایک نو تعمیر ہونے
والی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ڈبل کراس کا پوائنٹ
ایکس ایک کوٹھی میں قائم کیا گیا تھا۔ وہاں کا انچارج ولسن تھا۔
تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ اس کوٹھی کے سامنے پہنچ
گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں کار کا ہارن بجایا تو چھوٹا پھاٹک کھلا
اور ایک دیو ہیکل آدمی باہر آگیا۔

" پھاٹک کھولو بروچر "...... گارسن نے اس دیو ہیکل آدمی سے
مخاطب ہو کر کہا۔

" یس چیف "...... بروچر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے

واپس پھاٹک کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور گارسن کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی لیکن پورچ کافی بڑا تھا۔ گارسن نے اپنی کار اس سیاہ کار کی سائیڈ میں کر کے روک دی اور پھر وہ نیچے اتر ہی رہا تھا کہ برآمدے کی سیڑھیاں اترتا ہوا ایک نوجوان تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ یہ باب تھا۔ اس کے پیچھے دوسرا آدمی تھا جو پوائنٹ ایکس کا انچارج ولسن تھا۔ ان دونوں نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں گارسن کو سلام کیا۔

"کیا پوزیشن ہے قیدیوں کی"...... گارسن نے کہا۔

"وہ سب بے ہوش ہیں باس اور راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں"۔ باب نے جواب دیا۔

"او کے۔ آؤ"...... گارسن نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں چڑھ کر وہ اندرونی راہداری سے ہوتا ہوا ایک وسیع و عریض ہال نما تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ تہہ خانہ ساؤنڈ پروف تھا۔ وہاں دیوار کے ساتھ لوہے کی بنی ہوئی مخصوص کرسیاں موجود تھیں جن میں سے پانچ کرسیوں پر دو عورتیں اور تین مرد راڈز میں جکڑے ہوئے موجود تھے۔ وہ سب ایشیائی تھے۔ ان کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ سامنے دو کرسیاں موجود تھیں۔ گارسن ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ساتھ والی کرسی پر باب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو باب بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"بروچر کو بلاؤ۔ یہ آسانی سے زبان نہیں کھولیں گے"۔ گارسن نے بے ہوش افراد کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔



"یس باس"...... ولسن نے کہا اور تیزی سے باہر کی طرف مڑ گیا۔

"تم نے اچھا کیا کہ انہیں ہلاک نہیں کیا۔ اب ان سے سیکرٹ سروس کے بارے میں تمام معلومات مل جائیں گی اور ہمارا اصل ہدف وہی ہے۔ یہ بے چارے تو صرف ڈمی کے طور پر سامنے لائے گئے ہیں"...... گارسن نے ساتھ بیٹھے ہوئے باب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... باب نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ولسن واپس آیا تو اس کے پیچھے دیو ہیکل بروچر بھی تھا۔

"بروچر۔ الماری سے کوڑا نکال کر ان کے قریب کھڑے ہو جاؤ اور ولسن تم ان سب کو ہوش میں لے آؤ"...... گارسن نے بیک وقت ولسن اور بروچر دونوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دونوں نے بیک آواز جواب دیا اور پھر دونوں ہی ایک سائیڈ پر دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گئے۔

"اس ڈاکٹر کا نام کیا تھا۔ یارک نے مجھے بتایا تو تھا"۔ گارسن نے ساتھ بیٹھے ہوئے باب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر سیون بتایا گیا ہے اس کا نام باس"...... باب نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر سیون۔ کون ہے وہ اور یہ لوگ وہاں کیوں گئے تھے

اور اسے کیوں ہلاک کیا گیا ہو گا"....... گارسن نے کہا۔

" وہ بوڑھا آدمی تھا باس۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ریٹائر سائنس دان ہو اور یہ لوگ اس کے پاس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے گئے ہوں"....... باب نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ واقعی ایسی ہی بات ہو گی"....... گارسن نے جواب دیا۔ اسی لمحے ولسن واپس مڑا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی بوتل تھی۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھول کر بوتل کا دہانہ باری باری چند لمحوں تک ان بے ہوش افراد کی ناک سے لگایا اور پھر بوتل بند کر کے واپس الماری کی طرف مڑ گیا۔ گارسن اور باب دونوں خاموش بیٹھے ہوئے ان کی طرف دیکھ رہے تھے لیکن وہ سب بدستور بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ جبکہ بروچر کوڑا اٹھا کر کرسیوں کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا تھا۔

" کتنی دیر بعد ہوش آئے گا انہیں"....... گارسن نے پوچھا۔

" دس منٹ بعد باس"....... اس بار باب نے جواب دیا۔

" ولسن۔ فون لے آؤ"....... گارسن نے کہا تو ولسن سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس تھا۔ گارسن نے اس کے ہاتھ سے فون پیس لیا اور اسے آن کر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس اوڈی لیبارٹری"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔



" گارسن بول رہا ہوں چیف آف ڈبل کراس۔ ڈاکٹر جوزف کنگ سے بات کرائیں"....... گارسن نے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو۔ ڈاکٹر کنگ بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" گارسن بول رہا ہوں ڈاکٹر کنگ۔ کیا آپ کسی ڈاکٹر سیون کو جانتے ہیں"....... گارسن نے کہا۔

" ہاں۔ وہ سب میرین ٹیکنالوجی پر اتھارٹی کا درجہ رکھتے ہیں۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"....... دوسری طرف سے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

" کیا وہ اوڈی کے بارے میں تفصیلات جانتے ہیں"....... گارسن نے چونک کر پوچھا۔

" کیسی تفصیلات"....... ڈاکٹر کنگ نے چونک کر پوچھا۔

" کسی قسم کی بھی"....... گارسن نے کہا۔

" ہاں۔ وہ یہاں آتے رہتے ہیں۔ جب کسی مسئلے پر ان کے ماہرانہ مشورے کی ضرورت ہوتی ہے تو ہم انہیں ہیلی کاپٹر پر بلوا لیتے ہیں۔ لیکن بات کیا ہے۔ آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" ڈاکٹر سیون کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ آپ کو بتا دیا گیا تھا کہ

پاکیشیا سیکرٹ سروس اوڈی لیبارٹری کو تباہ کرنے کے مشن پر ہاکلی
پہنچ رہی ہے اس لئے آپ لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات ریڈ الرٹ کر
لیں۔ ڈاکٹر سیون کو بھی شاید اسی سلسلے میں ہلاک کیا گیا ہے کیونکہ
یقیناً ان سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی
کوشش کی گئی ہو گی۔ بہرحال اس گروپ کو ہم نے گرفتار کر لیا ہے
اور انہیں ہلاک کر دیا جائے گا لیکن اس گروپ کو ڈمی کے طور پر
سامنے لایا گیا تھا۔ اصل لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیں اور
ابھی تک ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ اس لئے آپ
بہرحال انتہائی محتاط رہیں"...... گارسن نے کہا۔

"ہم محتاط ہیں"...... ڈاکٹر کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور
گارسن نے اوکے کہہ کر فون آف کر کے ایک سائیڈ پر موجود تپائی پر
رکھ دیا۔ اس دوران سامنے موجود بے ہوش افراد کے جسموں میں
ایسے تاثرات ابھرنے لگ گئے تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ اب
ہوش میں آنے ہی والے ہیں۔



عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہاکلی پہنچ چکا تھا۔ وہ دو گروپوں کی
صورت میں یہاں پہنچے تھے۔ ایک گروپ میں عمران اور تنویر تھے
جبکہ دوسرے گروپ میں صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا تھے۔ وہ سب
یورپی میک اپ میں تھے اور کاغذات کی رو سے وہ سیاح تھے۔ عمران
اور تنویر ایئر پورٹ سے سیدھے ہاکلی کے ایک ہوٹل سٹاگ پہنچے تھے
جبکہ جولیا اور اس کے ساتھی پہلے سے طے شدہ پلان کے مطابق ہوٹل
سٹار میں چلے گئے تھے۔ پھر عمران نے تنویر کو کمرے میں چھوڑا اور خود
وہ ہوٹل کے عقبی دروازے سے نکل کر ایک بس کے ذریعے ہاکلی کی
ایک ایسی مارکیٹ میں پہنچ گیا جہاں ہر قسم کا اسلحہ فروخت ہوتا تھا۔
عمران نے یہاں کے بارے میں پہلے ہی معلومات حاصل کر لی تھیں
اس لئے یہاں پہنچ کر اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔
اس نے مارکیٹ سے صرف سائیلنسر لگے مشین پسٹل اور ان کے

میگزین خریدے اور پھر واپس ہوٹل پہنچ گیا جہاں ان دونوں نے غنڈوں جیسا میک اپ کیا اور پھر اسلحہ جیبوں میں ڈال کر وہ فائر ڈور سے ہو کر ایک خالی ٹیکسی میں بیٹھ کر لارنس ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے ۔اس وقت ٹیکسی تیزی سے ہاکلی کی فراخ سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے جا کر ٹیکسی رک گئی۔ عمارت پر لارنس ہوٹل کا خاصا بڑا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔وہ دونوں نیچے اترے اور عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دے کر فارغ کر دیا۔

" تم نے یہاں پوچھ گچھ کرنی ہو گی"....... اچانک تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" ہاں ۔اس لارنس سے ڈبل کراس کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے چیف گارسن کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔وہ دونوں اب ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

" تم یہ کام میرے ذمے لگا دو"....... تنویر نے خشک لہجے میں کہا۔

" ہم نے غنڈوں کا میک اپ ضرور کر رکھا ہے لیکن ہم نے یہاں غنڈہ گردی نہیں کرنی۔ سمجھے ۔میں نہیں چاہتا کہ ہم خواہ مخواہ کے مسئلے میں الجھ جائیں"....... عمران نے کہا۔

" نہیں الجھیں گے۔ تم بے فکر رہو"....... تنویر نے کہا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے"....... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے



جواب دیا۔ وہ دونوں اب ہال میں داخل ہو چکے تھے۔ہال تقریباً بھرا ہوا تھا لیکن وہاں موجود افراد کا تعلق واقعی غنڈوں اور بدمعاشوں کے طبقے سے نظر آ رہا تھا۔ہال میں منشیات عام استعمال کی جا رہی تھی اور نیم عریاں لڑکیاں وہاں شراب سپلائی کر رہی تھیں۔ البتہ مشین گنوں سے مسلح چار بدمعاش ٹائپ افراد ہال کے چاروں کونوں میں اس انداز میں کھڑے تھے جیسے باقاعدہ پہرہ دے رہے ہوں۔ ایک طرف خاصا بڑا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو نیم عریاں لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک سائیڈ پر ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان جس کے سر پر بالوں کا پورا ٹوکرا سا رکھا نظر آ رہا تھا دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔اس کے کھڑے ہونے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کے معاملے میں خاصی مہارت رکھتا ہے۔ اس کے چہرے پر بھی سختی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کی نظریں عمران اور تنویر پر جمی ہوئی تھیں جو تیز تیز قدم اٹھاتے کاؤنٹر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

" میرا نام میڈورڈ ہے اور یہ میرا ساتھی ہے مائیکل۔ ہمارا تعلق بلیک جیکسن سے ہے۔ ہم نے لارنس سے ملنا ہے"....... تنویر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر انتہائی خشک لہجے میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔اس نے ہاتھ کھول لئے تھے ۔اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" بلیک جیکسن ۔یہ کیسا نام ہے اور کیا باس سے تمہاری ملاقات

طے ہے"....... اس نوجوان نے کہا۔

" تمہارا باس یہ نام جانتا ہو گا اور اگر تم جانتے تو ملاقات کی بات نہ کرتے اس لئے تم ہمیں صرف یہ بتا دو کہ لارنس کہاں ملے گا"۔ تنویر نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

" ایک منٹ"....... نوجوان نے کہا اور سامنے رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

" کاؤنٹر سے ہارک بول رہا ہوں۔ باس سے بات کراؤ"۔ نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس۔ میں ہارک بول رہا ہوں کاؤنٹر سے۔ دو آدمی آئے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا تعلق بلیک جیکسن سے ہے اور وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں"....... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہارک نے ایک بار پھر بولتے ہوئے کہا لیکن اس بار اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" باس۔ میں نے بھی یہ بات ان سے پوچھی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ آپ بلیک جیکسن کے بارے میں جانتے ہوں گے"....... ہارک نے کہا۔

" یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی باس"....... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہارک نے کہا اور رسیور رکھ اس نے ایک سائیڈ پر کھڑے ہوئے نوجوان کو اشارے سے بلایا۔

" ان صاحبان کو باس کے آفس تک چھوڑ آؤ"....... ہارک نے تنویر اور عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔



" او کے۔ آئیے جناب"....... اس نوجوان نے کہا اور پھر ایک طرف بنی ہوئی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر اور عمران دونوں اس کے پیچھے راہداری کی طرف بڑھ گئے۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔

" یہ باس کا آفس ہے۔ اندر چلے جاؤ"....... اس نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا تو تنویر نے دروازے پر دباؤ ڈالا اور پھر دروازہ کھلنے پر وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے واقعی آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن یہاں عورتوں کی نیم عریاں تصاویر کی بھرمار تھی۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک دبلا پتلا آدمی ہاتھ میں شراب کی بوتل پکڑے بیٹھا ہوا تھا اور اس کی نظریں عمران اور تنویر پر جمی ہوئی تھیں۔

" میرا نام میڈورڈ ہے جبکہ یہ میرا ساتھی ہے مائیکل۔ ہمارا تعلق بلیک جیکسن سے ہے"....... تنویر نے اندر داخل ہو کر بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ بلیک جیکسن کیا چیز ہے۔ بیٹھو"....... اس دبلے پتلے آدمی نے منہ بناتے ہوئے اور بڑے حقارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" بلیک جیکسن ہانگری کا سب سے بڑا سینڈیکیٹ ہے"۔ تنویر نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا۔ تو تم ہانگری سے آئے ہو"....... اس دبلے پتلے آدمی نے چونک کر کہا۔ البتہ اس کا ستا ہوا چہرہ قدرے ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

"ہاں"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی میز کی سائیڈ پر پڑی
ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ عمران لاتعلق سے انداز میں ایک طرف
موجود صوفے پر بیٹھ گیا۔ البتہ اس کی نظریں اس آفس کا جائزہ لینے
میں مصروف تھیں۔

"ہاں۔ بولو کیا کام ہے مجھ سے"...... دبلے پتلے آدمی نے شراب
بڑا سا گھونٹ لے کر بوتل ایک طرف پڑی ہوئی باسکٹ میں اچھال
ہوئے کہا۔

"تمہارا نام لارنس ہے یا وہ تمہارا بھی باس ہے"...... تنویر
کہا تو وہ آدمی چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آ
تھے۔

"میرا نام ہی لارنس ہے اور سنو۔ میرے پاس کسی اجنبی سے
کا وقت نہیں ہوتا اور نہ میں اجنبیوں سے ملا کرتا ہوں۔ یہ نام بلیک
جیکسن میرے لئے نیا اور انوکھا ہے اس لئے میں نے تمہیں یہاں
لیا ہے اس لئے فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنے
کا مقصد بتاؤ"...... اس دبلے پتلے آدمی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ڈبل کراس کے چیف سے ملنا ہے"...... تنویر نے بھی خشک
لہجے میں کہا تو لارنس بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... لارنس
ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن اس کے چہرے پر ابھر آنے وا
تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ بہرحال اس بارے میں اچھی طرح ج



ہے البتہ اس کا ایک ہاتھ تیزی سے سمٹ کر میز کی دراز کی طرف بڑھ
گیا تھا لیکن تنویر اطمینان سے بیٹھا رہا۔

"اس کا نام گارسن ہے اور تم اسے اچھی طرح جانتے ہو اس لئے
اس کے بارے میں بتا دو کہ وہ کہاں ملے گا۔ ہم واپس چلے جائیں گے
ورنہ دوسری صورت میں تمہارے جسم کی ہڈیاں بھی ٹوٹ سکتی
ہیں"...... تنویر نے پہلے سے زیادہ خشک لہجے میں کہا۔

"تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے۔ لارنس کو اور وہ بھی
میرے ہی آفس میں"...... لارنس نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس کا میز کی دراز پر رکھا ہوا ہاتھ تیزی سے اونچا ہوا ہی
تھا کہ تنویر کا بازو اس سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور
لارنس کے ہاتھ میں موجود ریوالور اڑتا ہوا ایک دھماکے سے سامنے
کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر گیا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں لارنس کہ سب کچھ بتا دو ورنہ"...... تنویر
نے انتہائی خشک لہجے میں کہا لیکن لارنس یکلخت اچھل کر کھڑا ہو
گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی غیظ و غضب کے تاثرات ابھر آئے
تھے۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت"...... اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ
ڈالا ہی تھا کہ تنویر کا جسم تیزی سے آگے کی طرف بڑھا۔ وہ اس کے
ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور پھر دبلا پتلا لارنس چیختا ہوا میز سے
گھسٹ کر ایک دھماکے سے صوفے کے درمیان رکھی ہوئی آفس

ٹیبل پر گرا اور پھر پلٹ کر نیچے جا گرا۔ لیکن نیچے گرتے ہی اس نے واقعی اٹھنے میں تیزی دکھانے کی کوشش کی لیکن تنویر کی لات حرکت میں آئی اور کمرہ لارنس کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کریہہ چیخ سے گونج اٹھا۔ تنویر کی لات پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر پڑی تھی۔ لارنس کا جسم ضرب کھا کر سمٹنے ہی لگا تھا کہ تنویر نے ایک بار پھر لات ماری اور اس بار اس کی لات لارنس کی ٹھوڑی پر پوری قوت سے پڑی اور لارنس کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔

"میرے خیال میں اب تمہاری کسی حد تک تسکین ہو چکی ہو گی اس لئے اب تم ہٹ جاؤ"...... اچانک عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر اپنا ایک پیر لارنس کی گردن پر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں موڑ دیا اور لارنس کے منہ سے یکلخت خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے پیر کو تھوڑا سا واپس موڑا۔

"بولو کہاں ہے گارسن کا ہیڈ کوارٹر۔ بولو"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھے نہیں معلوم۔ پلیز۔ پلیز۔ پیر ہٹا لو۔ ہٹا لو"...... لارنس کے حلق سے رک رک کر الفاظ نکل رہے تھے۔

"جبکہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم اسے اچھی طرح جانتے ہو"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں اسے جانتا ہوں۔ وہ یہاں آتا رہا ہے لیکن اس



کے ہیڈ کوارٹر کا مجھے علم نہیں ہے۔ میں وہاں کبھی نہیں گیا"۔ لارنس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ جگہ بتاؤ جہاں اس سے ملا جا سکے۔ بولو ورنہ"۔ عمران نے پیر کو ایک بار پھر موڑتے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ پلیز پیر ہٹا لو"...... لارنس کی حالت واقعی بے حد خراب ہو رہی تھی۔ عمران نے پیر کو تھوڑا سا واپس موڑ دیا۔ تنویر اس دوران دروازے کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"بولو۔ ورنہ"...... عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

"مم۔ مم۔ مجھے اتنا معلوم ہے کہ بلسٹر پلازہ میں وہ اپنی عورت کیلی سے ملنے جاتا ہے۔ میں اتنا جانتا ہوں"...... لارنس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نمبر ہے اس کے فلیٹ کا"...... عمران نے پوچھا۔

"آٹھ سو اٹھارہ"...... لارنس نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ بتاؤ"...... عمران نے کہا تو لارنس نے حلیہ بتا دیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے پیر کو ایک جھٹکے سے موڑ دیا۔ دوسرے لمحے لارنس کا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور پھر ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ عمران نے پیر ہٹا لیا۔

"آؤ اب نکل چلیں"...... عمران نے تنویر سے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عقبی طرف کمرہ ہے۔ اس کی لاش وہاں ڈال دیتے ہیں"۔ تنویر

نے کہا۔

" نہیں۔ یہ ماسک میک اپ باہر نکل کر ہم ختم کر دیں گے۔ آؤ"....... عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا تو تنویر بھی اس کے پیچھے باہر آ گیا۔ البتہ اس نے آفس کا دروازہ بند کر دیا تھا اور پھر وہ دونوں کلب سے باہر آ گئے۔ ساتھ ہی ایک بند گلی تھی جس میں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم موجود تھے۔ عمران اس گلی میں مڑ گیا اور تنویر بھی اس کے پیچھے تھا۔ ڈرموں کی اوٹ میں جا کر ان دونوں نے ماسک اتارے اور پھر انہیں کوڑے کے ڈرموں میں ڈال کر وہ واپس مڑے اور سڑک کی طرف بڑھ گئے۔ اب وہ دونوں عام سے ایکریمین تھے۔

" اب کہاں جانا ہے"....... تنویر نے کہا۔

" ابھی یہاں سے دور چلو۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارے لباس مارک کر لئے جائیں"....... عمران نے کہا اور سڑک کی سائیڈ پر موجود فٹ پاتھ پر چلتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ تنویر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے تھا۔ پھر کافی فاصلے پر آ کر عمران نے ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکا۔

" بلسٹر پلازہ"....... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر"....... ٹیکسی ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران اور تنویر دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے اور ڈرائیور نے گاڑی کو آگے



بڑھا دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹیکسی ایک دس منزلہ انتہائی شاندار رہائشی پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی اور مین گیٹ کے قریب جا کر رک گئی۔ عمران اور تنویر دونوں نیچے اترے۔ عمران نے میٹر دیکھ کر کرایہ دیا اور عام سی ٹپ دے کر اسے فارغ کر دیا۔ جب ٹیکسی ڈرائیور گاڑی موڑ کر چلا گیا تو عمران آگے بڑھا۔ پلازہ میں خاصی گہما گہمی تھی۔ ایک طرف استقبالیہ آفس تھا لیکن عمران اس آفس کی طرف مڑنے کی بجائے لفٹ کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے کمرہ نمبر معلوم تھا۔ کمرے کا نمبر بتا رہا تھا کہ وہ آٹھویں منزل پر ہے۔ چنانچہ وہ دونوں آٹھویں منزل پر پہنچ گئے۔ وہاں لوگ آ جا رہے تھے۔ عمران اور تنویر تیز تیز قدم اٹھاتے آٹھ سو اٹھارہ نمبر کمرے کے دروازے پر جا کر رک گئے۔ دروازے کے باہر کیلی کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ عمران نے دیکھا کہ یہ لگژری فلیٹ تھے اور باقاعدہ ساؤنڈ پروف تھے۔ عمران نے کال بیل کے بٹن کو پریس کر دیا۔

" کون ہے"....... ڈور فون کے رسیور سے انتہائی مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

" میرا نام مائیکل ہے اور میرے ساتھی کا نام میڈرڈ ہے۔ ہم ایکریمی ہیں۔ ہم دونوں کو گارسن نے آپ کے پاس بھیجا ہے"۔ عمران نے خالصتاً ایکریمی لہجے میں کہا۔

" کس لئے"....... اندر سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" پچاس لاکھ ڈالر آپ کو دینے ہیں"....... عمران نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔
"اوہ اچھا"...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور عمران کے ساتھ ساتھ تنویر بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ تھوڑا سا کھلا۔ زنجیر ابھی تک لگی ہوئی تھی اور جھری میں سے ایک نوجوان عورت نے باہر جھانکا اور چند لمحوں بعد زنجیر ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔
"آئیے"...... اس نوجوان عورت نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔
"شکریہ"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے تنویر بھی اندر آ گیا اور اس عورت نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔
"کہاں ہے رقم"...... اس نوجوان عورت نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔
"آپ کا نام کیلی ہے ناں"...... عمران نے کہا۔
"ہاں۔ میں ہی کیلی ہوں۔ مجھے دو رقم"...... کیلی نے کہا۔
"لیکن ہم پوری شناخت کے بغیر اتنی بھاری رقم نہیں دے سکتے۔ آپ کو شناخت کرانا ہو گی"...... عمران نے کہا۔
"باہر میری نیم پلیٹ موجود ہے اور کیا شناخت ہو سکتی ہے"۔ کیلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"آپ گارسن کو فون کر کے ہمارے بارے میں بتائیں اور پھر



ہماری اس سے بات کرائیں۔ ہم اس کی تصدیق کے بعد ہی رقم دے سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔
"لیکن مجھے کیا معلوم کہ گارسن اس وقت کہاں ہو گا"...... کیلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اس کے ہیڈ کوارٹر فون کریں اور اگر گارسن وہاں موجود نہ ہو تو بھی ہمیں تصدیق ہو جائے گی اور ہم آپ کو رقم دے کر واپس چلے جائیں گے"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ آؤ اندر"...... کیلی نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا اور وہ انہیں سٹنگ روم میں لے آئی جہاں فون موجود تھا۔
"بیٹھو۔ کیا پینا پسند کریں گے"...... کیلی نے کہا۔
"کچھ نہیں۔ ہم نے جلدی واپس جانا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو کیلی نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران کی نظریں نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔
"یس۔ پارک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"کیلی بول رہی ہوں پارک۔ کیا گارسن موجود ہے ہیڈ کوارٹر میں"...... کیلی نے کہا۔
"اوہ نہیں مس کیلی۔ وہ ایک ضروری سلسلے میں کہیں گئے ہوئے ہیں۔ کیا کوئی پیغام ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"نہیں۔ ویسے ہی پوچھا تھا۔ او کے"...... کیلی نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہے۔ اب دو رقم"...... کیلی نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل"...... عمران نے کہا اور کیلی کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن دوسرے لمحے عمران کا بازو گھوما اور کیلی کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر سائیڈ پر جا گری۔ نیچے گر کر اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور کیلی کی کنپٹی پر پڑنے والی ضرب نے اسے ایک بار پھر نیچے گرا دیا۔ اس کے منہ سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ ساکت ہو گئی۔

"یہاں رسی ڈھونڈو۔ یہ لازماً ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل جانتی ہو گی"...... عمران نے تنویر سے کہا۔

"کیا ضرورت ہے باندھنے کی۔ ویسے اس نے کیا کر لینا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ میں کسی عورت سے خواہ مخواہ کی ہاتھا پائی پسند نہیں کرتا"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تو تنویر خاموشی سے مڑا اور سٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔ عمران نے نیچے قالین پر بے ہوش پڑی ہوئی کیلی کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا بنڈل موجود تھا۔



"یہ سٹور سے ملا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ظاہر ہے سٹور سے ہی ایسی چیزیں ملتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تنویر کی مدد سے اس نے کیلی کو رسی کی مدد سے کرسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد کیلی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اسی لمحے کیلی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گئی۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ تم کون ہو"...... کیلی نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں سامنے کھڑے عمران اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو کیلی۔ تم گارسن کی راز دار ہو اور ہمیں گارسن کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل معلوم کرنی ہے۔ اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارے اس خوبصورت چہرے کو انتہائی بدصورت نہ بنایا جائے تو تم خاموشی سے سب کچھ بتا دو اور ہم بھی خاموشی سے واپس چلے جائیں گے ورنہ جو کچھ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ تو بہرحال تم سے معلوم کر لیں گے لیکن پھر تمہارا یہ خوبصورت چہرہ اس قدر بدصورت ہو جائے گا اور تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں سینکڑوں جگہوں سے ٹوٹ جائیں گی اور اس کے بعد تم اچھی طرح سمجھ سکتی ہو

کہ گارسن تو ایک طرف یہاں کا کوئی آدمی تم پر تھوکنا بھی گوارا نہ کرے گا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں"...... کیلی نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"صرف تین تک گنوں گا۔ اس کے بعد گولی تمہارا کان اڑا دے گی۔ پھر دوسرا کان۔ اس کے بعد ایک آنکھ اور پھر دوسری آنکھ۔" عمران کا لہجہ اس قدر سرد ہو گیا تھا کہ ساتھ کھڑے ہوئے تنویر جیسے شخص کے جسم میں بھی بے اختیار سردی کی لہر سی دوڑتی چلی گئی اور پھر عمران نے رک رک کر گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔ ہیڈ کوارٹر گرافٹن روڈ پر ہے۔ سرخ رنگ کی عمارت۔ جس میں بظاہر مارکیٹنگ کمپنی کا آفس ہے۔ پراجیکٹ مارکیٹنگ کمپنی کا آفس لیکن نیچے تہہ خانوں میں ہیڈ کوارٹر ہے"...... کیلی نے جلدی جلدی بتانا شروع کر دیا۔

"یارک جس نے فون اٹنڈ کیا تھا وہ وہاں کیا حیثیت رکھتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ ایکشن گروپ کا چیف ہے اور ہیڈ کوارٹر کا انچارج بھی وہی ہے"...... کیلی نے جواب دیا۔ جب اس نے ایک بار زبان کھول دی تو اب وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سب کچھ بتاتی چلی جا رہی تھی۔

"اس ہیڈ کوارٹر کا راستہ کہاں ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔



"اس کمپنی کے ساتھ ہی ایک دروازہ ہے۔ اس کے بعد بند راہداری جو ایک دیوار پر ختم ہوتی ہے۔ اس دیوار کو اندر سے ہٹایا جاتا ہے اور پھر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا جا سکتا ہے"...... کیلی نے جواب دیا۔

"یہ تو عام راستہ ہوا۔ دوسرا خفیہ راستہ بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... کیلی نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی پہچان گیا کہ وہ درست کہہ رہی ہے۔

"تم کتنی بار ہیڈ کوارٹر گئی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف دو بار۔ گارسن کسی ضروری کام کی وجہ سے یہاں نہیں آ سکتا تھا اس لئے اس نے مجھے وہاں بلا لیا تھا"...... کیلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گارسن کا حلیہ کیا ہے"...... عمران نے پوچھا تو کیلی نے حلیہ بتا دیا۔

"اس کی فیملی کہاں رہتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اس نے شادی نہیں کی"...... کیلی نے جواب دیا۔

"تو وہ رہتا کہاں ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"عموماً رات کو یہاں میرے پاس آ جاتا ہے ورنہ ہیڈ کوارٹر میں ہی رہتا ہے"...... کیلی نے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر میں کتنے آدمی کام کرتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"دس بارہ تو ہوں گے۔ میں نے کبھی نہ گنتی کی ہے اور نہ کبھی پوچھا ہے"....... کیلی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران مزید کوئی سوال کرتا پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اس کا منہ بند کرو میڈورڈ"....... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر نے تیزی سے آگے بڑھ کر کیلی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ کیلی بول رہی ہوں"....... عمران کے منہ سے کیلی کی آواز نکلی۔

"پارک بول رہا ہوں مس کیلی"....... دوسری طرف سے پارک کی آواز سنائی دی۔

"یس"....... عمران نے کہا۔

"آپ نے ماسٹر کو اس طرح خلاف معمول کال کیوں کیا تھا"۔ دوسری طرف سے پارک نے کہا۔

"تو تم اتنی دیر تک یہی بات سوچتے رہے ہو"....... عمران نے کیلی کی آواز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"باس کا فون ابھی آیا تھا۔ میں نے انہیں آپ کی کال کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کو فون کر کے معلوم کروں"....... پارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گارسن کہاں ہے۔ مجھے اس کا فون نمبر بتا دو۔ میں نے اس سے ہی بات کرنی ہے"....... عمران نے کہا۔



"وہ ایسی جگہ پر ہیں جہاں کوئی غیر متعلق کال نہیں کی جا سکتی۔ آپ مجھے بتا دیں"....... پارک نے کہا۔

"اسے صرف اتنا کہنا کہ وہ آج رات میرے فلیٹ پر ضرور آئے۔ باقی بات میں خود کر لوں گی"....... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کہہ دوں گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران رسیور رکھتے رکھتے بے اختیار چونک پڑا کیونکہ فون سے دو بار کلک کلک کی مخصوص آوازیں ابھری تھیں اور یہ اس بات کا کاشن تھا کہ فون ٹیپ کیا جا رہا تھا اور عمران نے جلدی سے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ میڈورڈ۔ ہمیں یہاں سے فوری نکلنا ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تنویر نے کیلی کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا اور کیلی لمبے لمبے سانس لینے لگ گئی۔

"اسے آف کر کے اس کی رسیاں کھول دو"....... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور تنویر نے یہ سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کیلی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور پھر چند لمحے بندھے ہونے کی وجہ سے اس کا جسم آہستہ آہستہ تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔ تنویر نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور رسیاں کھولنے کے لئے مڑنے لگا۔

"رک جاؤ۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ میرے ساتھ"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کیا طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہو گیا ہے۔ پہلے حکم دیتے ہو پھر بدل دیتے ہو"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"گولیاں تو میں بھی چلا سکتا تھا۔ میرا مطلب تھا کہ اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دو۔ گولیاں چلنے سے ظاہر ہے وہ سمجھ جائیں گے کہ اسے کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہلاک کیا گیا ہے اس لئے اب رسیاں کھولنے اور کسی اور طرح کا تاثر دینے کا ڈرامہ فضول ہی جائے گا"۔ عمران نے بیرونی دروازے کی طرف پہنچتے پہنچتے جواب دیا۔

"تو پھر مجھے بتا دینا تھا۔ میں اس کی گردن توڑ دیتا لیکن تم نے اچانک ہی فیصلہ کیوں کیا"...... تنویر نے عمران کے پیچھے فلیٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔ فلیٹ کا دروازہ آٹومیٹک لاک کی وجہ سے ان کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا تھا۔

"فون ٹیپ کیا جا رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں شک پڑ گیا تھا جس کی تسلی کی جا رہی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ٹیپ کسی وائس چیکر میں ڈال کر اس کو چیک کرنا چاہتے ہوں۔ بہر حال اب اس کا زندہ رہ جانا ہمارے خلاف جاتا"...... عمران نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی سڑک پر آ گئے۔ چند لمحوں بعد انہیں خالی ٹیکسی مل گئی اور عمران اسے اپنے ہوٹل کا نام بتا کر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تنویر اس کے ساتھ تھا۔

"اب آئندہ کیا پروگرام ہے"...... تنویر نے کہا۔



"ظاہر ہے تفریح ہی کرنی ہے اور ہم نے کیا کرنا ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور خاموش ہو گیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران ٹیکسی ڈرائیور کی وجہ سے کھل کر بات نہیں کرنا چاہتا۔

میجر آصف درانی کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک تو اس کے ذہن پر دھند سی چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہو گیا۔ اس نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے خود بخود ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کسی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کے گرد فولادی راڈز ہیں۔ سامنے ہی کرسیوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک آدمی کرسیوں کے ساتھ کھڑا تھا اور ایک دیو ہیکل آدمی ہاتھ میں کوڑا اٹھائے ان کے قریب کھڑا تھا اور پھر جیسے ہی میجر آصف درانی نے گردن موڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے ساتھ ہی کرسیوں کی قطار میں نہ صرف کیپٹن تراب بلکہ ہوٹل میں موجود باقی ساتھی بھی اسی طرح راڈز میں جکڑے ہوئے موجود تھے اور وہ سب ہوش میں آنے کی



کیفیت میں نظر آ رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی میجر آصف درانی کے ذہن میں ایک دھماکہ ہوا کیونکہ اس نے سب ساتھیوں کو میک اپ کی بجائے ان کے اصل چہروں میں دیکھا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... سامنے بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے میجر آصف درانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام پوچھا ہے تم نے"...... میجر آصف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے چیک کر لیا ہو گا کہ تم سب اپنی اصلی شکلوں میں ہو اس لئے اب ایکریمی فرضی نام بتانے کی ضرورت نہیں ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس کے سپیشل سیکشن سے ہے اور تمہیں یہاں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تم ڈمی کے طور پر سامنے رہو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں لیبارٹری کو تباہ کر سکے"...... اس آدمی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو میجر آصف درانی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم پہلے اپنے بارے میں بتاؤ تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ ہاکلی کے سب سے بڑے نجومی کا کیا نام ہے"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ بہرحال سنو۔ میرا نام گارسن ہے اور میں ڈبل کراس کا چیف ہوں۔ تم ڈاکٹر سیون کی کوٹھی پر گئے تھے اور تم نے اسے ہلاک کر دیا ہے"...... اس آدمی

نے کہا۔

"ظاہر ہے جب کوئی آدمی ہمارے سوالوں کا جواب دینے سے انکار کرے گا تو ہمارے پاس اسے ہلاک کرنے کے علاوہ اور کیا چارہ ہو سکتا ہے"...... میجر آصف درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو، تمہارا کیا خیال ہے کہ ڈاکٹر سیون تمہیں لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتا دے گا۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ ہم سب اپنے ملک کے لئے اپنی جانیں قربان کر دینے کا جذبہ رکھتے ہیں"۔ گارسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے شک ہوا اور تم ڈاکٹر سیون کی کوٹھی تک کیسے پہنچ گئے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔ وہ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی دونوں ٹانگوں کو اندر کی طرف لے جانے کی کوشش میں مصروف تھا کیونکہ اس قسم کے راڈز کو کھولنے کی اسے اور اس کے ساتھیوں کو خصوصی ٹریننگ دی گئی تھی لیکن کرسی کے نیچے باقاعدہ فولادی پلیٹ موجود تھی اس لئے اس کا ذہن اب مسلسل یہ سوچنے میں مصروف تھا کہ اب وہ کس طرح ان راڈز سے آزادی حاصل کرے۔

"تم گریٹ لینڈ کی بجائے مڈ لینڈ میں ڈراپ ہو گئے تھے اور پھر مڈ لینڈ سے تم یہاں آ گئے۔ ہمیں تمہاری تعداد کے بارے میں اور قدوقامت کے بارے میں علم تھا۔ یہ میرے ساتھ باب ہے جو ڈبل کراس کے ایکشن گروپ سے متعلق ہے۔ اس کا کام تمہیں تلاش کرنا





تھا اور اس کے آدمیوں نے تمہیں مشکوک سمجھ کر تمہاری نگرانی کرائی۔ تم دو آدمی ہوٹل سے ٹیکسی میں بیٹھ کر ڈاکٹر سیون کی کوٹھی پر گئے جبکہ تمہارے باقی ساتھی کمرے میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم نے گائیگر کی مدد سے چیکنگ کر لی ہو لیکن ہمارے پاس ایسے جدید آلات ہیں کہ ہم کمرے کے باہر سے بھی تمہاری آوازیں سن سکتے ہیں۔ چنانچہ تمہارے ساتھیوں کی آوازیں سنی گئیں تو پتہ چلا کہ تم پاکیشیائی زبان میں باتیں کر رہے ہو اس لئے یہ بات کنفرم ہو گئی کہ تم سپیشل سیکشن کے آدمی ہو"...... گارسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"کیا میرے ساتھیوں نے سپیشل سیکشن کا نام لیا تھا جو تم کنفرم ہو گئے۔ تم ہمارا سیکرٹ سروس سے تعلق بھی تو سمجھ سکتے تھے"۔ میجر آصف درانی نے کہا۔

"وہ لوگ اس قدر احمق نہیں ہو سکتے کہ ایکریمی میک اپ کر کے پاکیشیائی زبان میں باتیں کریں"...... گارسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں ہم احمق نظر آئے ہیں۔ بہت خوب۔ بہرحال تمہاری یہ ریڈنگ درست ہے۔ ہم واقعی احمق ہیں اس لئے اس وقت تمہارے رحم و کرم پر ہیں"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... گارسن نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" میرا نام آصف درانی ہے"...... آصف درانی نے کہا۔

" دیکھو۔ ہم لوگ حکومت سے متعلق ہیں اور تمہارا تعلق بھی حکومت سے ہے۔ تم کسی مجرم تنظیم سے متعلق نہیں ہو اور ڈبل کراس کے خلاف وہاں پاکیشیا میں سیکرٹ سروس نے کارروائی کی ہے اور یہاں بھی لازمی بات ہے کہ وہی اصل مشن پر کام کرے گی اس لئے اگر تم ہمیں سیکرٹ سروس کے بارے میں تفصیل بتا دو کہ وہ کب اور کس صورت میں یہاں پہنچے گی تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ان کے خاتمے کے بعد زندہ واپس جانے کی اجازت دے دوں گا"...... گارسن نے کہا۔

" ابھی تم مجھے احمق کہہ رہے تھے حالانکہ حماقت تم نے کی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہم سے ہوٹل میں رابطہ کرنا تھا لیکن اب جبکہ ہم انہیں ہوٹل میں نہ ملیں گے تو ظاہر ہے وہ سمجھ جائیں گے کہ ہم تمہارے ہاتھ لگ چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ کیا کرتے ہیں یہ تم خود سمجھ سکتے ہو"...... میجر آصف درانی نے کہا تو گارسن بے اختیار چونک پڑا۔

" تمہارے گروپ کا انچارج کون ہے"...... گارسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" میں ان سب سے بڑا احمق ہوں اس لئے میں ہی انچارج ہو سکتا ہوں"...... آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" باب۔ تم اس آصف کے قدوقامت کا آدمی اپنے گروپ سے لو



اور پھر اس پر اس آصف کا میک اپ کرو۔ وہ میک اپ جو اس نے پہلے کیا ہوا تھا اور اس کے بعد اس آدمی کو ہوٹل کے اس کمرے میں پہنچا دو اور خود نگرانی کرو۔ لازماً اسے کال کیا جائے گا اور اس طرح کال کا ماخذ معلوم ہو جانے پر ہم سیکرٹ سروس کے گروپ کو نہ صرف آسانی سے ٹریس کر لیں گے بلکہ ان کا خاتمہ بھی کر دیا جائے گا"...... گارسن نے ساتھ بیٹھے ہوئے باب سے مخاطب ہو کر کہا۔

" لیکن باس اس آدمی کا لہجہ اور آواز۔ اس کا کیا ہو گا"...... باب نے کہا۔

" بیماری کا بہانہ بنا لینا۔ گلے کی خرابی۔ اس طرح بات بن جائے گی۔ مقصد تو صرف چند لمحے لینے ہیں تاکہ کال کا ماخذ چیک ہو سکے"...... گارسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... باب نے جواب دیا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کہ سیکرٹ سروس کب تم سے رابطہ کرے گی"...... گارسن نے دوبارہ میجر آصف درانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مجھے وقت بتاؤ۔ تب ہی میں بتا سکوں گا"...... میجر آصف درانی نے کہا تو گارسن نے اسے وقت بتا دیا۔

" ہاں۔ ایک گھنٹے بعد وہ رابطہ کریں گے۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد"...... میجر آصف درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ان کا تمہارے ساتھ وقت طے تھا جو تم اس قدر حتمی لہجے میں کہہ رہے ہو"...... گارسن نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تم سے وقت پوچھا تھا"...... میجر آصف درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ انہیں ہلاک کر دو ولسن۔ اب ہم خود ہی سیکرٹ سروس سے نمٹ لیں گے"...... گارسن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... سائیڈ پر کھڑے آدمی نے کہا۔

"اگر تم چاہو تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں"...... اچانک میجر آصف درانی نے کہا۔

"کیسی مدد اور کیوں"...... گارسن نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ولسن کو ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں باقاعدہ چارہ بنا کر آگے رکھا گیا تھا۔ گو میں نے احتجاج کیا تھا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے ہماری ایک نہ سنی۔ چونکہ ہم سرکاری طور پر مجبور تھے اس لئے ہم خاموش رہے لیکن اب اگر تم وعدہ کرو کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کرو گے تو میں سیکرٹ سروس کی گرفتاری میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں"...... میجر آصف درانی نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے"...... گارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ہماری طرح احمق نہیں ہیں کہ وہ اپنے اڈے سے فون کریں گے۔ وہ لامحالہ کسی پبلک فون بوتھ سے



کال کریں گے اور تم انہیں چیک نہ کر سکو گے۔ دوسری بات یہ کہ وہ میری آواز اور لہجہ پہچانتے ہیں۔ اس لئے چاہے تم کوئی بھی بہانہ کرو وہ ایک لمحے میں صورت حال سمجھ جائیں گے جبکہ میں تمہاری اس طرح مدد کر سکتا ہوں کہ تم ہمارے ہوٹل کے کمروں میں ہمارے میک اپ میں اپنے آدمی پہنچا دو اور وہاں ہوٹل میں ایسا بندوبست کرو کہ وہاں کمرے میں ہونے والی فون کال یہاں ٹرانسفر ہو جائے تو میں یہاں ان سے بات کر کے انہیں تسلی کرا دوں گا اور میں انہیں یہ بھی بتا دوں گا کہ ہم نے ڈاکٹر سیون سے لیبارٹری کے بارے میں تمام تفصیل معلوم کر لی ہے اس لئے وہ ہمیں آ کر ملیں اور مجھ سے تفصیل معلوم کریں۔ اس طرح لازماً وہ ہوٹل پہنچ جائیں گے اور پھر آگے تمہارے آدمیوں کا کام ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"ہونہہ۔ لیکن اگر تم انہیں کوئی اشارہ کر دو تو پھر"...... گارسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ تم ہمیں ان راڈز سے آزاد کر دو۔ ظاہر ہے ہم یہاں بے بس ہیں۔ اگر ہم کوئی غلطی کریں گے تو اس کا خمیازہ بھی ظاہر ہے ہمیں ہی بھگتنا ہو گا جبکہ دوسری صورت میں ہمارے زندہ رہنے کا چانس بن جائے گا۔ سیکرٹ سروس تو ایک ادارہ ہے اور اس گروپ کے ختم ہو جانے پر سیکرٹ سروس تو ختم نہیں ہو جائے گی"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری بات پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اوکے تم اسی حالت میں رہو گے۔ ہم اس دوران انتظامات کر لیتے ہیں۔ آؤ باب"....... گارسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"ہم یہاں رہیں چیف"....... ولسن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بے بس ہیں۔ آؤ"۔ گارسن نے کہا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے باب اور اس کے پیچھے ولسن اور دیو ہیکل آدمی بھی کمرے سے باہر چلا گیا اور دروازہ بند کر دیا گیا تو میجر آصف درانی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ نے واقعی حیرت انگیز ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے باس"۔ اچانک کیپٹن سعدیہ نے کہا۔ وہ میجر آصف درانی کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ لوگ ہمیں فوراً ہلاک کرنا چاہتے تھے اس طرح ایک گھنٹہ مل گیا ہے اس سے زیادہ وقت اس لئے نہیں بتایا کہ اس طرح یہ مشکوک ہو سکتے تھے لیکن اب ہم نے ان راڈز سے آزاد ہونا ہے ورنہ واقعی ہم مارے جائیں گے"....... میجر آصف درانی نے کہا۔

"لیکن ان کرسیوں کے نیچے فولادی پلیٹس لگائی گئی ہیں اس لئے ہم ان کی پشت پر موجود بٹن کیسے پریس کر سکتے ہیں"....... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔ وہ سب سے آخر میں بیٹھی ہوئی تھی۔



"فوزیہ۔ تم سب سے آخر میں موجود ہو اور تمہارے بعد کوئی کرسی بھی نہیں ہے جبکہ ادھر میں سب سے پہلے ہوں لیکن میرے ساتھ خالی کرسی ہے اس لئے میں اپنی ٹانگ موڑ کر عقبی طرف نہیں لے جا سکتا جبکہ تم ایسا کر سکتی ہو"....... اچانک کیپٹن ہارون نے کیپٹن فوزیہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ میرا جسم اس حد تک سائیڈ پر ہو سکتا ہے کہ میری ٹانگ مڑ کر عقبی طرف پہنچ جائے"....... کیپٹن فوزیہ نے کہا اور پھر اس نے واقعی کوشش شروع کر دی۔ سب کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ کافی دیر تک کیپٹن فوزیہ کوشش کرتی رہی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکی۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا"....... فوزیہ نے قدرے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے فوزیہ۔ کوشش جاری رکھو"....... میجر آصف درانی نے اس بار سخت لہجے میں کہا تو کیپٹن فوزیہ نے ایک بار پھر کوشش شروع کر دی لیکن باوجود شدید کوشش کے وہ کامیاب نہ ہو سکی تھی۔

"مم۔ مم۔ میں آزاد ہو سکتی ہوں"....... اچانک میجر آصف درانی کے قریب بیٹھی ہوئی کیپٹن سعدیہ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ سب چونک کر اسے دیکھنے لگے اور پھر ان سب کے چہروں پر یہ دیکھ کر مسرت کے تاثرات ابھر آئے کہ کیپٹن سعدیہ کا جسم آہستہ

آہستہ اوپر کو اٹھتا جا رہا تھا۔ اس کا سانس رکا ہوا تھا اور اس کا دبلا پتلا جسم کسی سانپ کی طرح اس طرح اوپر کو اٹھتا جا رہا تھا جیسے سانپ اپنا پھن اٹھا رہا ہو اور چند لمحوں بعد اس کے دونوں بازو راڈز سے باہر آ گئے تو اس نے دونوں ہاتھ راڈز پر رکھے اور اس کے ساتھ ہی اس کا اوپر والا جسم آگے کی طرف جھکتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے وہ الٹی قلابازی کھا کر فرش پر کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ مسرت سے سرخ ہو گیا تھا۔

"گڈ شو سعدیہ۔ اب جلدی سے ہمیں آزاد کرو"...... میجر آصف درانی نے کہا تو کیپٹن سعدیہ دوڑتی ہوئی کیپٹن فوزیہ کی طرف بڑھ گئی کیونکہ وہاں سے وہ عقبی طرف پہنچ سکتی تھی اور پھر سب سے پہلے اس نے فوزیہ کی کرسی کے عقب میں موجود بٹن پریس کیا تو کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی راڈز کرسی میں غائب ہو گئے اور کیپٹن فوزیہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر ان دونوں نے مل کر سب کو کرسیوں کی گرفت سے آزاد کرا دیا۔

"ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے لیکن ہم نے اس جگہ پر قبضہ کرنا ہے۔ البتہ اس گارسن کا زندہ رہنا ضروری ہے تاکہ اس سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں"...... میجر آصف درانی نے کہا اور سب سر ہلاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک باہر سے قدموں کی آواز سنائی دی تو میجر آصف کے اشارے پر وہ سب تیزی سے سائیڈ کی دیواروں سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور



ولسن تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"ارے یہ کیا"...... اس نے اندر داخل ہوتے ہی اچھل کر کہا لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت چیختا ہوا اچھل کر کیپٹن ہارون کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن اب میجر آصف درانی کے ہاتھ میں تھی۔

"اسے سنبھالو"...... میجر آصف درانی کی آواز سنائی دی اور وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے سے باہر آ گیا۔ کیپٹن ہارون نے ولسن کو چھاپ لیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ولسن گھوم کر اس کے سینے سے جا لگا تھا۔ ولسن نے سنبھلتے ہی ہارون کو اچھالنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے کٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ولسن کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور ہارون نے اسے آگے دھکیل دیا اور ولسن کٹے ہوئے شہتیر کی طرح منہ کے بل نیچے جا گرا۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا۔

"اب تمہیں واقعی اس داؤ میں بڑی مہارت ہو گئی ہے"۔ فوزیہ نے مسکراتے ہوئے ہارون سے کہا اور ہارون بے اختیار ہنس پڑا۔

"آؤ۔ باس باہر اکیلا ہے۔ نجانے یہاں کتنے آدمی ہوں"۔ کیپٹن تراب نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ہمیں یہاں رکنا ہو گا۔ نجانے باہر کیا سچوئیشن ہو۔ باس کے پاس گن ہے اور وہ بہرحال اپنی حفاظت کر سکتا ہے"۔ کیپٹن فوزیہ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھتا ہوا کیپٹن تراب

رک گیا۔ چند لمحوں بعد باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

"میں آصف ہوں"....... باہر سے میجر آصف درانی کی آواز سنائی دی تو وہ سب آگے بڑھے۔ اسی لمحے میجر آصف اندر داخل ہوا۔

"باہر وہی صرف دیو ہیکل تھا۔ میں نے اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار کر اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ گارسن موجود نہیں ہے۔ وہ شاید چلا گیا ہے۔ آؤ باہر آ جاؤ"....... میجر آصف درانی نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے باہر آ گئے۔

"یہاں ایک کمرے میں اسلحہ موجود ہے۔ وہ لے لو اور باہر پھیل کر پہرہ دو۔ میں اس دیو ہیکل سے اس دوران پوچھ گچھ کر لوں"۔ میجر آصف درانی نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے پوچھ گچھ کرنے کی۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ یہ بہرحال خطرناک جگہ ہے"....... کیپٹن ہارون نے کہا۔

"نہیں۔ گارسن کے اس طرح چلے جانے کا مطلب ہے کہ اسے کوئی خاص اطلاع ملی ہے۔ زیادہ دیر نہیں لگے گی"....... میجر آصف درانی نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"میرے ساتھ آؤ کیپٹن تراب"....... میجر آصف درانی نے کہا اور کیپٹن تراب کو ساتھ لے کر وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہاں وہ دیو ہیکل کرسی پر ڈھیر کی صورت



میں پڑا ہوا تھا۔

"پردہ اتار لو کیپٹن تراب۔ جلدی کرو۔ اسے مارنا نہیں ہے"۔ میجر آصف درانی نے کہا تو کیپٹن تراب نے ایک دروازے پر موجود پردہ اتارنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس پردے کی رسی بنا کر اس دیو ہیکل کو کرسی کے ساتھ باندھ دیا گیا تو میجر آصف درانی نے اس دیو ہیکل کے چہرے پر پوری قوت سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے تقریباً چوتھے تھپڑ پر اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں تو میجر آصف نے گن ہاتھ میں پکڑ لی۔ دیو ہیکل نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکتا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا"....... میجر آصف درانی نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم آزاد کیسے ہو گئے۔ کیسے۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ولسن کہاں ہے"....... اس دیو ہیکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ ورنہ"....... میجر آصف درانی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام بروچر ہے"....... اس بار اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"گارسن کہاں چلا گیا ہے"....... میجر آصف نے ایک بار پھر سرد

لہجے میں پوچھا۔

"چیف نے ہیڈ کوارٹر فون کیا تھا۔ وہاں سے ہیڈ کوارٹر انچارج نے اسے بتایا کہ اس کی عورت نے ہیڈ کوارٹر کال کر کے اس کے بارے میں پوچھا ہے تو چیف یہ کہہ کر چلا گیا کہ وہ اس کال کے بارے میں اطمینان کر کے واپس آئے گا"...... بروچر نے جواب دیا۔

"لیکن اس نے تو ہمارے ہوٹل میں انتظامات کرانے تھے پھر"۔ میجر آصف درانی نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں تو چیف کے آفس کے باہر موجود تھا۔ جب میں نے اس کی بات سنی اس وقت وہ ولسن سے بات کر رہا تھا۔ پھر چیف چلا گیا"...... بروچر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... میجر آصف نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں وہاں کبھی نہیں گیا۔ باب کو معلوم ہو گا مگر باب بھی چیف کے جانے کے بعد چلا گیا تھا۔ میں اس پوائنٹ پر ہی رہتا ہوں"...... بروچر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم مرنا چاہتے ہو"...... میجر آصف نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے واقعی نہیں معلوم"...... بروچر نے کہا۔

"اس کی عورت کون ہے جس کی فون کال پر وہ اس انداز میں چلا گیا ہے"...... میجر آصف نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ چیف یہاں کبھی کبھار آتا ہے"...... بروچر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ تم ہم سے چھپا رہے ہو اسے قبر میں لے جاؤ ساتھ"۔ میجر آصف نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دیو ہیکل بروچر کے حلق سے یکے بعد دیگرے چیخیں نکلیں اور اس کا جسم چند جھٹکے کھانے کے بعد ساکت ہو گیا اور میجر آصف اور کیپٹن تراب دونوں اس کمرے سے باہر آ گئے۔

"کیا ہوا۔ کچھ پتہ چلا"...... کیپٹن فوزیہ نے پوچھا۔

"گارسن کسی عورت کی کال پر گیا ہے۔ بہرحال اب ہمیں یہاں سے جانا ہے"...... میجر آصف نے جواب دیا۔

"لیکن اب ہم واپس ہوٹل تو نہیں جا سکتے۔ پھر کہاں جائیں گے"...... اس بار کیپٹن ہارون نے کہا۔

"ہمیں اپنی رہائش گاہ، کاروں اور اسلحہ کا بندوبست کرنا ہو گا کیونکہ ہمیں بہرحال یہ معلوم ہو گیا ہے کہ لیبارٹری کس علاقے میں ہے۔ ہم نے وہاں آج رات ہی آپریشن کرنا ہے"...... میجر آصف نے کہا۔

"لیکن یہ سب انتظامات کیسے ہوں گے"...... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرا کام ہے۔ مجھے کرنل پاشا نے اس سلسلے میں ضروری ہدایات دے دی تھیں۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ یہیں سے بات ہو سکتی ہے۔ تم باہر کا خیال رکھو۔ ہو سکتا ہے کہ گارسن واپس آجائے تو ہمارے حق میں بہت بہتر ہو گا۔ میں فون کر لوں"...... میجر آصف نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔ اندر کمرے میں موجود ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پیٹر پکچر گیلری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسٹر پیٹر سے بات کرائیں میں رائل فوٹو گرافک سوسائٹی سے ولموٹ بول رہا ہوں"...... میجر آصف نے کہا۔

"اوہ یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ پیٹر بول رہا ہوں مسٹر ولموٹ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ کیا ہانگری سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں۔ میں ابھی یہاں پہنچا ہوں۔ آپ فرمائیں ہماری فلمیں تیار ہیں یا نہیں"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"ہو چکی ہیں لیکن آپ کو ان کی ڈیلیوری سکس جوبلی ٹاؤن لائن ورتھ پر ہو سکے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا سب کچھ ڈیمانڈ کے مطابق ہے یا کچھ رہ گیا ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔



"نہیں۔ سب کچھ ڈیمانڈ کے مطابق سپلائی کیا جا رہا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... میجر آصف درانی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آگیا۔

"سنو۔ سکس جوبلی ٹاؤن لائن ورتھ ہماری نئی رہائش گاہ ہے۔ وہاں اسلحہ، میک اپ کا سامان، گاڑیاں اور نئے کاغذات وغیرہ سب کچھ موجود ہے۔ ہم سب نے وہاں پہنچنا ہے لیکن سب نے علیحدہ علیحدہ وہاں پہنچنا ہے۔ وہاں جو آدمی موجود ہو گا اسے رائل فوٹو گرافک سوسائٹی کے الفاظ کہنے ہیں"...... میجر آصف درانی نے سب سے مخاطب ہو کر کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے کوٹھی سے باہر نکل گئے۔

گارسن نے کار ہیڈ کوارٹر کی مخصوص پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ ایکس پوائنٹ سے آرہا تھا۔ اس نے ولسن کو ہدایات دے دی تھیں کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ اس نے پہلے تو ان کی باتوں پر یقین کر لیا تھا لیکن پھر وہیں ایکس پوائنٹ کے آفس میں بیٹھ کر اس نے جب ٹھنڈے ذہن سے سوچا اور سچوئیشن پر غور کیا تو آخرکار وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اتنی آسانی سے ان کے ہاتھ نہیں لگ سکتی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس دوران یہ لوگ بھی کسی نہ کسی انداز میں نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس آفس میں بیٹھ کر اس نے جب ہیڈ کوارٹر کال کی تو پارک نے اسے بتایا کہ اس کی عدم موجودگی میں کیلی کا فون آیا تھا اور وہ اس کے بارے میں پوچھ رہی تھی تو گارسن بے اختیار اچھل پڑا



کیونکہ اس نے خصوصی طور پر کیلی کو منع کر رکھا تھا کہ وہ کسی صورت بھی ہیڈ کوارٹر کال نہ کرے کیونکہ اسے اطلاع مل چکی تھی کہ کیلی کے ہیڈ کوارٹر میں آنے یا کال کرنے کے بارے میں رپورٹ ڈیفنس سیکرٹری کو مل چکی ہے اور ڈیفنس سیکرٹری نے اس بات کا سخت نوٹس لیا اور ڈیفنس سیکرٹری نے حکم دیا کہ گارسن کو متنبہ کر دیا جائے کہ سرکاری معاملات میں وہ پرائیویٹ لوگوں کو کسی طور پر داخل نہ ہونے دے اس لئے گارسن نے کیلی کو انتہائی سختی سے منع کر دیا تھا کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے وہ اسے ہیڈ کوارٹر کال نہ کیا کرے اور طویل عرصے سے ایسا ہی ہو رہا تھا اس لئے جب پارک نے اسے کال کے بارے میں بتایا تو اس نے پارک کو کہہ دیا تھا کہ وہ کیلی کو کال کر کے اس سے پوچھے کہ اس نے کیوں کال کی تھی اور وہ خود ہیڈ کوارٹر آرہا ہے اس لئے اس کے پہنچنے تک وہ یہ بات معلوم کر رکھے۔ وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ آخر کیلی نے کیوں کال کیا ہو گا اور بظاہر اسے اس کی کوئی وجہ سمجھ نہ آرہی تھی۔ آفس میں پہنچتے ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور پارک اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا پارک ..." گارسن نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

"چیف۔ مس کیلی کو میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق کال کی

تھی اور میں نے آپ کو سنانے کے لئے ٹیپ میں گفتگو کو ٹیپ کر لیا تھا"...... پارک نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا ہے کیلی کو۔ کیوں کال کیا تھا اس نے"۔ گارسن نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ مس کیلی نے کال نہیں کیا تھا بلکہ"...... پارک نے کہا اور پھر فقرہ مکمل کئے بغیر رک گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ کیلی نے فون کیا ہے۔ اب کہہ رہے ہو کہ فون اس نے نہیں کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم نشے میں ہو"...... گارسن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ پہلے آپ ٹیپ سن لیں پھر بات ہو گی"...... پارک نے کہا اور پھر اس نے آفس کی دیوار میں نصب ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر نکال کر اس میں ٹیپ لگایا اور ریکارڈر کا بٹن آن کر دیا اور فون پر ہونے والی کیلی اور پارک کے درمیان گفتگو کمرے میں سنائی دینے لگی۔ گارسن خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ پھر جب گفتگو ختم ہو گئی تو پارک نے ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔

"لیکن اس میں اتنے متوحش ہونے کی کیا بات ہے"...... گارسن نے کہا۔

"بات کرنے والی کیلی نہیں ہے چیف۔ کوئی اور ہے"۔ پارک نے کہا تو گارسن بے اختیار اچھل پڑا۔



"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا میں بھی اب کیلی کا لہجہ اور آواز پہچان نہ سکوں گا۔ کیا تم پاگل تو نہیں ہو گئے"۔ گارسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ یہ دیکھیں وائس چیکر کمپیوٹر کی رپورٹ"...... پارک نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر گارسن کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ میں خود بات کرتا ہوں۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... گارسن نے کہا اور تیزی سے رسیور اٹھا کر اس نے فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی مگر کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کیلی فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔ مگر یہ وائس چیکر کمپیوٹر نے کیا رپورٹ دی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا کمپیوٹر میں کوئی خرابی تو نہیں ہو گئی"...... گارسن نے کہا۔

"نہیں چیف۔ کمپیوٹر تو اوکے ہے"...... پارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں کسی کو مس کیلی کے فلیٹ پر بھیجوں"...... پارک نے کہا تو گارسن ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کیوں۔ کیا کوئی خاص بات ہے تمہارے ذہن میں"۔ گارسن نے کہا۔

"یس چیف۔ وہاں مجھے معاملات گڑبڑ لگتے ہیں۔ میں نے سوچا تھا باس کہ فوری وہاں کسی کو بھیج کر معلوم کراؤں لیکن مس کیلی کی وجہ سے خاموش ہو گیا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں معلوم کراؤں"۔ یارک نے کہا۔

"لیکن کیا معلوم کراؤ گے۔ کیلی تو فلیٹ میں موجود ہی نہیں ہے"۔ گارسن نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ انہیں اغوا کر لیا گیا ہو"...... یارک نے کہا تو گارسن بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ وری بیڈ۔ اوہ۔ جلدی معلوم کراؤ۔ جلدی"...... گارسن نے اس بار انتہائی بے چین لہجے میں کہا تو یارک نے آگے بڑھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن ایک بار پھر پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹونی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یارک بول رہا ہوں ٹونی ہیڈ کوارٹر سے۔ تم ایسا کرو کہ مس کیلی کے فلیٹ پر جاؤ اور چیک کرو کہ مس کیلی کو کہیں اغوا تو نہیں کر لیا گیا۔ بلسٹر پلازہ تمہارے قریب ہے۔ جلدی معلوم کرو اور پھر چیف کو خصوصی نمبروں پر اطلاع دو۔ جلدی"...... یارک نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور یارک نے رسیور



رکھ دیا۔

"بیٹھو"...... گارسن نے پہلی بار اسے بیٹھنے کے لئے کہا تو یارک میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کون اغوا کر سکتا ہے کیلی کو۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو ہلاک ہو چکے ہیں۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ میں ولسن سے رپورٹ لے لوں"۔ گارسن نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور چند نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکس پوائنٹ پر ولسن سے میری بات کراؤ"...... گارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کراؤ بات"...... گارسن نے کہا۔

"باس۔ وہاں کوئی کال اٹنڈ ہی نہیں کر رہا"...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی تو گارسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کیوں۔ کیوں کال اٹنڈ نہیں کر رہا"...... گارسن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب میں کیا بتا سکتا ہوں باس"...... پی اے نے بے بسی سے پر لہجے میں کہا۔

"ٹیڈ کو کال کر کے کہو کہ وہ ایکس پوائنٹ پر جا کر معلوم کرے کہ ولسن اور بروچر کیوں کال اٹنڈ نہیں کر رہے اور پھر مجھے بتاؤ"۔

گارسن نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے"....... گارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن پارک نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو گارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... گارسن نے کہا۔

"ٹونی کی کال ہے باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کراؤ بات"....... گارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ پارک بھی ٹونی کی رپورٹ سن سکے۔

"ہیلو چیف۔ میں ٹونی بول رہا ہوں مس کیلی کے فلیٹ سے۔ مس کیلی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے"....... دوسری طرف سے ٹونی نے کہا تو گارسن کا رسیور والا ہاتھ بے اختیار کپکپانے لگا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"....... اس نے رعشہ زدہ سی آواز میں کہا تو پارک نے اٹھ کر جلدی سے اس کے ہاتھ سے رسیور لے لیا ورنہ گارسن کی حالت بتا رہی تھی کہ رسیور اس کے ہاتھ سے نیچے گر پڑے گا۔

"ٹونی۔ میں پارک بول رہا ہوں۔ تفصیل بتاؤ"....... پارک نے کہا۔

"باس۔ میں آپ کے حکم پر فلیٹ پر پہنچا تو فلیٹ کا دروازہ اندر سے آٹومیٹک لاکڈ تھا۔ میں نے کال بیل کا بٹن پریس کیا تو کافی دیر



تک اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو میں نے باہر سے ناب گھما کر دروازہ کھولا اور اندر گیا تو مس کیلی کی لاش ایک کرسی پر موجود تھی۔ انہیں رسی سے باندھا گیا تھا اور انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ ان کی لاش کی حالت بتا رہی ہے کہ انہیں مرے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ فلیٹ سے کوئی چیز چوری نہیں کی گئی اور نہ وہاں کسی قسم کی افراتفری کے آثار نظر آ رہے ہیں"....... ٹونی نے جواب دیا۔ اسی لمحے گارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور لے لیا۔ اب وہ فوری اور شدید نوعیت کے صدمے کے اثرات سے باہر نکل آیا تھا۔ البتہ اب اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

"ٹونی۔ معلوم کرو کہ یہ کام کس نے کیا ہے"....... گارسن نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو گارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... گارسن نے کہا۔

"ٹیڈ کی کال ہے باس"....... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کراؤ بات"....... گارسن نے کہا۔

"ٹیڈ بول رہا ہوں چیف۔ ایکس پوائنٹ پر ولسن اور بروچر کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو گارسن نے صرف ہونٹ بھینچ لئے جبکہ پارک بے اختیار اچھل پڑا۔

" وہ ایجنٹ جو کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔ ان کا کیا ہوا۔"
گارسن نے کہا۔

" کرسیاں خالی ہیں چیف۔ ایک کرسی کے راڈز ویسے ہی نکلے ہوئے ہیں جبکہ باقی کرسیوں کے راڈز بند ہو چکے ہیں"...... ٹیڈ نے جواب دیا۔

" ولسن اور بروچر کی لاشوں کی کیا پوزیشن ہے"...... گارسن نے پوچھا۔

" ولسن کی گردن توڑ کر ہلاک کیا گیا ہے جبکہ بروچر کی لاش کرسی پر پردے کی رسی بنا کر بندھی ہوئی ہے اور اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے"...... ٹیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ ایکس پوائنٹ لاک کر کے تم اپنے اڈے پر واپس چلے جاؤ"...... گارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" یہ سب کیسے ہو گیا ہو گا چیف"...... یارک نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ دو گروپ بیک وقت کام کر رہے ہیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ کسی بھی طرح وہاں سے نکل گئے جبکہ کیلی کے پاس ان کا دوسرا گروپ پہنچا یا سیکرٹ سروس وہاں پہنچی ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ"...... گارسن نے چونک کر کہا اور پھر اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رافٹ کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔



" رافٹ سے بات کراؤ۔ میں گارسن بول رہا ہوں"...... گارسن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" رافٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک کھنکھناتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ اور آواز بتا رہی تھی کہ وہ ادھیڑ عمر ہے۔

" گارسن بول رہا ہوں رافٹ۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف گریٹ لینڈ میں کام کرتے رہے ہو۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کوئی عورت بھی ہے۔ ایسی عورت جو کسی دوسری عورت کی آواز اور لہجے کی ہو بہو نقل کر سکے"۔ گارسن نے کہا۔

" عورت تو ان کے گروپ میں ہے لیکن جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس میں تو عمران بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... رافٹ نے کہا۔

" کیا یہ عمران کسی عورت کی آواز کی نقل بھی کر سکتا ہے"۔ گارسن نے کہا۔

" ہاں۔ بالکل کر سکتا ہے لیکن مسئلہ کیا ہے۔ تمہارا اس عمران سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے"...... رافٹ نے کہا۔

" بعد میں بات ہو گی۔ شکریہ"...... گارسن نے کہا اور رسیور رکھ

دیا۔

" تو یہ کیلی کی آواز اور لہجے میں بات کرنے والا عمران تھا۔ وہی عمران جو سیکرٹ سروس کا لیڈر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ چکی ہے اور میرا اندازہ درست ثابت ہو رہا ہے۔ سپیشل سیکشن کو سامنے رکھ کر وہ درپردہ کام کر رہے ہیں"۔ گارسن نے کہا۔

" چیف۔ انہوں نے لازماً مس کیلی سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی اور اب وہ لازماً ہیڈ کوارٹر پر حملہ کریں گے اور اس کے بعد ظاہر ہے ان کی موت یقینی ہے"....... یارک نے کہا۔

" موت نہیں۔ انہیں زندہ گرفتار کرنا ہے"....... گارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور یارک بے اختیار اچھل پڑا۔

" زندہ۔ مگر کیوں چیف۔ ایسے لوگوں کو تو ایک لمحے کی بھی مہلت نہیں ملنی چاہیئے"....... یارک نے کہا۔

" میں کیلی کا انتقام خود ان سے لینا چاہتا ہوں ورنہ مجھے چین نہیں آئے گا"....... گارسن نے کہا۔

" اوکے باس۔ ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں لیکن ایک بات مزید بتا دیں"....... یارک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" کون سی بات"....... گارسن نے چونک کر پوچھا۔

" میرا خیال ہے کہ سپیشل سیکشن نے ڈاکٹر سیون سے لیبارٹری



کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی اس لئے وہ لامحالہ لیبارٹری پر حملہ کریں گے جبکہ ہمیں لیبارٹری کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ اگر آپ ہمیں بتا دیں تو میں باب اور اس کے گروپ کو وہاں تعینات کر دوں۔ اس طرح یہ سیکشن آسانی سے مارا جائے گا"۔ یارک نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے لیکن مجھے پہلے وہاں کے انچارج سے بات کرنا ہو گی"....... گارسن نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو تین نمبر پریس کر دیئے۔

" یس سر"....... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" اوڈی لیبارٹری کے چیف سکیورٹی آفیسر سے میری بات کراؤ"....... گارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"....... گارسن نے کہا۔

" چیف سکیورٹی آفیسر کرنل کرستان لائن پر ہیں جناب"۔ دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس۔ کراؤ بات"....... گارسن نے کہا۔

" کرنل کرستان بول رہا ہوں جناب"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

" گارسن بول رہا ہوں چیف آف ڈبل کراس"....... گارسن نے

تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمائیے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوڈی لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا سے گروپ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک گروپ نے ایک ریٹائرڈ سائنس دان ڈاکٹر سیون سے لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہے۔ اس لئے وہ یقیناً اب لیبارٹری پر حملہ آور ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ڈبل کراس کے ایکشن سیکشن کا ایک گروپ جو ہر طرح سے تربیت یافتہ ہے وہاں بھجوا دوں تاکہ اگر یہ غیر ملکی ایجنٹ وہاں حملہ کریں تو ان کا خاتمہ کیا جا سکے"....... گارسن نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ پرائم منسٹر صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب نے یہاں پہلے ہی حفاظت کے انتہائی خصوصی انتظامات کر رکھے ہیں۔ دو سو انتہائی تربیت یافتہ کمانڈوز کا ایک دستہ یہاں خصوصی طور پر تعینات کیا گیا ہے اور آپ کا گروپ یہاں آنے پر معاملات الجھ سکتے ہیں۔ ویسے آپ جس طرح حکم کریں"۔ کرنل کرستان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے لیکن بہرحال آپ نے ہوشیار رہنا ہے اور اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو آپ مجھے فوری کال کر سکتے ہیں"....... گارسن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور گارسن نے اوکے کہہ



کر رسیور رکھ دیا۔

"تم باب اور اس کے گروپ کو اب ان دونوں گروپوں کے بارے میں بتا کر اسے کہہ دو کہ انہیں ٹریس کرے اور تم نے بھی ہوشیار رہنا ہے"....... گارسن نے کہا۔

"یس سر"....... پارک نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں نے جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرنا۔ میں اپنے ہاتھوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی بوٹیاں اڑانا چاہتا ہوں"....... گارسن نے کہا۔

"یس چیف۔ ایسا ہی ہو گا"....... پارک نے کہا۔

"اوکے۔ تم جا سکتے ہو اور جب تک معاملات پوری طرح کنٹرول میں نہیں آ جاتے اب میں بھی ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں جاؤں گا"....... گارسن نے کہا۔

"یہ زیادہ بہتر رہے گا چیف"....... پارک نے کہا اور پھر گارسن کے اشارے پر اس نے سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد گارسن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"میں تم سے کیلی کا ایسا انتقام لوں گا عمران کہ صدیوں تک تمہاری روح روتی رہے گی"....... گارسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے کیلی کی موت کا شدید ترین صدمہ پہنچا ہے۔

میجر آصف درانی اپنے ساتھیوں کے ساتھ جوبلی ٹاؤن کی کوٹھی میں موجود تھا البتہ کیپٹن ہارون وہاں موجود نہ تھا۔ میجر آصف درانی نے کیپٹن ہارون کو سالٹن کی پہاڑیوں کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا ہوا تھا اور ابھی تک اس کی واپسی نہ ہوئی تھی اور وہ سب اس کا انتظار کر رہے تھے کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن ہارون آ گیا ہے"...... کیپٹن تراب نے کہا اور اٹھ کر سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔ کوٹھی میں موجود چوکیدار کو میجر آصف درانی نے واپس بھجوا دیا تھا اس لئے اب وہ اس کوٹھی میں اکیلے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن ہارون اور کیپٹن تراب دونوں اندر داخل ہوئے۔

"آؤ کیپٹن ہارون۔ تمہیں بہت دیر لگ گئی"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مکمل معلومات حاصل کر کے آیا ہوں باس"...... کیپٹن ہارون نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کیا معلوم ہوا ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"باس۔ ان پہاڑیوں پر انتہائی سخت نگرانی کا نظام قائم کیا گیا ہے۔ تین پہاڑی چوٹیوں پر باقاعدہ واچ ٹاور بنے ہوئے ہیں جبکہ پہاڑیوں پر دو سو کے قریب انتہائی تربیت یافتہ فوجی کمانڈوز پھیلے ہوئے ہیں۔ درمیان میں سیکورٹی سنٹر ہے جس کا انچارج کرنل کرستان ہے۔ وہاں ہر طرف سرچ لائٹس لگی ہوئی ہیں اور واچ ٹاور پر بھی انتہائی جدید ترین انتظامات موجود ہیں۔ کرنل کرستان چیف سیکورٹی آفیسر ہے۔ لیبارٹری زیر زمین ہے اور اس کا راستہ کرنل کرستان کے دفتر کے اندر سے جاتا ہے۔ لیبارٹری کو ہر لحاظ سے بم پروف بنایا گیا ہے اور لیبارٹری میں مخصوص کمپیوٹرائزڈ آلات نصب ہیں"...... کیپٹن ہارون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس کی باتیں سنتے ہی سوائے میجر آصف درانی کے باقی سب ساتھیوں کے چہروں پر قدرے مایوسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اس قدر تفصیلی معلومات تم نے کیسے حاصل کر لیں"...... میجر آصف درانی نے پوچھا۔

"باس۔ میں دور سے جائزہ لینے میں مصروف تھا کہ ایک جیپ اندر سے باہر آتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ جیپ ادھر ہی آ رہی تھی جدھر میں موجود تھا۔ میں چٹان کی اوٹ میں ہو گیا اور پھر جیپ میرے

قریب سے گزر کر آگے بڑھ گئی۔ جیپ میں اکیلا آدمی موجود تھا۔ وہ خود ہی جیپ کو ڈرائیور کر رہا تھا۔ البتہ وہ ملٹری یونیفارم میں تھا۔ کاندھے پر موجود سٹارز سے پتہ چلتا تھا کہ وہ کیپٹن ہے۔ میں وہاں رکا رہا اور پھر مجھے وہی جیپ تقریباً آدھے گھنٹے بعد واپس آتی دکھائی دی۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس کیپٹن کو پکڑ کر اس سے معلومات حاصل کروں گا۔ میں تیار تھا اور پھر جب جیپ میرے سامنے سے گزری تو میں نے بلاسٹر ایرو کی مدد سے اس کا عقبی ٹائر برسٹ کر دیا تو جیپ رک گئی اور وہ کیپٹن نیچے اترا اور پھر وہ ٹائر کو چیک کر ہی رہا تھا کہ میں اس کے عقب میں پہنچ گیا۔ میں نے اسے بے ہوش کیا اور اٹھا کر ایک بڑے غار میں لے آیا۔ پھر میں نے اس پر اپنا خصوصی ایس وی ٹی عمل دوہرایا تو اس کا ذہن میرے کنٹرول میں آ گیا۔ یہ کرنل کرستان کا سیکرٹری تھا اور نزدیکی قصبے سے شراب کا کوٹہ لینے گیا تھا۔ بہرحال اس سے مجھے یہ معلومات مل گئیں جو حتمی ہیں"۔ کیپٹن ہارون نے کہا۔

"لیکن ایس وی ٹی کی وجہ سے تو وہ ہلاک ہو گیا ہو گا"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"یس باس۔ وہ تو ہونا ہی تھا"...... کیپٹن ہارون نے کہا۔

"تو پھر کیا تم جیپ اور اس کی لاش وہیں چھوڑ آئے ہو"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"یس باس۔ اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ



جیپ واپسی میں چیک پوسٹ سے گزرتی اس طرح چیک ہو جاتی جبکہ میں تو پہاڑیوں سے نکل کر مین روڈ پر آسانی سے آ سکتا تھا"۔ کیپٹن ہارون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جب انہیں اس کیپٹن کی لاش ملے گی اور ایس وی ٹی کی وجہ سے اس کی کنپٹی میں بھی سوراخ نظر آئے گا تو وہ سمجھ جائیں گے کہ اس پر تشدد کیا گیا ہے اور اس سے معلومات حاصل کی گئی ہیں"...... میجر آصف درانی نے خشک لہجے میں کہا۔

"باس۔ اس کے علاوہ ان حالات میں میرے پاس اور کوئی چارہ بھی نہ تھا"...... کیپٹن ہارون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے"...... میجر آصف درانی نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"جو حالات کیپٹن ہارون نے بتائے ہیں ان حالات میں تو ہم لیبارٹری تک پہنچ بھی نہیں سکتے۔ لیبارٹری کیسے تباہ ہو گی"۔ کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ وہاں کسی قسم کے کوئی انتظامات نہ ہوں گے۔ ظاہر ہے انہیں معلوم ہے کہ ہم لیبارٹری کی تباہی کا مشن لے کر آئے ہیں اس لئے لازماً انہوں نے ایسے انتظامات تو کرنے ہیں"...... میجر آصف درانی نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب ہمیں کیا کرنا ہو گا"...... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"لیبارٹری تباہ کرنا ہو گی اور کیا کرنا ہو گا"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"کیسے"...... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"ہاں۔ البتہ یہ بات سوچنے کی ہے"...... میجر آصف درانی نے جواب دیا۔

"باس۔ میرے خیال میں ہمارے پاس اب اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم اسلحہ لے کر وہاں پہنچ جائیں اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... کیپٹن تراب نے کہا۔

"کیا تم خودکشی کرنا چاہتے ہو"...... میجر آصف درانی نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"سنو۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے اور اب اس فیصلے پر عمل ہو گا۔ میں نے ساؤتھ سالٹن کا نقشہ چیک کیا ہے۔ ان پہاڑیوں سے پچاس کلومیٹر دور مغرب میں ایک چھوٹی فوجی چھاؤنی ہے جس میں ایئرفورس کا اڈا بھی ہے اس لئے وہاں لازماً ہیلی کاپٹر بھی موجود ہوں گے۔ ہم نے اس چھاؤنی پر حملہ کرنا ہے اور وہاں سے ہیلی کاپٹر حاصل کر کے سیدھے سالٹن پہاڑیوں پر جانا ہے اور پھر ان چاروں واچ ٹاوروں کے ساتھ ساتھ وہاں موجود ہر آدمی کا خاتمہ کر دینا ہے۔ اس کے بعد ہم اس لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے اور اپنا مشن مکمل کریں گے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"تو کیا یہ خودکشی نہیں ہے"...... کیپٹن فوزیہ نے منہ بناتے





ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ شہادت کی موت ہے۔ خودکشی نہیں ہے"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"باس درست کہہ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ اگر دو یا تین ہیلی کاپٹر مل جائیں تو ہم آسانی سے وہاں سارے انتظامات کو تہس نہس کر سکتے ہیں"...... کیپٹن ہارون نے کہا۔

"لیکن لیبارٹری میں کیسے داخل ہوں گے اور اس دوران وہاں ہونے والی فائرنگ اور بمباری کے نتیجے میں زاکو کی پوری فوج وہاں نہ پہنچ جائے گی"...... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"ہم بھی ملٹری یونیفارم میں ہوں گے اس لئے مجھے یقین ہے کہ ہم بچ نکلیں گے۔ ملٹری یونیفارمز یہاں موجود ہیں۔ کرنل پاشا نے خصوصی طور پر اس کے انتظامات کر رکھے تھے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"لیکن ملٹری کی جیپیں۔ وہ کہاں سے آئیں گی"...... اس بار کیپٹن سعدیہ نے کہا۔

"ہم کاروں پر جائیں گے اور سنو یہ ہمارا پہلا غیر ملکی مشن ہے اور ہم نے بہرحال اس مشن کو مکمل کرنا ہے۔ سمجھے۔ چاہے ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔ ہم نے بہرحال اپنے مشن میں کامیاب ہونا ہے"...... میجر آصف درانی نے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا۔

" انشاء اللہ ۔ ہم کامیاب رہیں گے "...... سب نے ہی بیک آواز ہو کر کہا۔ ان سب کے چہرے میجر آصف کی بات سن کر بے اختیار جوش سے تمتما اٹھے تھے ۔

" اوکے ۔ پھر بسم اللہ کرو اور تیاری کرو۔ ہم نے یونیفارم ساتھ لے جانی ہیں ورنہ راستے میں ہمیں چیک کر لیا جائے گا۔ یونیفارم وہاں قریب جا کر پہنیں گے البتہ ہر قسم کا ضروری اسلحہ ہم ساتھ لے جائیں گے "...... میجر آصف درانی نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ان سب کے چہروں پر اب جوش اور جذبے کے تاثرات نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے جیسے وہ ہر صورت میں مشن مکمل کرنے پر تل گئے ہوں۔





متوسط درجے کی ایک رہائشی کوٹھی میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ اس کوٹھی کا انتظام عمران نے ہی کیا تھا اور پھر دوسرے ہوٹل میں موجود جولیا اور اس کے ساتھیوں کو اس نے فون کر کے یہاں پہنچنے کا کہہ دیا اور تنویر کو بھی اس نے علیحدہ طور پر یہاں پہنچنے کا کہا تھا۔ اس نے تنویر سے کہہ دیا تھا کہ وہ چند ضروری انتظامات کرنے کے بعد کوٹھی پہنچے گا اس لئے عمران کے ساتھی اس سے پہلے یہاں پہنچ گئے تھے جبکہ عمران کافی طویل وقفے کے بعد یہاں پہنچا تھا۔ وہ سب ایکریمی میک اپ میں تھے۔

" عمران صاحب۔ واقعی آپ کا ارادہ اس ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنے کا ہے "...... صفدر نے کہا۔

" ہاں ۔ میں اسی سلسلے میں انتظامات کرنے گیا تھا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس کا فائدہ کیا ہو گا۔ ہمارا مشن تو لیبارٹری کی تباہی ہے"....... جولیا نے کہا۔

"لیبارٹری کے بارے میں ہمارے پاس معلومات نہیں ہیں اور دوسری بات یہ کہ لیبارٹری کی تباہی کا اصل مشن سپیشل سیکشن کا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ انہیں کام کرنے کے لئے فری ہینڈ دیا جائے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن ہمارا ان سے تو کسی قسم کا کوئی رابطہ ہی نہیں ہے۔ ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ لوگ یہاں پہنچے بھی ہیں یا نہیں اور اگر پہنچے ہیں تو کیا کر رہے ہیں"....... جولیا نے کہا۔

"میں اسی لئے تو ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہاں سے ان کے بارے میں بھی معلومات مل جائیں گی اور لیبارٹری کے بارے میں بھی۔ اس کے بعد آگے کی بات سوچیں گے"....... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن تمہارے ذہن میں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیا پلان ہے"....... جولیا نے کہا۔

"کیسا پلان"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اگر تمہارا مقصد وہاں سے سپیشل سیکشن اور لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے تو ظاہر ہے تم وہاں قبضہ کرنے



کی کوشش کرو گے۔ اسے تباہ کرنے کی کوشش نہیں کرو گے"۔ جولیا نے کہا۔

"ویری گڈ۔ لوگ سچ کہتے ہیں کہ عورتیں مردوں سے زیادہ عقلمند ہوتی ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ ان کے ستے ہوئے چہرے بھی نارمل ہو گئے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ عمران کے اس بے ساختہ فقرے نے کمرے کے ماحول پر چھایا ہوا تناؤ یکلخت ختم کر دیا تھا۔

"بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اپنا پلان بتاؤ"....... جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے عمران نے درپردہ اس کی عقل مندی کی تعریف کی تھی اس لئے اسے غصہ نہ آیا تھا۔

"پلان بے چارہ کیا کرے۔ جب صفدر ہی خطبہ نکاح یاد نہیں کر سکا"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب اس کا دماغ الٹ چکا ہے مس جولیا۔ اس لئے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں"....... یکلخت تنویر نے بولتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ ماہر نفسیات خواہ مخواہ کئی کئی سال یونیورسٹیوں میں پڑھتے رہتے ہیں اور ڈگریاں حاصل کرتے رہتے ہیں۔ تنویر کی شاگردی اختیار کر لیں تو بغیر ڈگری کے ماہر نفسیات بلکہ ماہر دماغیات بن جائیں"....... عمران نے کہا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"پھر وہی بکواس۔ سیدھی طرح بات کرو"....... جولیا نے اس بار

بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مس جولیا۔ جب عمران صاحب اس انداز میں بات شروع کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ انہیں کسی اطلاع کا انتظار ہوتا ہے۔ جب وہ اطلاع مل جائے گی تو پھر یہ پلان فائنل کریں گے اور پھر بتائیں گے "...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ہاتھ سر پر رکھ لیا۔

" میں ایک ماہر نفسیات بلکہ ماہر دماغیات کو رو رہا تھا یہاں تو میرے علاوہ سب ہی ماہر دماغیات ہیں"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

" کیا کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی تو المیہ ہے کہ یہ ہمیشہ درست تجزیہ کرتا ہے"...... عمران نے اسی طرح رو دینے والے لہجے میں کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے اور پھر واقعی اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے ایکریمی لہجے میں کہا۔

" جیف سن بول رہا ہوں مسٹر مائیکل"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ سٹاک ایکس چینج کی"۔ عمران نے کہا۔

" فی الحال بھاؤ بہت اونچا جا رہا ہے۔ البتہ جارج فشر کمپنی کے



شیئرز ڈاؤن ہو رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ پھر اس کے شیئرز ہی خرید لو"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر جیب سے ایک نقشہ نکال کر اس نے درمیانی میز پر پھیلا دیا۔ اس نقشے کے ایک کونے میں سرخ رنگ کی لائن سے ایک چھوٹے سے ایریئے کو کور کیا گیا تھا۔

" یہ ہے گرافٹن روڈ جہاں سرخ رنگ کی عمارت کے نیچے تہہ خانوں میں ڈبل کراس کا ہیڈ کوارٹر ہے"...... عمران نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا اور وہ سب جھک کر اس جگہ کو غور سے دیکھنے لگے۔

" بقول کیلی وہاں کسی مارکیٹنگ کمپنی کا آفس ہے۔ اس آفس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی وہ گلی ہے جس سے راستہ نیچے تہہ خانوں میں جاتا ہے لیکن ظاہر ہے یہ مین روڈ ہے۔ یہاں سے ہم اندر ریڈ کرنے نہیں جا سکتے اس لئے میں نے خود جا کر اس علاقے کا جائزہ لیا ہے اور اس سڑک کے عقب میں ماؤنٹ روڈ ہے۔ وہاں سٹاک ایکس چینج بھی موجود ہے اور شیئرز فروخت کرنے اور خریدنے کا کام کرنے والی کمپنیوں کے آفس بھی ہیں اور جیف سن کے مطابق یہاں جارج فشر کمپنی کا آفس ہے اور یہ جارج فشر کمپنی بھی اس مارکیٹنگ کمپنی کی طرح ڈبل کراس کی ملکیت ہے۔ یہاں لازماً کام کرنے والوں کا تعلق

بھی ڈبل کراس سے ہی ہو گا اور جیف سن نے شیئرز ڈاؤن ہونے کا اشارہ دیا ہے جس کا مطلب ہے کہ اس کمپنی سے کوئی راستہ اس ہیڈ کوارٹر میں جاتا ہے اس لئے ہم نے اس کمپنی میں جانا ہے اور پھر وہاں سے آگے بڑھنا ہے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر ہم نے اس کمپنی سے اندر جانا ہے تو پھر باہر والی مارکیٹنگ کمپنی سے کیوں نہ اندر پہنچا جائے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اگر اس میں کوئی راستہ ہوتا تو پھر ساتھ والی روڈ پر کوئی راستہ نہ بنایا جاتا۔ خفیہ راستہ یا دوسرا راستہ اس جارج فیشر کمپنی کے آفس سے ہی جاتا ہے اس لئے ہمیں وہیں جانا ہو گا"...... عمران نے کہا اور صفدر کے ساتھ ساتھ سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"لیکن وہاں تو عام لوگ بھی آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ پھر ہم وہاں آپریشن کیسے کریں گے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ کام ہم نے رات کو کرنا ہے جب آفس بند ہو جاتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن رات کو اگر اس آفس کو جبراً کھولا گیا تو وہاں پولیس بھی پہنچ سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"وہاں چوکیدار ہوں گے۔ انہیں آسانی سے کور کیا جا سکتا ہے اور یقیناً چوکیدار کے لئے اندر جانے کا کوئی نہ کوئی دروازہ یا راستہ موجود ہو گا"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"لیکن وہاں جا کر کرنا کیا ہے۔ یہ بھی تو بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔



"ہماری کوشش ہو گی کہ ہم خاموشی سے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیں۔ وہاں کی تلاشی لی جائے گی اور وہاں کا انچارج یارک یا گارسن جو بھی مل جائے اس سے سپیشل سیکشن اور لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ابھی رات ہونے میں تو کافی وقت ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں آرام کرنا چاہیے"...... جولیا نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے لیکن عمران نقشے پر ہی جھکا رہا۔

"تم بھی آرام کر لو۔ وہاں نجانے کیسے حالات پیش آئیں"۔ جولیا نے کہا۔

"اس سے بدتر حالات کیا پیش آ سکتے ہیں کہ آج تک صفدر خطبہ نکاح بھی یاد نہیں کر سکا اور نتیجہ یہ کہ صرف آہیں بھرنے تک ہی مجھ جیسا آدمی مجبور ہو کر رہ گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم پر پھر دورہ پڑ رہا ہے اس لئے ٹھیک ہے بیٹھے رہو"...... جولیا نے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ باقی ساتھی بھی کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ عمران اسی طرح نقشے پر جھکا رہا۔

سیاہ رنگ کی دو کاریں خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی ایک سائیڈ روڈ پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔اس سائیڈ روڈ کا اختتام ایک چھوٹے سے ایئر فورس کے اڈے پر ہوتا تھا۔پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن تراب تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کیپٹن سعدیہ بیٹھی ہوئی تھی اور عقبی سیٹ پر میجر آصف درانی اکیلا موجود تھا جبکہ پیچھے آنے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن ہارون تھا اور سائیڈ سیٹ پر کیپٹن فوزیہ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ خالی تھی۔ان سب کے جسموں پر ملٹری یونیفارمز تھیں اور انہوں نے زاکو کے قانون کے مطابق اپنے کاندھوں پر سٹار لگائے ہوئے تھے۔ان سب نے باقاعدہ ماسک میک اپ کیا ہوا تھا اور اس میک اپ کے لحاظ سے وہ زاکو کے ہی باشندے تھے۔

"ہمیں زاکو کی مقامی زبان تو نہیں آتی میجر"...... اچانک کیپٹن



سعدیہ نے مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے میجر آصف درانی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔پاکیشیا کی طرح یہاں بھی ملٹری میں مقامی زبان کی بجائے گریٹ لینڈ کی زبان بولنے کا رواج ہے اس لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر دور سے انہیں پہلی چیک پوسٹ نظر آنا شروع ہو گئی۔چونکہ ابھی شام نہ ہوئی تھی اس لئے ہر طرف تیز اجالا پھیلا ہوا تھا اس لئے انہیں دور سے ہی چیک پوسٹ کی سائیڈ میں موجود دو کمرے نظر آ رہے تھے جن کے پاس چار مشین گنوں سے مسلح فوجی موجود تھے۔سڑک پر راڈ موجود تھا اور اس راڈ کے گرد بھی چار فوجی موجود تھے۔

"ہوشیار رہنا۔ہم نے اس انداز میں کارروائی کرنی ہے کہ دوسری چیک پوسٹ تک اطلاع نہ پہنچ جائے"...... میجر آصف درانی نے کہا اور کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن تراب اور کیپٹن سعدیہ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔کاریں تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں اور پھر چیک پوسٹ کے قریب آنے پر کیپٹن تراب نے کار کی رفتار آہستہ کر دی اور تھوڑی دیر بعد کار چیک پوسٹ کے قریب جا کر رک گئی اور اس کے پیچھے آنے والی کار بھی رک گئی اور راڈ کے دونوں اطراف میں موجود مسلح فوجی کاروں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ میجر آصف درانی پہلی کار سے نیچے اتر آیا۔

"کون ہے انچارج۔میں میجر اسمتھ ہوں"...... میجر آصف درانی

نے سخت لہجے میں ایک سپاہی سے کہا۔

"کیپٹن رابرٹ سر۔ اندر آفس میں ہیں"...... سپاہی نے سیلوٹ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"میں آ رہا ہوں"...... میجر آصف درانی نے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ مسلح سپاہی جو شاید کاروں کی تلاشی لینا چاہتے تھے میجر آصف درانی کے ان سے اس انداز میں بات کرنے پر رک گئے۔ ویسے بھی باقی افراد کاروں میں موجود تھے اور سب کیپٹن رینک کے تھے اس لئے سپاہی خاموش کھڑے رہ گئے تھے۔

"میجر آصف درانی تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک بڑے سے کاؤنٹر کے پیچھے ایک کیپٹن بیٹھا ہوا تھا۔ وہ میجر آصف درانی کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ پہلی بار یہاں آئے ہیں"...... کیپٹن رابرٹ نے اٹھ کر سیلوٹ مارتے ہوئے کہا کیونکہ ظاہر ہے آصف میجر تھا۔

"اور شاید آخری بار"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب میں سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... کیپٹن رابرٹ نے چونک کر کہا۔ دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی کیپٹن رابرٹ جھٹکا



کھا کر پیچھے گرا اور پھر کرسی سمیت نیچے جا گرا۔ میجر آصف درانی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ مشین پسٹل واپس جیب میں پہنچ چکا تھا۔ دوسرے کمرے کا دروازہ نہ صرف بند تھا بلکہ باہر سے لاک بھی لگا ہوا تھا۔

"چلو"...... میجر آصف نے باہر نکلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی تیز اور مسلسل آوازوں کے ساتھ ہی وہاں موجود سپاہی اچھل کر نیچے گرے اور تڑپنے لگے اور میجر آصف کے لفظ چلو کہتے ہی کیپٹن سعدیہ اور کیپٹن فوزیہ جو اس دوران کاروں سے باہر نکل آئیں تھیں دونوں نے بھی فائر کھول دیئے اور اس کے ساتھ ہی دونوں اطراف میں موجود مسلح فوجی چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے جبکہ کیپٹن سعدیہ نے دوڑ کر راڈ ہٹایا تو کیپٹن تراب نے تیزی سے کار آگے بڑھا دی۔ اس کے پیچھے کیپٹن ہارون نے بھی کار آگے بڑھا دی جبکہ میجر آصف دوڑ کر پہلے والی کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی کیپٹن سعدیہ اور کیپٹن فوزیہ بھی اپنی اپنی کاروں میں بیٹھ گئیں اور اس کے ساتھ ہی دونوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئیں۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے تھے کیونکہ بہرحال انہیں یہ معلوم تھا کہ اب انہوں نے آگ اور خون کے سمندر میں چھلانگیں لگا دی ہیں اور یہاں سے بچ نکلنا قسمت کی یاوری پر ہی منحصر ہے۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری چیک پوسٹ بھی انہیں نظر آنا شروع ہو گئی۔

"مشین گنیں اٹھا لو اور مخصوص اسلحہ کے تھیلے پشت پر باندھ لو۔ اب رکنے کا وقت نہیں ملے گا اور کیپٹن تراب اب ہم نے سیدھا ہیلی پیڈ پر پہنچنا ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا اور پھر میجر آصف درانی اور کیپٹن سعدیہ نے اپنے پیروں میں پڑے ہوئے سیاہ رنگ کے بیگ اٹھائے اور اپنی پشت پر باندھ لئے جبکہ ایک بیگ کیپٹن سعدیہ نے کیپٹن تراب کی پشت پر باندھ دیا اور پھر میجر آصف درانی نے اپنے پاؤں میں پڑی مشین گن اٹھا لی۔ کیپٹن سعدیہ نے بھی اپنے پاؤں میں پڑی ہوئی مشن گن اٹھا کر ہاتھ میں لے لی تھی اور پھر چیک پوسٹ قریب آتی چلی گئی۔ وہاں صرف ایک کمرہ تھا جس کے باہر صرف دو فوجی موجود تھے۔

"کار آہستہ کر لو کیپٹن تراب۔ اگر یہ مشکوک ہو گئے تو مشکل ہو جائے گی"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"یس باس۔ کیپٹن تراب نے کہا اور تیزی سے دوڑتی ہوئی کار کی رفتار آہستہ کرنا شروع کر دی۔

"رکنا نہیں"...... میجر آصف درانی نے کہا اور کیپٹن تراب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد کاریں سیکنڈ چیک پوسٹ تک پہنچ گئیں۔ ان کی رفتار اب خاصی کم ہو گئی تھی۔ اسی لمحے میجر آصف درانی نے مشین گن کی نال سیدھی کی اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی باہر کھڑے دونوں فوجی چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن تراب نے ایک جھٹکے سے کار



کی رفتار بڑھا دی اور چیک پوسٹ کراس کر کے آگے نکل گیا عقبی کار سے فائرنگ کی آواز سنائی دی اور میجر آصف نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ اس کی وجہ سمجھتا ہو۔ ظاہر ہے پہلی فائرنگ کی آواز سن کر کمرے میں موجود انچارج باہر آیا ہو گا اور اسے عقبی کار سے ہٹ کیا گیا ہو گا۔ اب دونوں کاریں خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ایک سائیڈ پر بیرکیں بنی ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ ہی آفس نما کمرے نظر آ رہے تھے جبکہ ایک چھوٹا رن وے بھی نظر آ رہا تھا۔ دونوں اطراف میں چیکنگ ٹاور بھی موجود تھے اور پھر انہیں مشرق کی طرف ہیلی پیڈ نظر آ گیا جس پر ایک گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھا اور وہاں کافی سارے افراد بھی ادھر ادھر چل پھر رہے تھے۔ وہ سب فوجی ہی تھے۔ کیپٹن تراب نے کار کا رخ اس ہیلی پیڈ کی طرف موڑ دیا اور اس کے پیچھے آنے والی دوسری کار بھی ادھر ہی مڑ گئی اور پھر کیپٹن تراب نے دیکھا کہ آفسز والی عمارت کے سامنے موجود دو فوجی جیپیں یکلخت سٹارٹ ہو کر تیزی سے ان کی طرف آنے لگیں۔

"شاید چیک پوسٹ پر کوئی مرنے سے بچ گیا ہے اس لئے اطلاع یہاں پہنچ گئی ہے۔ دو جیپیں ہمارے پیچھے آ رہی ہیں"...... کیپٹن تراب نے کہا۔

"فکر مت کرو"...... میجر آصف درانی نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی اور چند لمحوں بعد ہی دونوں کاریں ہیلی پیڈ کے قریب پہنچ کر ایک جھٹکے سے رکیں۔

"آؤ"....... میجر آصف درانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھر اس نے رقص کرنے کے سے انداز میں گھومتے ہوئے چاروں طرف فائر کھول دیا۔ دونوں کاروں سے اس کے ساتھی بھی نیچے اترے اور پھر کیپٹن ہارون تو عقب میں آنے والی فوجی جیپوں کی طرف مڑ گیا جبکہ کیپٹن سعدیہ دوڑتی ہوئی گن شپ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی اور باقی افراد بھی ادھر ادھر بکھر کر فائرنگ کرنے لگے جبکہ کیپٹن ہارون جس کے ہاتھ میں ایک چوڑی نال والا پسٹل نظر آ رہا تھا، نے جیپوں کو نشانہ بنا دیا۔ اس کے پسٹل سے نکلنے والے سیاہ رنگ کے کیپسول جیسے ہی تیزی سے آنے والی جیپوں سے ٹکرائے انتہائی خوفناک دھماکے ہوئے اور جیپوں کے پرزے ہوا میں اڑتے چلے گئے۔ دونوں جیپیں مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھیں۔ اسی لمحے گن شپ ہیلی کاپٹر کا پنکھا حرکت میں آ گیا۔

"آؤ جلدی کرو"....... میجر آصف درانی نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ان سب نے گن شپ ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ لگا دی اور چند لمحوں بعد ہی وہ گن شپ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو چکے تھے۔ گن شپ ہیلی کاپٹر جدید ساخت کا تھا اور پائلٹ سیٹ پر کیپٹن سعدیہ موجود تھی۔ جیسے ہی میجر آصف درانی کے ساتھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے کیپٹن سعدیہ نے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو فضا میں اٹھا دیا۔ چونکہ گن شپ ہیلی کاپٹر میں صرف دو افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے اس لئے کیپٹن فوزیہ، سعدیہ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ



باقی افراد عقبی خالی حصے میں سمٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"کیپٹن سعدیہ۔ یہاں رن وے پر تین جنگی طیارے موجود ہیں ان کو تباہ کرنا ہے۔ جلدی کرو۔ گنیں چیک کرو"....... عقبی طرف موجود میجر آصف درانی نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے چیک کر لی ہیں۔ وہ اوکے ہیں"....... کیپٹن سعدیہ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر رن وے پر موجود تین جنگی طیاروں کے اوپر پہنچ گیا اور پھر گن شپ ہیلی کاپٹر میں نصب گنوں سے فائرنگ شروع ہو گئی۔ پلک جھپکنے میں رن وے پر موجود تینوں طیارے آگ اور ملبے کا ڈھیر بنتے چلے گئے۔

"چلو اب ساؤتھ سالٹن پہاڑیوں پر۔ کیپٹن فوزیہ تم نے بلور کاک سے واچ ٹاوروں کو تباہ کرنا ہے جبکہ باقی سب اپنے بیگز میں سے سٹار گنیں نکال لیں۔ اب ہم نے نیچے ہر طرف سٹار فائرنگ کرنی ہے۔ سب لوگ تیار ہو جائیں اور کیپٹن سعدیہ ہو سکتا ہے کہ جنگی طیاروں کا کوئی سکوارڈن کسی اور اڈے سے ہمارے خلاف بھیجا جائے۔ تم نے ان سے بھی بچنا ہے اور واچ ٹاورز بھی تباہ کرنے ہیں"....... میجر آصف درانی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ آپ جانتے تو ہیں کہ میں کیا کر سکتی ہوں"۔ کیپٹن سعدیہ نے مسکراتے ہوئے اور انتہائی اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا۔ میجر آصف درانی، کیپٹن ہارون اور کیپٹن تراب تینوں پچھلے خالی حصے میں کھڑے تھے۔ انہوں نے پشت

پر موجود سیاہ رنگ کے تھیلوں سے میزائل گن کے پارٹس نکال کر انتہائی مہارت اور تیزی سے انہیں جوڑنا شروع کر دیا تھا۔ پھر میگزین ان میں فٹ کر لئے گئے۔ سٹار میزائل انتہائی تباہ کن ہتھیار تھا اور اس میں اتنی طاقت تھی کہ یہ بڑی سے بڑی چٹان کو ریزہ ریزہ کر سکتا تھا اور اس کے علاوہ اس کے میزائل کے پھٹتے ہی اس سے ایس ایکس نامی مخصوص ریز نکل کر وسیع رقبے پر پھیل جاتی تھیں اور یہ ریز جہاں جہاں سے گزرتی تھیں ہر چیز کو آگ لگاتی چلی جاتی تھیں چاہے کوئی درخت ہو یا انسان سب کچھ جل کر راکھ ہو جاتا تھا حتیٰ کہ جن چٹانوں سے وہ ٹکراتی تھیں ان پر بھی اپنے اثرات چھوڑ جاتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ سٹار میزائل سب سے خوفناک اور تباہ کن ہتھیار سمجھا جاتا تھا۔ اس لحاظ سے اس کی قیمت بھی بہت زیادہ تھی لیکن کرنل پاشا کی طرف سے کئے گئے انتظامات کی وجہ سے انہیں یہ گنیں اس رہائشی کوٹھی سے ہی مل گئی تھیں جو انہوں نے حاصل کر لی تھیں۔ گن شپ ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے ساؤتھ سالٹن پہاڑیوں کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی۔

" ٹرانسمیٹر آف کر دو"....... میجر آصف درانی نے کہا تو کیپٹن سعدیہ نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" ہم پہلے واچ ٹاور پر پہنچ رہے ہیں۔ ہوشیار"....... کیپٹن سعدیہ نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر نے انتہائی خوفناک انداز میں



غوطہ مارا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ہیلی کاپٹر سامنے موجود واچ ٹاور سے جا ٹکرائے گا۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی اور وہ مسلسل نیچے ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کی کھڑکیاں یکلخت کھل گئیں اور جیسے ہی ہیلی کاپٹر کی کھڑکیاں کھلیں کیپٹن فوزیہ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بلور کاک کا ٹریگر دبا دیا اور عین اسی لمحے کیپٹن سعدیہ نے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو نائنٹی ڈگری پر اوپر اٹھا لیا۔ وہ واقعی فلائنگ میں بے پناہ ماہر تھی۔ اگر اسے ایک لمحے کے ہزارویں حصے کی بھی دیر ہو جاتی تو گن شپ ہیلی کاپٹر واقعی واچ ٹاور سے ٹکرا چکا ہوتا۔ کیپٹن فوزیہ نے بھی بروقت ٹریگر دبا دیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ بلور میزائل واچ ٹاور پر ہی فائر ہوا اور پھر واچ ٹاور ایک خوفناک دھماکے سے بکھر کر ہوا میں اڑتا چلا گیا۔ اب ہیلی کاپٹر دوسرے واچ ٹاور کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

" ہوشیار رہنا کیپٹن سعدیہ۔ اب وہ ایئر کرافٹ گنیں استعمال کریں گے"....... میجر آصف درانی نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس۔ مجھے معلوم ہے"....... کیپٹن سعدیہ نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔ چونکہ جنگی ہیلی کاپٹر کی رفتار انتہائی تیز تھی اس لئے جلد ہی وہ دوسرے واچ ٹاور کے قریب پہنچ گئے اور اس کے ساتھ ہی واچ ٹاور سے شعلہ بلند ہوا مگر دوسرے لمحے کیپٹن سعدیہ نے یکلخت ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا اور پھر وہ اسی طرح ہیلی کاپٹر کو اوپر نیچے کرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی جیسے کوئی بچہ

کسی کھلونے کو مسلسل دونوں ہاتھوں کے ذریعے اوپر نیچے اچھال رہا ہو۔ یہ واقعی مہارت کی انتہا تھی کہ اس قدر تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر کو اس انداز میں چلایا جائے اور اسی لمحے ہیلی کاپٹر یکلخت ایک جھٹکے سے سیدھا آسمان کی طرف اٹھتا چلا گیا اور دوسرے واچ ٹاور کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے کا ہوا تھا۔ کیپٹن فوزیہ کا بلور کاک میزائل اس بار بھی ٹھیک نشانے پر لگا تھا اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن سعدیہ نے ہیلی کاپٹر کو ایک چکر دے کر تیسرے واچ ٹاور کی طرف موڑ دیا۔

" کیپٹن سعدیہ۔ رفتار کم کرو اب ہم سٹار فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے ورنہ کسی بھی لمحے جنگی طیارے پہنچ سکتے ہیں"۔ میجر آصف درانی نے کہا۔

" یس باس"...... کیپٹن سعدیہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی رفتار یکلخت آہستہ کر دی۔ وہ سب بڑی مہارت سے اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھے۔

" فائر"...... میجر آصف درانی نے چیخ کر کہا اور پھر عقبی طرف سے تین سٹار میزائل گنیں نکلیں اور سٹار میزائل اگلنے لگیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے نیچے خوفناک دھماکے اور تباہی شروع ہو گئی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آسمان سے انتہائی خوفناک آگ کی بارش ہو رہی ہو۔ نیچے ہر طرف آگ پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ بڑی بڑی چٹانیں ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اڑ رہی تھیں اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر تیسرے واچ ٹاور کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک کیپٹن سعدیہ نے ہیلی



کاپٹر کو سیدھا فضا میں اٹھایا اور پھر کافی بلندی پر جا کر اس نے اسے سیدھا کیا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر پوری تیز رفتاری سے اڑتا ہوا واچ ٹاور کی طرف بڑھنے لگا لیکن اب بلندی کافی سے زیادہ تھی۔ وہ سب اب خاموش بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ اس بلندی سے سٹار میزائل فائر کرنا فضول تھا اور وہ ان میزائلوں کو ضائع نہ کرنا چاہتے تھے اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر واچ ٹاور کے اوپر سے گزرا نیچے سے ایئر کرافٹ گنیں فائر کی گئیں لیکن کیپٹن سعدیہ جانتی تھی کہ ان کی رینج سے ہیلی کاپٹر باہر ہے اس لئے وہ تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر کچھ آگے جا کر اس نے ہیلی کاپٹر کو انتہائی خطرناک انداز میں موڑ دیا۔ یہ اس قدر خوفناک انداز تھا کہ میجر آصف سمیت عقب میں موجود تینوں ساتھی بری طرح لڑھک کر ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے۔ پھر اس بار کیپٹن سعدیہ نے کیپٹن فوزیہ کے فائر کرنے سے پہلے ہی ہیلی کاپٹر کی گنیں کھول دیں اور واچ ٹاور خوفناک تباہی کی زد میں آ کر فضا میں ہی بکھرتا چلا گیا۔

" گڈ شو کیپٹن سعدیہ۔ واقعی عقبی طرف سے ایئر کرافٹ گنیں اتنی جلدی فائر نہ ہو سکتی تھیں"...... میجر آصف درانی نے کہا تو کیپٹن سعدیہ کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

" فائر"...... میجر آصف درانی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور ایک بار پھر سٹار فائرنگ شروع ہو گئی۔

" جنگی طیارے آ رہے ہیں"...... اچانک کیپٹن فوزیہ نے چیختے

ہوئے کہا اور وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"ہیلی کاپٹر نیچے اتار دو۔ یہ ہمیں ہٹ کر دیں گے۔ اتار دو"۔ میجر آصف درانی نے چیختے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس"...... کیپٹن سعدیہ نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ہیلی کاپٹر کو مزید کم بلندی پر لے گئی۔ اب اس کا رخ پہاڑیوں کے درمیانی علاقے کی طرف تھا اور پھر سٹار فائرنگ ایک بار پھر شروع ہو گئی۔ جیسے ہی گن کا میگزین ختم ہوتا تھیلے میں سے مزید میگزین نکال کر گن میں جوڑ دیا جاتا۔

"میں ہیلی کاپٹر اتار رہی ہوں۔ سب نے اتر کر چٹانوں کی اوٹ لینی ہے"...... کیپٹن سعدیہ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر نے یکلخت انتہائی خوفناک انداز میں غوطہ لگایا اور نیچے نظر آنے والی چٹانیں بجلی کی سی تیز رفتاری سے بڑی ہوتی چلی گئیں لیکن چٹانوں کے قریب پہنچ کر ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور پھر فضا میں ایک چکر کاٹ کر وہ ایک جھٹکے سے نیچے مسطح چٹان پر ٹک گیا۔ کیپٹن سعدیہ واقعی انتہائی ماہر پائلٹ ثابت ہو رہی تھی۔ ہیلی کاپٹر ابھی پوری طرح زمین پر اترا ہی نہ تھا کہ میجر آصف درانی اور باقی ساتھیوں نے نیچے چھلانگیں لگا دیں۔ سب سے آخر میں کیپٹن سعدیہ نیچے اتری اور پھر وہ سب تیزی سے ادھر ادھر چٹانوں میں دوڑتے ہوئے وہاں سے دور ہوتے چلے گئے۔ اسی لمحے فضا جنگی طیاروں کی ہولناک گڑگڑاہٹ سے گونج اٹھی اور پھر یکلخت ہیلی کاپٹر



اور اس کے ارد گرد علاقے پر انتہائی خوفناک بمباری شروع ہو گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے طیارے پوری پہاڑی سلسلے کو ہی اڑانے پر تل گئے ہوں۔ میجر آصف ایک کریک میں گھس کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا کیونکہ اسے اپنے ساتھیوں کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا اور طیارے جس انداز میں بمباری کر رہے تھے اس کی اسے خواب میں بھی توقع نہ تھی۔ پھر اچانک بمباری رک گئی اور اس کے ساتھ ہی طیاروں کے واپس جانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ میجر آصف درانی تیزی سے کریک سے باہر نکل آیا۔

"باہر آ جاؤ"...... میجر آصف درانی نے ایک چٹان کی اوٹ لیتے ہوئے کہا۔ وہاں ہر طرف واقعی انتہائی خوفناک تباہی ہو چکی تھی۔ کئی انسانوں کی لاشوں کے ٹکڑے ادھر ادھر بکھرے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"باس۔ باس۔ ادھر آ جاؤ۔ پہاڑیوں میں ایک راستہ ادھر ہے"...... اچانک شمال کی طرف سے کچھ فاصلے پر کیپٹن فوزیہ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور میجر آصف دوڑتا ہوا اس طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے اسے اور لوگوں کے دوڑنے کی آوازیں بھی سنائی دینے لگی اور پھر جب وہ ایک چٹان کے پیچھے پہنچا تو وہاں کیپٹن فوزیہ موجود تھی۔

"ادھر ایک راستہ جا رہا ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے"۔ کیپٹن فوزیہ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کیپٹن ہارون،

کیپٹن سعدیہ اور آخر میں کیپٹن تراب بھی وہاں پہنچ گئے ۔ وہ سب ٹھیک تھے ۔ انہیں خراش تک نہ آئی تھی ۔

" راستہ یا دروازہ "....... میجر آصف درانی نے اپنے ساتھیوں کو بخیریت دیکھ کر اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

" فی الحال تو راستہ ہے ۔ شاید آگے دروازہ بھی ہو۔ آئیں "۔ کیپٹن فوزیہ نے کہا اور وہ سب اس کے پیچھے کریک میں اترتے چلے گئے ۔ کریک چکر کاٹ کر آگے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کریک ایک دیوار کے پاس جا کر ختم ہو گیا۔

" یہ تو عام سی دیوار ہے ۔ اس پر بلور فائر کرو کیپٹن فوزیہ "۔ میجر آصف نے کہا اور کیپٹن فوزیہ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بلور کا ک فائر کا رخ دیوار کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی دیوار کا ایک کافی بڑا ٹکڑا ٹوٹ کر اندر جا گرا۔ اب دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ نظر آ رہا تھا۔ جس میں کرسیاں اور میزیں موجود تھیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"آؤ۔ راستہ کھل گیا ہے"....... میجر آصف درانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کے پیچھے باقی ساتھی بھی تیزی سے اندر داخل ہوئے ۔ اس کمرے کا ایک دروازہ اندرونی طرف تھا جو بند تھا۔ ابھی میجر آصف اس دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک چھت سے سرخ رنگ کی تیز روشنی نکلی اور وہ سب



ایک لمحے کے لئے اس سرخ روشنی میں نہا سے گئے اور اس کے ساتھ ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں سے کسی نے توانائی نچوڑ لی ہو۔ وہ ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے اور یہ احساس بھی صرف چند لمحوں کے لئے ہوا اور اس کے ساتھ ہی ان سب کے ذہنوں پر جیسے تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ البتہ میجر آصف درانی کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ سپیشل سیکشن اپنے پہلے مشن میں ہی ناکام ہو گیا ہے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی گارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گارسن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر چیف سیکرٹری صاحب کے پی اے نے بتایا ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب آپ سے فوراً بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے آفس کی بجائے دوسرے نمبر پر ہیں۔ میں وہ نمبر ملا رہا ہوں"...... دوسری طرف سے گارسن کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... گارسن نے کہا۔ وہ یہ بات سن کر حیران ہوا تھا کہ چیف سیکرٹری کسی اور نمبر پر موجود ہیں اور وہ اس نمبر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

"سر بات کریں"...... چند لمحوں بعد پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ گارسن بول رہا ہوں جناب"...... گارسن نے انتہائی





مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ زاکو میں چیف سیکرٹری کا عہدہ اختیارات کی رو سے پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ سے بھی زیادہ اہم تھا۔

"آپ ڈبل کراس کے چیف ہیں مسٹر گارسن اور یہ بات ڈبل کراس کی ڈیوٹی میں شامل ہے کہ وہ غیر ملکی ایجنٹوں کے خلاف کام کرے"...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری کی انتہائی سرد آواز سنائی دی۔ لہجے سے غصہ نمایاں تھا۔

"یس سر۔ یہ واقعی ڈبل کراس کی ڈیوٹی ہے اور ہم اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں سر"...... گارسن نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا خاک ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ آپ اپنے آفس میں بیٹھے ہیں۔ آپ کو علم تک نہیں کہ زاکو پر کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے"۔ چیف سیکرٹری کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے سر"...... گارسن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے نہیں بلکہ یہ پوچھ کہ کیا نہیں ہوا۔ اوڈی لیبارٹری تباہ ہوتے ہوتے بچی ہے۔ سالٹن پہاڑیوں پر موجود تمام حفاظتی سرکل تباہ ہو گیا ہے۔ سیکورٹی کنٹرول آفس کے ساتھ ساتھ بے شمار کمانڈوز ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔ انتہائی خوفناک انداز میں سالٹن پہاڑیوں پر حملہ ہوا ہے اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ کیا ہوا ہے"۔ چیف سیکرٹری نے اس بار پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا تو گارسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ میں نے سیکورٹی آفیسر کرنل کرستان سے بات کی تھی اور انہیں کہا تھا کہ میں اپنے آدمی وہاں حفاظت کے لئے بھجوانا چاہتا ہوں کیونکہ یہاں زاکو میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو گروپ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں اور وہ کسی بھی وقت وہاں حملہ کر سکتے ہیں لیکن چیف سیکورٹی آفیسر نے انکار کر دیا تھا اور کہا کہ انہیں اعلیٰ حکام کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ کوئی اور ایجنسی یہاں مداخلت نہ کرے اور ملٹری کے کمانڈوز یہاں ہر طرف موجود ہیں اور ایسے حفاظتی انتظامات کر دیئے گئے ہیں کہ کسی صورت بھی یہاں کچھ نہیں ہو سکتا۔ جس پر میں خاموش ہو گیا"...... گارسن نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

"چیف سیکورٹی آفیسر سمیت یہاں موجود سب ختم ہو گئے ہیں۔ انتہائی خوفناک حملہ کیا گیا ہے۔ اگر لیبارٹری انچارج ڈاکٹر کنگ سے ذرا سی غفلت ہو جاتی تو دشمن ایجنٹ پوری لیبارٹری تباہ کر کے نکل جاتے لیکن ان کی بروقت کارروائی کی وجہ سے لیبارٹری بچ گئی ہے اور دشمن ایجنٹ بھی پکڑے جا چکے ہیں"...... چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو اچھا ہوا سر۔ لیکن ہوا کیا ہے سر"...... گارسن نے اس بار قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دشمن ایجنٹوں نے انتہائی دیدہ دلیری سے کام لیا ہے۔ انہوں نے پہلے قریبی ایئر فورس اڈے پر حملہ کیا اور وہاں سے ایک گن شپ



ہیلی کاپٹر لے جانے میں کامیاب ہو گئے اور پھر اس گن شپ ہیلی کاپٹر کی مدد سے انہوں نے ساؤتھ سالٹن پہاڑیوں پر موجود نہ صرف تینوں واچ ٹاورز تباہ کر دیئے بلکہ انہوں نے پوری پہاڑی پر اس قدر خوفناک میزائل فائرنگ کی کہ یہاں ہر چیز تباہ ہو گئی۔ جب اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کے لئے لڑاکا بمبار طیاروں کا سکواڈرن ایک اور اڈے سے بھجوایا گیا تو ہیلی کاپٹر پہاڑیوں میں اتر گیا۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے طیاروں نے ہیلی کاپٹر پر اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر بے پناہ بمباری کی لیکن اس کے باوجود یہ لوگ بمباری سے پیدا ہونے والی ایک کریک سے لیبارٹری کی دیوار تک پہنچ گئے اور پھر انہوں نے دیوار کو تباہ کر دیا اور لیبارٹری میں داخل ہو گئے۔ لیکن ڈاکٹر کنگ نے ان پر ریڈ ریز فائر کر کے انہیں نہ صرف مفلوج کر دیا بلکہ یہ خوفناک لوگ بے ہوش ہو گئے اور پھر ڈاکٹر کنگ نے اس صورت حال سے مجھے آگاہ کیا اور پھر ایئر فورس اڈے سے بھی مجھے اس ساری صورت حال سے مطلع کیا گیا تو میں خود یہاں پہنچا۔ یہاں واقعی انتہائی ہولناک حملہ کیا گیا ہے"...... چیف سیکرٹری نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اس قدر دیدہ دلیری۔ لیکن کیا یہ دشمن ایجنٹ ابھی تک زندہ ہیں"...... گارسن نے کہا۔

"ابھی تک کا کیا مطلب۔ میں نے بتایا ہے کہ وہ بے ہوش اور مفلوج ہیں۔ تم اپنے آدمی بھیج کر انہیں یہاں سے اٹھواؤ اور اپنے

ہیڈ کوارٹر لے جاؤ۔ ان سے تمام مزید معلومات حاصل کرو تاکہ بعد میں ان کا کورٹ مارشل کر کے انہیں قانون کے مطابق سزا دی جائے "...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

" یس سر۔ میں ابھی اپنے آدمی بھیجتا ہوں سر "...... گارسن نے جواب دیا۔ وہ یہ کہتے کہتے رک گیا تھا کہ ایسے ایجنٹوں کو زندہ رکھنے کی بجائے انہیں فوری موت کے گھاٹ اتار دینا چاہئے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ چیف سیکرٹری اور اس طرح کے حکام بغیر مقدمہ چلائے کسی کو ہلاک کرانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

" جلدی بھیجو۔ میں یہیں موجود ہوں "...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گارسن نے جلدی سے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دو تین نمبر پریس کر دیئے۔

" یس سر "...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" باب سے فوراً میری بات کراؤ۔ جہاں بھی وہ ہو۔ فوراً "۔ گارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ دشمن ایجنٹوں کا اس طرح کھلے عام اور دیدہ دلیری سے وہاں حملہ کرنا اس کے لئے انتہائی پریشان کن تھا کیونکہ چیف سیکرٹری کا موڈ بتا رہا تھا کہ وہ اس کے لئے اسے ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔



" یس "...... گارسن نے کہا۔

" باب لائن پر ہے باس "...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو باب "...... گارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس چیف "...... دوسری طرف سے باب کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" باب۔ دشمن ایجنٹوں کے ایک گروپ نے سالٹن پہاڑیوں کے نیچے موجود لیبارٹری پر انتہائی خوفناک حملہ کیا ہے اور سب کچھ تباہ کر کے وہ لیبارٹری میں بھی داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن لیبارٹری انچارج نے وہاں کے حفاظتی انتظامات کے تحت انہیں بے ہوش اور مفلوج کر دیا اور چیف سیکرٹری صاحب بھی وہاں موجود ہیں۔ تم اپنے ساتھ آدمی اور کاریں لے کر فوراً وہاں پہنچو اور ان بے ہوش اور مفلوج دشمن ایجنٹوں کو وہاں سے لے کر سب ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ۔ لیکن خیال رکھنا کہ انہیں پہلے کی طرح راڈز والی کرسیوں میں نہ جکڑنا بلکہ سب ہیڈ کوارٹر کے نچلے تہہ خانے میں زنجیروں میں جکڑ دینا اور پھر مجھے اطلاع کرنا۔ میں وہاں خود آ کر ان سے پوچھ گچھ کروں گا لیکن میرے آنے تک انہیں ہوش میں نہیں آنا چاہئے "۔ گارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس چیف "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گارسن نے رسیور رکھ دیا۔

" نہ نجانے کون سا گروپ ہو گا۔ سپیشل سیکشن یا سیکرٹ سروس "...... گارسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چونک کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اس نے یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

" پارک بول رہا ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے پارک کی آواز سنائی دی۔

" گارسن بول رہا ہوں "...... گارسن نے کہا۔

" یس چیف "...... پارک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو گارسن نے اسے چیف سیکرٹری سے ملنے والی تمام تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ ویری سیڈ چیف۔ لیکن انہیں زندہ کیوں رکھا جا رہا ہے۔ ان کی فوری ہلاکت ضروری ہے "...... پارک نے کہا۔

" تم اور میں تو یہ کام کر سکتے ہیں۔ اعلیٰ حکام اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ کسی پر مقدمہ چلائے بغیر اسے ہلاک کیا جائے۔ چونکہ معاملات پہلے چیف سیکرٹری کو رپورٹ ہوئے ہیں اس لئے مجھے خاموش ہونا پڑا ہے "...... گارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن چیف۔ آپ انہیں وہاں سے اٹھوا کر فوراً ہلاک کر دیں۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں "...... پارک نے کہا۔

" اب انہیں زندہ رکھنا مجبوری ہے کیونکہ چیف سیکرٹری صاحب نے کہہ دیا ہے کہ ان سے پوچھ گچھ کے بعد ان کا کورٹ مارشل ہو گا "...... گارسن نے کہا۔



" پھر تو واقعی مجبوری ہے چیف "...... پارک نے جواب دیا۔

" یہ ایک گروپ ہے۔ دوسرا گروپ ابھی آزاد ہے اس لئے میری عدم موجودگی میں تمہیں بہرحال انتہائی ہوشیار رہنا ہو گا "۔ گارسن نے کہا۔

" یہاں کی آپ فکر نہ کریں چیف۔ میں ہر لحاظ سے چوکنا اور محتاط ہوں "...... پارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے "...... گارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اسے باب کی طرف سے کال کا انتظار تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اس میں کافی وقت لگ جائے گا۔

عمران نقشے کی بغور چیکنگ کے بعد اٹھا اور اپنے لئے مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں مسلسل کھلبلی سی مچی ہوئی تھی کیونکہ اپنے ساتھیوں کو پلان تو اس نے بتا دیا تھا لیکن اس کا اپنا ذہن اس پلان سے پوری طرح متفق نہ ہو رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جارج فشر کمپنی سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا راستہ یقیناً ہو گا لیکن اس راستے سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے اور پھر وہاں قبضہ کرنے کا پلان کامیاب ہونے کی اسے یقینی امید نہ تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں لازماً ریڈ الرٹ کیا گیا ہو گا اور ان کی معمولی سی غفلت بھی ان کے لئے کسی بڑے نقصان کا باعث بن سکتی ہے اس لئے وہ مسلسل کوئی ایسا فول پروف پلان سوچنے میں مصروف تھا کہ جس میں اس کے ساتھیوں کے لئے کم سے کم رسک ہو۔ اس لئے اسے نیند بھی نہ آ رہی تھی۔ وہ کمرے میں جا کر کرسی پر





بیٹھ گیا اور ایک بار پھر اس پوائنٹ پر سوچنے لگا لیکن جب کوئی ایسا پلان اس کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ان سب خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا۔ اس کا تجربہ تھا کہ جب کوئی پوائنٹ ذہن میں پھنس جائے اور باوجود سوچنے کے اس کا کوئی حل سامنے نہ آئے تو پھر ذہن کو اگر کسی اور کام پر لگا دیا جائے تو یہ پوائنٹ لاشعور میں شفٹ ہو جاتا ہے اور پھر اچانک اس کا کوئی نہ کوئی مناسب حل سامنے آ جاتا ہے اس لئے اس نے ان خیالات کو شعور سے جھٹک دیا تھا اور پھر ذہن کو تبدیل کرنے کے لئے اس نے سامنے میز پر موجود ٹی وی کا ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور ٹی وی آن کر دیا۔ ٹی وی پر کوئی سیمینار دکھایا جا رہا تھا لیکن ابھی وہ اس سیمینار کے موضوع کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ وہ پروگرام ہی ختم ہو گیا اور خبریں ٹیلی کاسٹ ہونے لگیں اور پھر پہلی خبر پر ہی عمران بے اختیار کرسی پر اچھل پڑا۔ نیوز ریڈر کسی سائنس لیبارٹری پر ہونے والے خوفناک حملے کے بارے میں بتا رہی تھی اور عمران لیبارٹری کا لفظ سن کر ہی چونکا تھا۔ نیوز ریڈر بتا رہی تھی کہ زاکو کی کسی اہم ترین دفاعی لیبارٹری پر غیر ملکی دشمن ایجنٹوں نے دن دہاڑے انتہائی خوفناک حملہ کیا ہے اور اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر پہاڑیوں کا منظر دکھایا جانے لگا جہاں ہونے والی انتہائی خوفناک تباہی کو کیمرہ کلوز اپ میں فوکس کر کے دکھا رہا تھا۔

"یہ تباہی غیر ملکی دشمن ایجنٹوں کی ہے"....... نیوز ریڈر کی آواز ساتھ ساتھ سنائی دے رہی تھی اور پھر اس نے خبر کی تفصیل بتائی تو اسے سن کر عمران کے چہرے پر بے اختیار تحسین کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ یہ کارنامہ سپیشل سیکشن کا ہے جنہوں نے واقعی انتہائی بہادری، دلیری، حوصلے اور جذبے کے ساتھ ایئر فورس اڈے سے گن شپ ہیلی کاپٹر اڑایا اور پھر یہاں کی ہر چیز تباہ کر دی۔ نیوز ریڈر تفصیل بتا رہی تھی کہ اچانک اس کے الفاظ سن کر عمران ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ نیوز ریڈر بتا رہی تھی کہ دشمن ایجنٹوں کا یہ گروپ جو دو عورتوں اور تین مردوں پر مشتمل ہے لیبارٹری کی بیرونی دیوار کو بم سے اڑا کر اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن لیبارٹری کے سخت حفاظتی انتظامات کی وجہ سے انہیں بے ہوش اور مفلوج کر دیا گیا اور اب چیف سیکرٹری کے حکم پر اس گروپ کا باقاعدہ کورٹ مارشل کیا جائے گا اور انہیں سزا دی جائے گی۔ پھر سکرین پر ایک ادھیڑ عمر آدمی دکھائی دینے لگا اور نیوز ریڈر نے بتایا کہ یہ زاکو کے چیف سیکرٹری ہیں اور اس کے بعد چیف سیکرٹری نے اس لیبارٹری پر ہونے والے حملے کے بارے میں مختصر طور پر تفصیل بتائی۔ عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ پھر جب ایک اور خبر کے بارے میں نیوز ریڈر نے تفصیل بتانی شروع کی تو عمران نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی آف کیا اور میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر



دیئے۔

"یس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری"....... عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔

"یس سر۔ میں یارک بول رہا ہوں ڈبل کراس ہیڈ کوارٹر سے"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے"....... عمران نے کہا۔

"ہیلو"....... عمران نے ٹی وی سے سنی ہوئی چیف سیکرٹری کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا۔

"میں یارک بول رہا ہوں سر۔ چیف گارسن تو ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں ہیں سر"....... یارک نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں گئے ہیں"....... عمران نے چیف سیکرٹری کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"سر وہ سب ہیڈ کوارٹر گئے ہیں"....... یارک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں"....... عمران نے پوچھا۔

"سر جن دشمن ایجنٹوں نے لیبارٹری پر حملہ کیا تھا ان سے پوچھ گچھ کرنا تھی"....... دوسری طرف سے یارک نے کہا۔

"کہاں ہے یہ سب ہیڈ کوارٹر"....... عمران کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"سر۔ کاؤنٹی اسکوائر پر ہے۔ سیونٹی سیون نمبر سر"....... یارک نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں کا فون نمبر میرے پی اے کو دیں"....... عمران نے کہا۔
"ہیلو۔ پی اے بول رہا ہوں"....... دوسرے لمحے عمران نے پہلے والے لہجے اور آواز میں کہا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔
"او کے"....... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"یس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"پی اے ٹو چیف سیکرٹری۔ کیا یہ ڈبل کراس کا سب ہیڈ کوارٹر ہے"....... عمران نے کہا۔
"یس سر"....... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
"چیف سیکرٹری صاحب چیف گارسن سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ عمران نے پی اے کے لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ ہولڈ کریں سر"....... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
"ہیلو۔ گارسن بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک دوسری مردانہ آواز سنائی دی۔
"غیر ملکی دشمن ایجنٹوں کی کیا پوزیشن ہے"....... عمران نے اس بار چیف سیکرٹری کے لہجے اور آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"میں ابھی یہاں پہنچا ہوں سر۔ اب انہیں ہوش میں لایا جائے گا اور پھر ان سے پوچھ گچھ ہو گی"....... گارسن نے جواب دیتے ہوئے



کہا۔
"انہیں ہلاک نہیں ہونا چاہئے۔ اس بات کا خیال رکھنا"۔ عمران نے کہا۔
"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"او کے۔ آپ نے مجھے رپورٹ دینی ہے"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔
"کیا ہوا۔ خیریت"....... کمروں سے اس کے ساتھیوں نے نکل کر باہر آتے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں سپیشل سیکشن کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔
"اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ ہوا ناں کام۔ ہم خواہ مخواہ احمقوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے ہیں"....... تنویر نے فوراً ہی کہا۔
"انہیں سب ہیڈ کوارٹر سے باہر نکالنا ہے اس لئے جلدی تیاری کرو"....... عمران نے کہا۔
"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کے پیچھے جانے کی بجائے خود لیبارٹری پر حملہ کر دینا چاہئے۔ اس وقت وہاں سخت حفاظتی انتظامات بھی نہ ہوں گے اور پھر وہ زخمی بھی ہوں گے۔ جہاں تک سپیشل سیکشن کا تعلق ہے تو وہ تربیت یافتہ افراد ہیں خود ہی وہاں سے نکل جائیں گے"....... صفدر نے کہا۔

"لیکن اگر انہیں گولی ماردی گئی تب"....... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ اگر انہوں نے انہیں ہلاک کرنا ہوتا تو پہلے ہی کر چکے ہوتے۔ وہ ان کا کورٹ مارشل کریں گے اور ظاہر ہے اس میں وقت چاہئے۔ ہمیں پہلے پاکیشیا کے مفاد میں کام کرنا چاہئے"۔ صفدر نے کہا اور پھر سب نے اس کی تائید کر دی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے چلو اسلحہ وغیرہ اٹھالو۔ چلو"....... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب تیزی سے تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔



گارسن ابھی سب ہیڈ کوارٹر پہنچ کر اس تہہ خانے میں پہنچا ہی تھا جہاں دشمن ایجنٹوں کو رکھا گیا تھا کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا وہاں آ گیا۔

"چیف سیکرٹری صاحب کی کال ہے سر"....... اس آدمی نے کارڈلیس فون پیس گارسن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"چیف سیکرٹری کی اور یہاں"....... گارسن نے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس لے کر اسے آن کر دیا۔ پھر چیف سیکرٹری سے بات کرنے کے بعد اس نے جیسے ہی فون پیس آف کیا اس کے ذہن میں اچانک ایک جھماکا سا ہوا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چیف سیکرٹری کو اس سب ہیڈ کوارٹر کا نمبر تو معلوم ہی نہ تھا اس لئے لامحالہ یہ نمبر ہیڈ کوارٹر سے حاصل کیا گیا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں کیلی کی

گفتگو آ گئی جب وائس چیکر نے بتایا تھا کہ کیلی کی بجائے کوئی اور
بول رہا ہے اور پھر رافٹ نے اسے بتا دیا تھا کہ عمران اس معاملے
میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ اس نے جلدی سے فون پیس آن
کیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ بے ہوش افراد کو دیکھتے ہی
وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی سپیشل سیکشن کے افراد ہیں جو ایکس پوائنٹ
سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے اس لئے عمران اور اس کا
گروپ ابھی آزاد ہے۔

"یس" ....... رابطہ ہوتے ہی پارک کی آواز سنائی دی۔

"گارسن بول رہا ہوں پارک۔ کیا چیف سیکرٹری صاحب کی کال
آئی تھی" ....... گارسن نے کہا

"یس چیف" ....... پارک نے جواب دیا اور پھر چیف سیکرٹری
سے ہونے والی تمام گفتگو اس نے دوہرا دی۔

"کیا تم نے وائس چیکر سے چیک کر لی ہے کہ کال کرنے والا
واقعی چیف سیکرٹری ہی تھا" ....... گارسن نے کہا۔

"نہیں چیف۔ کیونکہ چیف سیکرٹری صاحب کی آواز تو وائس
چیکر میں فیڈ ہی نہیں ہے" ....... پارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیلی کی آواز کیسے چیک ہوئی تھی" ....... گارسن نے غصیلے
لہجے میں کہا۔

"وہ تو کئی بار ہیڈ کوارٹر آئی تھیں چیف اس لئے ان کی آواز فیڈ
تھی لیکن چیف سیکرٹری صاحب تو کبھی بھی ہیڈ کوارٹر نہیں آئے"۔



پارک نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے" ....... گارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے فون آف کیا اور پھر اسے آن کر کے اس نے تیزی سے نمبر
پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پی اے ٹو چیف سیکرٹری" ....... ایک بھاری سی آواز سنائی
دی۔

"گارسن چیف آف ڈبل کراس بول رہا ہوں۔ کیا چیف سیکرٹری
صاحب نے ہیڈ کوارٹر کال کی ہے" ....... گارسن نے کہا۔

"آپ کے ہیڈ کوارٹر۔ نہیں جناب۔ وہ تو ایک گھنٹے سے کسی اہم
میٹنگ میں مصروف ہیں۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ....... پی
اے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ویسے ہی پوچھ رہا تھا کیونکہ میں ہیڈ کوارٹر میں موجود نہ تھا۔
اوکے" ....... گارسن نے کہا اور فون آف کر دیا۔

"سیمور کو بلاؤ فوراً۔ جلدی" ....... گارسن نے فون لانے والے
سے مخاطب ہو کر کہا اور فون پیس اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یس چیف" ....... فون لے آنے والے نے کہا اور فون لے کر وہ
تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک درمیانے قد اور پھیلے
ہوئے کاندھوں کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"سیمور۔ ان بے ہوش افراد کو فوراً یہاں سے پارک روڈ والے
اڈے پر پہنچاؤ۔ میں اپنی کار میں وہاں جا رہا ہوں اور سنو تم نے یہاں

ریڈ الرٹ رہنا ہے۔ کسی بھی لمحے دشمن ایجنٹوں کا دوسرا گروپ یہاں حملہ کر سکتا ہے۔ تم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ جلدی کرو۔ ایک منٹ بھی ضائع مت کرو"....... گارسن نے اس نوجوان سے کہا اور خود وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سب ہیڈ کوارٹر سے نکل کر پارک روڈ والے اڈے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ اڈا ایک کوٹھی میں بنایا گیا تھا اور اسے انتہائی خصوصی حالات میں استعمال کیا جاتا تھا۔ یہاں صرف ایک آدمی موجود رہتا تھا جس کا نام براؤن تھا۔ گارسن کے وہاں پہنچنے کے کچھ دیر بعد ایک بڑی سی سٹیشن ویگن پر سپیشل سیکشن کے بے ہوش اور مفلوج افراد کو وہاں لایا گیا اور پھر گارسن کے حکم پر انہیں تہہ خانے میں بنے ہوئے ٹارچر روم میں پہنچا کر زنجیروں سے جکڑ دیا گیا۔ اب گارسن پوری طرح مطمئن تھا کیونکہ اس اڈے کا علم بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی صورت بھی نہ ہو سکتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ سیمور اب چونکہ ریڈ الرٹ ہو چکا ہے اس لئے وہ لامحالہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مار گرانے میں بھی کامیاب ہو جائے گا۔

"انہیں ہوش میں لے آؤ براؤن"....... گارسن نے کہا۔

"یہ کس طرح بے ہوش ہوئے ہیں باس"....... براؤن نے کہا تو گارسن بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اسے تو خود بھی معلوم نہ تھا۔

"فون پیس لے آؤ"....... گارسن نے کہا تو براؤن سر ہلاتا ہوا



واپس مڑا اور تہہ خانے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس موجود تھا۔ گارسن نے اس کے ہاتھ سے فون پیس لیا اور پھر اسے آن کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری"....... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف سیکرٹری کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"گارسن بول رہا ہوں چیف آف ڈبل کراس۔ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر جوزف کنگ کا نمبر چاہئے"....... گارسن نے کہا۔

"یس سر۔ میں بتا دیتا ہوں سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"شکریہ"....... گارسن نے کہا اور فون آف کر کے اس نے اسے دوبارہ آن کیا اور پھر پی اے کا بتایا ہوا نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔

"یس۔ ڈاکٹر کنگ بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف آف ڈبل کراس گارسن بول رہا ہوں ڈاکٹر کنگ۔ جن دشمن ایجنٹوں نے لیبارٹری پر حملہ کیا تھا میں نے ان سے پوچھ گچھ کرنی ہے تاکہ ان کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں ان سے معلومات حاصل کی جا سکیں لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کس طرح بے ہوش اور مفلوج کیا گیا ہے اور یہ کس طرح ٹھیک ہو سکتے ہیں اور ہوش میں آ سکتے ہیں"....... گارسن نے مسلسل بولتے

ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں۔ میرے سامنے چیف سیکرٹری صاحب نے ان دشمن ایجنٹوں کو آپ کے آدمی باب کے حوالے کیا تھا۔ ٹھیک ہے۔ میں اس کا توڑ بتا دیتا ہوں"....... ڈاکٹر کنگ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک گیس کا نام بتا دیا۔

" یہ تو ہمارے ہاں عام استعمال ہوتی ہے"....... گارسن نے کہا۔

"ہاں۔ وہی"....... ڈاکٹر کنگ نے جواب دیا۔

" شکریہ جناب"....... گارسن نے کہا اور فون آف کر کے اس نے براؤن کو دیا اور اسے گیس کا نام بتا دیا۔

" یس سر۔ یہ ہمارے پاس موجود ہے"....... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا جبکہ گارسن ان بے ہوش اور مفلوج جکڑے ہوئے دشمن ایجنٹوں کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد براؤن واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی۔ اس نے اس کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ ایک بے ہوش آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے اسے ہٹا کر ساتھ والے آدمی کی ناک سے لگا دیا اور پھر یہی کارروائی اس نے باری باری سب کے ساتھ کی اور پھر ڈھکن بند کر کے مڑا اور تہہ خانے سے باہر چلا گیا۔ گارسن خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے ان سب کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر وہ نہ صرف ہوش میں آ گئے بلکہ ان کے ڈھلکے ہوئے جسم بھی



تن کر سیدھے ہو گئے۔ گارسن اس وقت تک خاموش بیٹھا رہا جب تک وہ سب پوری طرح ہوش میں نہ آ گئے۔ براؤن بھی اب واپس آ کر گارسن کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا تھا۔

" تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے پہچانتے ہو اور میں تمہیں بھی۔ تم نے جس انداز میں لیبارٹری پر حملہ کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم انتہائی احمق ہو"....... گارسن نے کہا۔

" مجھے تمہاری بات تسلیم ہے"....... ایک نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تم طنز کر رہے ہو شاید۔ لیکن تم نے دیکھا کہ اس قدر تباہی پھیلانے کے باوجود تم یہاں حقیر اور بے بس کیچوؤں کی طرح موجود ہو اور ان راڈز سے تو تم نے نجانے کس طرح آزادی حاصل کر لی تھی لیکن ان زنجیروں سے تمہیں آزادی نہیں مل سکتی اور نہ اب پہلے کی طرح میں تمہاری باتوں کے دھوکے میں آؤں گا کہ تمہارے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس گروپ کو گرفتار کر سکوں۔ ویسے بھی اب اس کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ وہ لوگ تمہارے پیچھے سب ہیڈ کوارٹر پہنچ رہے ہیں لیکن میں پہلے ہی تمہیں وہاں سے نکال لایا ہوں اور اب وہاں ریڈ الرٹ ہے اس لئے وہ کسی صورت بھی بچ کر نہیں جا سکتے"....... گارسن نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

" وہ ہمارے پیچھے آ رہے ہیں۔ انہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم اس حالت میں ہیں۔ ہمارا تو ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے"....... اس آدمی

نے چونک کر کہا۔

" مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے لیکن بہرحال ایسا ہے۔ البتہ تم ابھی تک زندہ اس لیئے نظر آرہے ہو کہ چیف سیکرٹری صاحب لیبارٹری پہنچ گئے تھے اور انہوں نے تم سے پوچھ گچھ کے بعد تمہارے کورٹ مارشل کا حکم دے دیا ہے ورنہ اگر ان سے پہلے میں وہاں پہنچ جاتا تو تمہیں اس بے ہوشی کی حالت میں ہی گولیوں سے اڑا دیتا"...... گارسن نے کہا۔

" ظاہر ہے تم ہم سے زیادہ بہادر آدمی ہو"...... اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہیں لیبارٹری کے محل وقوع کا کیسے علم ہوا ہے"...... گارسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" اخبار میں اس لیبارٹری پر باقاعدہ سپلیمنٹ شائع ہوا تھا"۔ اسی آدمی نے جواب دیا اور گارسن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیئے۔

" تم نے اپنا نام آصف درانی بتایا تھا"...... گارسن نے کہا۔

" ہاں"...... اس نوجوان نے جواب دیا۔

" تم اس گروپ کے لیڈر ہو"...... گارسن نے کہا۔

" ہاں"...... میجر آصف درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تم ڈاکٹر سیون سے ملے تھے اور شاید مجھے پہلے یقین نہ تھا لیکن اب یقین ہو گیا ہے کہ تم نے ڈاکٹر سیون سے لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔



گارسن نے کہا۔

" جب تمہیں معلوم ہے تو تم ہم سے اس بارے میں پوچھ گچھ کر کے کیوں اپنا وقت ضائع کر رہے ہو"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

" ہاں۔ واقعی میں وقت ضائع کر رہا ہوں لیکن مجبوری ہے کہ میں تمہیں ہلاک بھی نہیں کر سکتا ورنہ میں واقعی وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ ٹھیک ہے میں چیف سیکرٹری کو اطلاع دے دیتا ہوں تاکہ تمہارا جلد از جلد کورٹ مارشل ہو سکے اور تمہیں موت کے گھاٹ اتارا جا سکے"...... گارسن نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے واقعی احساس ہو گیا تھا کہ اس طرح کارروائی کر کے وہ واقعی اپنا وقت ضائع کر رہا ہے۔

" براؤن۔ یہ لوگ کسی طرح آزاد تو نہیں ہو سکتے"...... گارسن نے براؤن کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

" نو چیف۔ میں نے بٹن ڈبل آف کر دیئے ہیں"...... براؤن نے جواب دیا۔

" پھر بھی تم نے ہر لحاظ سے چوکنا رہنا ہے۔ یہ پہلے بھی ایکس پوائنٹ سے راڈز میں جکڑے ہونے کے باوجود نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اب ایسا نہیں ہونا چاہئے ورنہ ان کی بجائے ہمارا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے"...... گارسن نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا تہہ خانے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں چیف۔ان کی روحیں بھی یہاں سے باہر نہیں جا سکتیں"...... براؤن نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

"میں واپس ہیڈ کوارٹر جا رہا ہوں تاکہ چیف سیکرٹری صاحب کو رپورٹ دے سکوں۔ تم نے بہرحال ہوشیار رہنا ہے"...... گارسن نے کہا اور پھر پورچ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جبکہ براؤن اثبات میں سر ہلاتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔



عمران اپنے ساتھیوں سمیت ساؤتھ سالٹن پہاڑیوں کے قریب حالات کا جائزہ لے کر واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ چکا تھا۔ سالٹن پہاڑیاں اور اس کے ارد گرد کا تقریباً دو کلومیٹر کا علاقہ فوج کی تحویل میں دے دیا گیا تھا اور وہاں ہر طرف مسلح سپاہی اس طرح پھیلے ہوئے تھے جیسے پہاڑیوں کے ایک ایک پتھر پر ایک ایک فوجی کھڑا کر دیا گیا ہو۔اس کے ساتھ ساتھ چار گن شپ ہیلی کاپٹر بھی فضا میں مسلسل پرواز کرتے ہوئے نگرانی کر رہے تھے اور ظاہر ہے ان حالات میں آپریشن کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔چنانچہ عمران اور اس کے ساتھی خاموشی سے واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گئے۔

"اب کیا پروگرام ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اس طرح واپس نہیں آنا چاہئے تھا۔کوئی نہ کوئی راستہ بہرحال نکل ہی آتا"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ قبرستان کا راستہ ضرور مل جانا تھا۔ ہم یہاں خودکشی کرنے نہیں آئے۔ مشن مکمل کرنے آئے ہیں"...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا تو تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ شاید اسے یہ سمجھ آگئی تھی کہ عمران کی بات درست ہے۔

"اب یہی ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ ہم ڈبل کراس کے سب ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیں اور کیا ہو سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"یہی بات میں نے پہلے کہی تھی تو تم سب نے میرے خلاف محاذ بنا لیا تھا۔ اب نجانے کتنا پانی پلوں کے نیچے سے بہہ چکا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"آخر تم مرچیں کیوں چبا رہے ہو۔ ہمیں یہ تو معلوم نہ تھا کہ وہاں اس قسم کے حالات پیدا کر دیئے گئے ہوں گے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہیں خود سوچنا چاہیئے تھا کہ سپیشل سیکشن نے وہاں اس قدر خوفناک تباہی کی ہے۔ لیبارٹری کو توڑ کر وہ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ سینکڑوں کی تعداد میں مسلح فوجی کمانڈوز ہلاک ہو گئے۔ ان کا سیکورٹی کنٹرول مرکز تباہ کر دیا گیا اس کے باوجود وہ اس علاقے کو کھلا چھوڑ دیتے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب بھی مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمیں بہرحال کسی نہ کسی انداز میں آگے بڑھنا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس



کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری بول رہا ہوں۔ چیف گارسن سے چیف سیکرٹری صاحب بات کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے پی اے کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"چیف گارسن یہاں موجود نہیں ہیں۔ انچارج سیمور موجود ہیں"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔ ان سے بات کراؤ جلدی"...... عمران نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یس۔ سیمور بول رہا ہوں سب ہیڈ کوارٹر انچارج"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری بول رہا ہوں۔ چیف گارسن کہاں گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ واقعی پی اے ٹو چیف سیکرٹری بول رہے ہیں"۔ چند لمحوں بعد ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیوں۔ آپ نے یہ بات کیوں پوچھی ہے"...... عمران نے لہجے میں ناگواریت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے بھی چیف کی موجودگی میں آپ کی جعلی کال آئی تھی۔ آپ فون بند کریں میں خود کال کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس

لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میری پہلی کال چیک کر لی گئی ہے۔ ویری بیڈ۔ اور گارسن کی وہاں عدم موجودگی بتا رہی ہے کہ معاملات گڑبڑ ہو چکے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ ہم وہاں ریڈ کر دیتے ہیں۔ بہرحال سپیشل سیکشن کے لوگ تو وہیں موجود ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ ضروری نہیں ہے کیونکہ گارسن اس پہلی کال سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ کال ہماری طرف سے کی گئی ہے۔ اس کی عدم موجودگی بتا رہی ہے کہ اس نے وہاں سے قیدیوں کو شفٹ کر دیا ہو گا۔ ایک منٹ۔ میں اس کے ہیڈ کوارٹر بات کرتا ہوں۔ شاید کوئی بات بن جائے"...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے پی اے کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو انکوائری آپریٹر نے بتائے تھے۔

"پی اے ٹو ڈیفنس سیکرٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔



"چیف آف ڈبل کراس گارسن بول رہا ہوں۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کرنا تھی"...... عمران نے اس بار گارسن کے لہجے اور آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"گارسن بول رہا ہوں سر۔ چیف آف ڈبل کراس"...... عمران نے لہجے کو مؤدبانہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے قدرے سرد لہجے میں کہا گیا۔

"ساؤتھ سالٹن پہاڑیوں پر واقع لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں بات کرنی تھی سر"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے اوڈی لیبارٹری کے بارے میں۔ کیا بات کرنی ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے چونک کر کہا۔

"جناب۔ وہاں کے حفاظتی انتظامات فوج کے حوالے کر دیئے گئے ہیں جبکہ میرا خیال تھا کہ یہ کام ڈبل کراس زیادہ بہتر انداز میں کر سکتی تھی"...... عمران نے کہا۔

"یہ انتظامات چیف سیکرٹری صاحب کے حکم پر کئے گئے ہیں۔ آپ ان سے بات کریں۔ ویسے بھی آپ کی ایجنسی چیف سیکرٹری صاحب کے براہ راست ماتحت ہے اس لئے اس معاملے میں وہی

فیصلہ کر سکتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ سر"...... عمران نے کہا اور اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے عمران کی یہ سب کارروائی دیکھ رہے تھے۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور عمران پارک کی آواز پہچان گیا کیونکہ پہلے بھی اس سے بات ہو چکی تھی۔

"پی اے ٹو ڈیفنس سیکرٹری بول رہا ہوں"...... عمران نے اس بار ڈیفنس سیکرٹری کے پی اے کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں پارک بول رہا ہوں۔ ہیڈ کوارٹر انچارج"۔ اس بار پارک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب چیف گارسن سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ وہ ابھی تشریف لائے ہیں۔ میں بات کراتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں گارسن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے گارسن کی آواز سنائی دی۔

"چیف گارسن۔ ان دشمن ایجنٹوں کا کیا ہوا جنہیں اوڈی لیبارٹری سے پکڑا گیا تھا"...... عمران نے ڈیفنس سیکرٹری کے لہجے



اور آواز میں کہا۔

"ان سے پوچھ گچھ کی جا چکی ہے جناب۔ مجھے معلوم ہے کہ پاکیشیا کے دو گروپ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ایک گروپ تو ان پکڑے جانے والے لوگوں کا ہے۔ یہ پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس کا سپیشل گروپ ہے اور دوسرا گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ان لوگوں سے دوسرے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے بھی پکڑ لیا جائے لیکن یہ لوگ ان سے لاعلم ہیں اس لئے ابھی میں نے چیف سیکرٹری صاحب کو رپورٹ دی ہے۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ آج رات ان کا کورٹ مارشل کر کے انہیں سزا دے دی جائے"...... گارسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کا کورٹ مارشل کہاں ہو گا۔ کیا چیف سیکرٹری صاحب نے کوئی پروگرام دیا ہے کیونکہ مارشل کورٹ کو میں نے ترتیب دینا ہے"...... عمران نے کہا۔

"سر۔ اس وقت وہ پارک وے میں ڈبل کراس کے ایک اڈے تھرٹی سیون میں موجود ہیں۔ چیف سیکرٹری صاحب کا خیال تھا کہ انہیں جی ایچ کیو پہنچا دیا جائے اور وہاں ان کا کورٹ مارشل کیا جائے لیکن میں نے انہیں قائل کر لیا ہے کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اس لئے انہیں ڈبل کراس کی تحویل میں رہنا چاہئے اس لئے اب ان کا کورٹ مارشل وہیں ہو گا سر"...... گارسن نے کہا۔

"اوکے ۔ ٹھیک ہے۔ میں چیف سیکرٹری صاحب سے بات کر لوں گا۔ شکریہ" ....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"پارک وے کوٹھی نمبر سیونٹی سیون ۔ چلو اٹھو ہمیں وہاں فوری ریڈ کرنا ہے ورنہ یہ لوگ واقعی مارے جا سکتے ہیں اور کورٹ مارشل تو صرف رسمی کارروائی ہو گی" ....... عمران نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔



"مجھے حیرت ہے کہ اس قدر تباہی کے باوجود انہوں نے ہمیں زندہ کیوں رکھا ہے" ....... کیپٹن فوزیہ نے گارسن اور براؤن کے اس تہہ خانے نما کمرے سے باہر جاتے ہی کہا۔

"گارسن نے بتایا تو ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب وہاں پہنچ گئے اور ایسے بڑے حکام بغیر مقدمہ چلائے کسی کو ہلاک کرنا بہت بڑا جرم سمجھتے ہیں اس لئے انہوں نے کورٹ مارشل کا حکم دے دیا اور گارسن اب ہمیں زندہ رکھنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ بہرحال قدرت نے ہمیں زندہ رہنے اور مزید جدوجہد کرنے کا ایک اور موقع دیا ہے اور ہمیں اس موقع سے فائدہ اٹھانا ہے ورنہ مفلوج اور بے ہوش ہوتے ہوئے میرے ذہن میں آخری تاثر یہی ابھرا تھا کہ ہم اپنے پہلے مشن میں ہی ناکام ہو گئے ہیں" ....... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوشش کی ہے باس۔ لیکن کلائیوں میں موجود کڑوں کے بٹن کسی طرح کھل ہی نہیں رہے"...... اس بار کیپٹن تراب نے کہا۔

"وہ براؤن بتا تو رہا تھا کہ اس کے بٹنوں کو ڈبل آف کر دیا ہے۔ یہ اب نجانے کس طرح کھلیں گے"...... کیپٹن سعدیہ نے کہا۔

"کیپٹن سعدیہ اور کیپٹن فوزیہ تم اگر کوشش کرو تو اپنے ہاتھ ان کڑوں سے نکال سکتی ہو کیونکہ خواتین چوڑیاں پہننے کے لئے اپنے ہاتھ کو اس حد تک سکوڑ لیتی ہیں کہ جیسے ان کے ہاتھوں میں ہڈیاں سرے سے موجود ہی نہ ہوں"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کیپٹن سعدیہ اور کیپٹن فوزیہ سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں ہنس پڑیں۔

"ہم پہلے ہی یہ کوشش کر چکی ہیں۔ لیکن یہ کڑے بہت تنگ ہیں"...... ان دونوں نے کہا۔

"پھر تو مجھے ہی سب کچھ کرنا پڑے گا"...... میجر آصف درانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کٹک کی آوازیں ابھریں اور اس کے دونوں ہاتھوں کے کڑے کھل گئے اور میجر آصف درانی مسکراتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ آیا۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو گیا باس"...... سب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"معمولی سی بات ہے۔ اس احمق براؤن نے ہمارے سامنے یہ



بات کہہ ڈالی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ ہم اس ڈبل آف کی تکنیک نہیں جانتے"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن ہمیں تو واقعی معلوم نہیں ہے"...... کیپٹن ہارون اور باقی ساتھیوں نے کہا۔

"تم نے ذہن استعمال نہیں کیا"...... میجر آصف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈبل آف کئے گئے بٹنوں کو کھولنے کی ترکیب بتا دی اور خود تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ باہر سے لاکڈ نہ تھا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر باہر راہداری میں نکل آیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی اب خود ہی اپنے آپ کو زنجیروں سے آزاد کرا لیں گے۔ راہداری سے گزر کر وہ دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا اور کان لگا کر دوسری طرف سے آنے والی آوازیں سننے لگا لیکن دوسری طرف سے جب کوئی آواز سنائی نہ دی تو اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ دوسری طرف ایک اور کمرہ تھا لیکن یہ کمرہ خالی تھا۔ وہ اس کمرے میں آیا تو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کمرے میں موجود ایک ریک میں اسلحہ موجود تھا۔ اسلحے کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے استعمال کیا جاتا ہے اس لئے شاید اسے یہاں ریک میں رکھا گیا تھا۔ میجر آصف نے مشین پسٹل اٹھایا اور اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتے ہی لگا تھا کہ اسے دروازے کی دوسری طرف سے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو

گیا۔ مشین پسٹل اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔ دوسرے لمحے دروازہ
کھلا اور براؤن اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ہی میجر آصف درانی
کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے اسے پکڑ کر
سینے سے لگا لیا۔ اس کا ایک بازو اس کی گردن میں اور دوسرا اس کی
کمر کے گرد تھا کہ اچانک براؤن انتہائی ماہرانہ انداز میں آگے کی طرف
جھکا اور اس کی دونوں کہنیاں میجر آصف درانی کی پسلیوں پر پڑیں اور
میجر آصف قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے سامنے فرش پر جا گرا۔ پھر
اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا براؤن نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن میجر
آصف درانی تیزی سے کروٹ بدل گیا اور براؤن اپنے ہی زور میں
سامنے دیوار سے جا ٹکرایا۔ گو اس نے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے سر
کو دیوار سے ٹکرانے سے بچا لیا تھا لیکن بہرحال چند لمحوں تک اس کا
جسم دھکے کی وجہ سے سن سا ہو گیا تھا لیکن پھر وہ تیزی سے مڑا۔ اس
وقت تک میجر آصف درانی اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا۔
"تم۔ تم کیسے آزاد ہو گئے"...... براؤن نے بڑے حیرت بھرے
لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں میجر
آصف درانی پر چھلانگ لگا دی۔ شاید اس نے یہ فقرہ کہا ہی اس لئے
تھا کہ میجر آصف بات کرنے کے چکر میں رہ جائے لیکن میجر آصف
درانی اس کی مہارت اور پھرتی کا پہلے ہی اندازہ لگا چکا تھا اس لئے اس
بار وہ پوری طرح سنبھلا ہوا تھا اور براؤن کے حرکت میں آتے ہی وہ
بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ پر ہٹا لیکن براؤن کا جسم ہوا میں ہی گھوم کر



اس طرف کو مڑنے لگا جس طرف میجر آصف درانی ہٹا تھا لیکن
دوسرے لمحے براؤن کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کا
جسم فضا میں کسی نیزے کی طرح اڑتا ہوا میجر آصف درانی کے عقب
میں موجود دیوار کے کافی اوپر والے حصے سے ایک دھماکے سے جا
ٹکرایا۔ میجر آصف درانی نے اس بار واقعی انتہائی مہارت کا مظاہرہ
کیا تھا کہ گھومتے ہوئے اور لپنے اوپر آتے ہوئے براؤن کی گردن میں
ہاتھ ڈال کر اس نے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تھا اور چونکہ براؤن کا
جسم پہلے ہی فضا میں تھا اس لئے اس مخصوص جھٹکے کی وجہ سے اس کا
جسم کسی نیزے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا دیوار کے اوپر والے حصے سے
ایک دھماکے سے جا ٹکرایا اور پھر چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی براؤن
مردہ چھپکلی کی طرح منہ کے بل نیچے فرش پر آ گرا اور چند لمحوں تک
کراہنے کے بعد پہلو کے بل ہو کر پشت کے بل ہو گیا۔ اس کا جسم
ایک بار پھر تیزی سے سمٹا لیکن پھر ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ وہ
ختم ہو چکا تھا۔ اس کا سر اس طرح پھٹ گیا تھا جیسے کسی تربوز کو
فرش پر مارنے سے وہ پھٹ جاتا ہے۔ چٹاخ کی آواز اس کے سر کی
دیوار سے ٹکرانے سے پیدا ہوئی تھی۔ یہ براؤن کی ہمت تھی کہ اس
حالت میں بھی وہ اتنی دیر زندہ رہ گیا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور میجر
آصف کے ساتھی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔
"کیا ہوا۔ ہم نے چیخ کی آواز سنی تھی"...... کیپٹن تراب نے کہا
اور میجر آصف درانی نے انہیں تفصیل بتا دی۔

"ہوں۔ خاصا ماہر لڑاکا تھا"...... کیپٹن تراب نے کہا۔

"ہاں۔ بہرحال اب جلدی سے اس کوٹھی کی تلاشی لو۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ میک اپ باکس بھی تلاش کرو۔ جلدی کرو"۔ میجر آصف نے اس دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جہاں سے براؤن اندر داخل ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے وہ کمرہ تلاش کر لیا جسے آفس کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا اور پھر اس نے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن وہاں سے اسے کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جو ان کے مشن میں ان کی مدد کرتی۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر بڑے کمرے میں آگیا۔

"یہ ماسک میک اپ باکس ملا ہے یہاں سے"...... کیپٹن ہارون نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ماسک میک اپ باکس موجود تھا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ چلو جلدی کرو۔ ماسک چڑھاؤ اپنے چہروں پر۔ جلدی کرو اور یہاں ایک کمرے میں اسلحہ بھی موجود ہے وہ ساتھ لے لو۔ ہم نے فوراً اپنا ادھورا مشن مکمل کرنا ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا تو وہ سب تیزی سے حرکت میں آگئے۔

"لیکن وہاں تو اس وقت ہنگامی حالات ہوں گے"...... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"ہوتے رہیں۔ ہم نے بہرحال اپنا کام کرنا ہے۔ جلدی کرو۔ یہاں سے ہمیں جتنی دیر ہو گی اتنا ہی رسک بڑھتا جائے گا"...... میجر



آصف درانی نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب وہاں موجود سیاہ رنگ کی کار میں سوار اس کوٹھی سے نکلے اور تیزی سے دائیں ہاتھ پر مڑ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن ہارون تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر میجر آصف درانی بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر کیپٹن تراب، کیپٹن سعدیہ اور کیپٹن فوزیہ کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا البتہ کار باہر آنے کے بعد کیپٹن تراب بڑا پھاٹک اندر سے بند کر کے باہر آیا اور چھوٹے پھاٹک کو باہر سے بند کر دیا تھا تاکہ ارد گرد کے لوگ پھاٹک کھلا دیکھ کر پولیس کو اطلاع نہ کر دیں اس طرح ڈبل کراس کے ہیڈ کوارٹر تک فوراً اطلاع پہنچ جاتی اور وہ لوگ انہیں تلاش کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوتے جبکہ اب وہ مطمئن ہوں گے کہ یہ لوگ زنجیروں میں جکڑے وہاں موجود ہیں۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت دو کاروں میں سوار پارک وے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر خود عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر تنویر موجود تھا جبکہ عقب میں آنے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا اور سائیڈ سیٹ پر کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا اور اس کار کی عقبی سیٹ خالی تھی۔

"وہاں لازماً ڈبل کراس نے خاصے حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے"...... اچانک جولیا نے کہا۔

"اتنے بہرحال نہیں ہوں گے جتنے سالٹن پہاڑیوں پر تھے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن انہیں ہم آزاد کرا کر کیا اپنے ساتھ رکھیں گے"۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا۔



"ارے نہیں۔ ہم حماقت میں خود کفیل ہیں اس لئے مزید امپورٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شٹ اپ۔ احمق تم خود ہو گے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ شکریہ۔ چلو کچھ بہار آنے کی امید تو بندھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری زندگی میں تو بہار نہیں آ سکتی۔ یہ تو طے سمجھو"۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے فوراً کہا۔ ظاہر ہے وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا کیونکہ اس بات کا تعلق جولیا سے ہی تھا۔

"ایسی بات مت کیا کرو تنویر"...... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ کہنے دو۔ میں نے سنا ہے کہ رقیب کی بددعائیں دعاؤں میں تبدیل ہو جاتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں بددعا نہیں دے رہا۔ حقیقت بتا رہا ہوں"...... تنویر بھلا کہاں خاموش رہنے والا تھا۔

"تم دونوں ہی احمق ہو"...... جولیا نے زچ ہو کر کہا۔

"یہ تو شراکت قائم ہو گئی خواہ مخواہ میں خوش ہو رہا تھا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس بار جولیا نہ چاہنے کے باوجود بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم دونوں ہی خواب دیکھنے کے عادی ہو اس لئے بس خواب ہی دیکھتے رہو گے۔ نانسنس"....... اچانک جولیا نے کہا۔

"خواب۔ اچھا کمال ہے۔ تو تم حقیقت میں موجود نہیں ہو۔ ارے یہ تو سارا افسانہ ہی ختم ہو گیا"....... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم پارک وے کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔ میں نے بورڈ دیکھا ہے"....... اچانک تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے بھی دیکھ لیا ہے"....... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ سڑک پر کاریں آ جا رہی تھیں۔ عمران کی نظریں کوٹھیوں کے نمبروں پر جمی ہوئی تھیں اور پھر کوٹھی نمبر تھرٹی سیون انہیں نظر آ گئی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ میں بنی ہوئی پارکنگ کی طرف موڑ دی۔ اس کے ساتھ ہی عقبی کار بھی پارکنگ میں مڑ گئی اور پھر وہ سب کاروں سے نیچے اتر آئے۔

"یہاں تو کوئی خاص حفاظتی انتظامات نظر نہیں آ رہے"۔ عمران نے غور سے کوٹھی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ باہر بورڈ لگا دیتے"....... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"بورڈ ہی تو لگا ہوا ہے۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔



"کیا مطلب"....... جولیا نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

"میری چھٹی حس وہ بورڈ بھی پڑھ لیتی ہے جو نظر نہ آنے والے پینٹ سے لکھے جاتے ہیں۔ تم حفاظتی انتظامات کی بات کر رہی ہو۔ مجھے یقین ہے کہ کوٹھی خالی ہے"....... عمران نے کہا اور پھر سڑک کراس کر کے وہ کوٹھی کے گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔

"تم دونوں عقبی طرف جاؤ"....... عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا اور وہ دونوں تیزی سے سامنے گلی کی طرف مڑ گئے۔

"تنویر تم واپس جا کر دوسری طرف رکو گے۔ میرے ساتھ جولیا اندر جائے گی تاکہ اگر کوئی باہر سے آ جائے تو تم واچ ٹرانسمیٹر پر کاشن دے سکو"....... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا تھوڑا سا آگے بڑھ گیا تاکہ چکر کاٹ کر اور سڑک کراس کر کے سامنے کے رخ پر چلا جائے۔

"یہ تو پھاٹک باہر سے بند ہے"....... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ کوٹھی خالی ہے۔ میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں"....... عمران نے کہا اور پھر اس نے پھاٹک کا باہر سے کنڈا جو لگا ہوا تھا، ہٹایا اور پھر پھاٹک کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جولیا بھی اندر داخل ہوئی۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا اس لئے جولیا نے بھی جیکٹ کی جیب میں موجود مشین پسٹل نکال لیا۔ وہ دونوں تیزی سے لیکن محتاط انداز میں

عمارت کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ عمران کی تیز نظریں بڑے چوکنے انداز میں چاروں طرف کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں کیونکہ اس کا خیال غلط بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ جولیا بھی بے حد چوکنا نظر آ رہی تھی۔ پورچ بھی خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں عمارت میں داخل ہوئے اور پھر جیسے ہی وہ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچے دونوں بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ وہاں ایک مقامی آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کا سر پھٹے ہوئے تربوز کی طرح نظر آ رہا تھا اور چہرہ بھی انتہائی تکلیف سے بری طرح مسخ ہوا نظر آ رہا تھا۔

" تم یہیں ٹھہرو۔ میں باقی کوٹھی دیکھتا ہوں"...... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا کے سر ہلانے پر عمران تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

" کوٹھی میں اس لاش کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں ہے البتہ نیچے تہہ خانے کے حالات سے لگتا ہے کہ وہاں واقعی سپیشل سیکشن کو جکڑا گیا تھا لیکن وہ آزاد ہو گئے اور پھر اس آدمی کو ہلاک کر کے نکل گئے ہیں"...... عمران نے واپس آ کر کہا۔

" اسے بھی لڑائی کے دوران ہلاک کیا گیا ہے۔ گولی نہیں ماری گئی"...... جولیا نے کہا۔

" ہاں۔ شاید آباد علاقے کی وجہ سے فائرنگ نہیں کی گئی اور انہوں نے یہاں باقاعدہ ماسک میک اپ بھی کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" ماسک میک اپ۔ وہ کیوں"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔



" میرا خیال ہے کہ ان کا میک اپ واش کر دیا گیا ہو گا اس لئے یہاں سے نکلنے سے پہلے انہوں نے ماسک میک اپ کیا ہے البتہ نیچے ایک کمرے میں اسلحہ کی پیٹیاں موجود ہیں۔ ان کے ڈھکن توڑ کر وہاں سے اسلحہ نکالا گیا ہے۔ بہرحال آؤ۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا۔ کسی بھی وقت ڈبل کراس یہاں پہنچ سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جولیا بھی سر ہلاتی ہوئی اس کے پیچھے آ گئی۔

" اب ہمارا کیا پروگرام ہو گا۔ اس بار تو ہم صرف کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ادھر ادھر ڈولتے پھر رہے ہیں"...... برآمدے کی سیڑھیاں نیچے اترتے ہوئے جولیا نے کہا۔

" کٹی ہوئی پتنگ کا اپنا کوئی انتخاب نہیں ہوتا۔ جو اسے لوٹ لے اس کی ہوتی ہے اس لئے ایسی مثالیں نہ دیا کرو ورنہ تنویر کٹی ہوئی پتنگیں لوٹنے میں ماہر ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" اور تم"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں پتنگ کٹنے ہی نہیں دیتا"...... عمران نے کہا اور جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب دوبارہ پارکنگ میں پہنچ چکے تھے۔ تنویر کے ذریعے عقب میں موجود کیپٹن شکیل اور صفدر کو بھی بلوا لیا گیا تھا۔

" عمران صاحب اب ہم نے کیا کرنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب

جا کر ہیڈ کوارٹر پر ہی حملہ کر دیں اور کیا کریں"...... صفدر نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر پر حملہ تو اس لئے کیا جا رہا تھا کہ وہاں سے لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات حاصل کی جائیں اور اب جبکہ لیبارٹری کا محل وقوع معلوم ہو گیا ہے اب وہاں حملہ کرنا بے کار ہے کیونکہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جانے سے حکومتوں کو کوئی فرق نہیں پڑا کرتا۔ دوسرا ہیڈ کوارٹر بنایا جا سکتا ہے البتہ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں دوبارہ لیبارٹری جانا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیوں"...... سب نے چونک کر کہا۔

"اس لئے کہ میری چھٹی حس بتا رہی ہے کہ سپیشل سیکشن یہاں سے نکل کر دوبارہ لیبارٹری پر حملہ کرنے گیا ہے اور لامحالہ وہاں انہوں نے یا پکڑے جانا ہے یا مارے جانا ہے اور ہمیں یہاں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ ہم اس سپیشل سیکشن کو چیک کرتے رہیں۔ اگر وہ ناکام ہو جائیں تو ہم اس مشن کو مکمل کریں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ خیال آپ کو کیسے آگیا"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں کھڑے ہو کر ڈسکشن کرنے کی بجائے ہمیں واپس رہائش گاہ پر چلنا چاہئے کیونکہ ہم لیبارٹری پر استعمال کئے جانے والا اسلحہ تو وہیں رکھ آئے ہیں اور بغیر خصوصی اسلحہ کے لیبارٹری پر حملہ نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری بات یہ کہ یہاں کسی بھی لمحے ڈبل کراس کے لوگ آسکتے ہیں اور اس طرح ہم خواہ مخواہ کے





مسئلے میں الجھ کر رہ جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں پارک وے سے نکل کر واپس اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں جہاں ان کی رہائش گاہ تھی۔

"تم نے کیسے یہ بات سوچی کہ وہ یہاں سے سیدھے لیبارٹری پر حملہ کرنے جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے کہ اسلحے کی پیٹیاں وہاں موجود تھیں جن کے ڈھکن توڑ کر ان میں سے اسلحہ نکالا گیا ہے اور ان میں سے چند پیٹیوں میں انتہائی حساس اسلحہ موجود ہے جو لیبارٹری پر حملے میں کام آسکتا ہے۔ پھر وہاں ایک خالی ماسک میک اپ باکس بھی موجود تھا۔ ظاہر ہے انہوں نے ماسک میک اپ کیا اور سب سے آخری بات یہ کہ ملٹری انٹیلی جنس کے اس ٹائپ کے سیکشن کی تربیت جاسوسی انداز میں نہیں کی جاتی بلکہ ان کی تربیت ڈیشنگ ایجنٹ میرا مطلب ہے کہ تنویر کے مزاج کے مطابق کی جاتی ہے اس لئے وہ لوگ معلومات حاصل کرنے کے چکر میں پڑنے کی بجائے غصیلے مینڈھے کی طرح ناک کی سیدھ میں بھاگ دوڑ کرنے کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم مجھ پر طنز کر رہے ہو۔ کیوں"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مینڈھے کی بجائے بھینسا کہہ دیتا ہوں۔ پھر تو خوش ہو"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہیں تنویر پر طنز کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر تمہاری بجائے چیف تنویر کو لیڈر بنا دیتا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کارناموں کی تعداد زیادہ ہوتی۔ تم واقعی اصل مشن پر کام کرنے کی بجائے ادھر ادھر بھاگ دوڑ زیادہ کرتے رہتے ہو"...... تنویر کے جواب دینے سے پہلے ہی جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا اور تنویر جس کے گال غصے سے پھڑپھڑانے لگے تھے یکلخت نارمل ہو گئے۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی اور سینہ کئی انچ مزید پھول گیا۔

" تمہارا قصور نہیں ہے۔ آخر بہن بھائی کی تعریف نہیں کرے گی تو اور کون کرے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بکواس کرنے سے تم باز نہیں آؤ گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ خاموش رہو"...... تنویر سے غصیلے لہجے میں کہا۔

" یہ تو تمہاری عادت ہے کہ ہر عورت کو بہن بنا لیتے ہو"۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا کروں۔ تنویر کی طرح خوش قسمت نہیں ہوں اس لئے مجبوراً بہن بنانا پڑتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔



سپیشل سیکشن کے ممبران ساؤتھ سالٹن پہاڑیوں سے کافی فاصلے پر سڑک کی دوسری طرف درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں موجود تھے۔ ان کی کاریں وہیں تھیں اور وہ سب جھنڈ کے کنارے پر درختوں کی اوٹ میں کھڑے تھے۔ ان کی آنکھوں میں شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

" اب یہ مشن کیسے مکمل ہو گا۔ یہاں تو ہر طرف فوج ہی فوج ہے اور کسی کو اندر نہیں جانے دیا جا رہا"...... کیپٹن ہارون نے کہا۔ وہ سب پہلی چیک پوسٹ پر پہنچ گئے تھے لیکن انہیں واپس بھجوا دیا گیا کہ سوائے چیف سیکرٹری کے خصوصی پاس کے کوئی اندر نہیں جا سکتا حالانکہ وہ سب فوجی یونیفارم میں تھے اور چہروں پر موجود ماسک میک اپ سے وہ مقامی آدمی ہی لگ رہے تھے اور شاید انہیں گرفتار کرنے کی بجائے اس لئے واپس بھجوا دیا گیا تھا کہ وہ

بہرحال فوجی تھے۔

" پہلے کی طرح ایئر فورس اڈے پر حملہ کر کے وہاں سے گن شپ ہیلی کاپٹر حاصل کر لیں"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

" لیکن یہاں تو فضا میں بھی گن شپ ہیلی کاپٹر مسلسل نگرانی کر رہے ہیں"....... کیپٹن ہارون نے کہا۔

" اگر مجھے ہیلی کاپٹر مل جائے تو پھر مجھے ان کی پرواہ نہیں رہے گی"....... کیپٹن سعدیہ نے فوراً ہی کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ابھی واپس جانا چاہئے۔ جب حالات نارمل ہو جائیں گے تو پھر حملہ کریں"....... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

" اوہ نہیں کیپٹن فوزیہ۔ ایسی بات منہ سے نہ نکالا کرو۔ ہم نے اپنا مشن مکمل کرنا ہے چاہے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں"۔ اچانک خاموش کھڑے میجر آصف درانی نے کہا۔

" لیکن کس طرح۔ ان حالات میں تو یہ صریحاً خودکشی ہے"۔ کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

" ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے لیکن ہمیں بہرحال ہر حالت میں کام کرنا ہو گا اس لئے واپسی کی بات مت کیا کرو"....... میجر آصف درانی کا لہجہ پہلے سے زیادہ سرد ہو گیا تو کیپٹن فوزیہ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

" میرا خیال ہے باس کہ ہمیں سالٹن پہاڑیوں کے عقبی طرف سے آگے بڑھنا چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ عقبی طرف اس قدر نگرانی نہ



ہو گی"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

" ادھر وسیع و عریض میدان ہے اس لئے ہم فوری چیک ہو جائیں گے"....... کیپٹن ہارون نے کہا۔

" اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے کہ ہم اس بار جنگی طیارہ حاصل کریں اور پھر نگرانی کرنے والے ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر کے پیراشوٹ کے ذریعے نیچے اتر جائیں"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

" نہیں۔ جنگی طیارے سے پیرا شوٹس سے چھلانگیں لگانے کا سوچنا ہی انتہائی حماقت ہے جب تک ایک آدمی نیچے اترے گا طیارہ نجانے کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہو گا"....... کیپٹن سعدیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اب اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے کہ ہم ایک بار پھر ایئر فورس اڈے پر حملہ کریں اور وہاں سے گن شپ ہیلی کاپٹر حاصل کر کے یہاں لے آئیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے"....... میجر آصف درانی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ وہاں لازماً ریڈ الرٹ ہو گا اور ہم وہاں خواہ مخواہ الجھ جائیں گے"....... کیپٹن فوزیہ نے سخت لہجے میں کہا تو میجر آصف درانی بے اختیار مسکرا دیا۔

" تو تم اب بھی واپسی پر بضد ہو"....... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ لیکن ہمیں بہرحال خودکشی نہیں کرنی۔ ہمیں کوئی براہ

راست اور قابل عمل حل تلاش کرنا ہے"...... کیپٹن فوزیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ایک حل میرے ذہن میں ہے"...... اچانک کیپٹن ہارون نے کہا تو سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

" جلدی بتاؤ۔ تم خاموش کیوں ہو"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

" فوج کا گھیراؤ سالٹن پہاڑیوں کے چاروں طرف خاصے ایریئے میں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ایئر فورس اڈے کی طرف سے جہاں سے یہ پہاڑیاں شروع ہوتی ہیں فوج کا اس قدر دباؤ نہ ہوگا اور وہاں ایسے کریک بھی ہوں گے جہاں سے ہم لیبارٹری کی طرف بہرحال بڑھ سکتے ہیں اور رات کے وقت ہماری یونیفارمز بھی ہمارے کام آئیں گی۔ البتہ جہاں سرچ لائٹس نصب ہیں وہاں سے ہمیں کوئی اور پلاننگ کرنا پڑے گی"...... کیپٹن ہارون نے کہا۔

" اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ موجودہ حالات میں واقعی قابل عمل تجویز ہے۔ آؤ پھر یہاں سے چلیں"...... میجر آصف درانی نے کہا اور دوسرے لمحے وہ سب کار میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن ہارون بیٹھ گیا تھا اور تھوڑی دیر بعد کار سڑک پر پہنچ کر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد کیپٹن ہارون نے کار ایک تنگ سے میدان کی طرف موڑ دی جہاں کچھ فاصلے پر درختوں کا ایک جھنڈ سا نظر آ رہا تھا۔ کار کا رخ اس جھنڈ کی طرف





تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار اس جھنڈ میں پہنچ کر رک گئی۔ دوسرے لمحے سارے لوگ تیزی سے باہر آ گئے۔

" اسلحہ لے لو اور یہ سن لو کہ کسی کے ذہن میں واپسی کا خیال نہ آئے۔ ہم نے بہرحال اپنا مشن مکمل کرنا ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اپنی جیبوں میں مخصوص ساخت کا اسلحہ ڈالے اور ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے اس جھنڈ سے نکلے اور تیز تیز قدم اٹھاتے اس طرف کو بڑھنے لگے۔ جہاں سے سالٹن پہاڑیوں کا آغاز ہو رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے تھے لیکن آنکھوں میں حوصلے اور عزم کی تیز چمک موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی سلسلے میں داخل ہو گئے۔ وہاں واقعی کوئی فوجی نظر نہ آ رہا تھا اس لئے وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے لیکن پھر اچانک میجر آصف درانی نہ صرف رک گیا بلکہ اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے پیچھے آنے والے ساتھیوں کو بھی رکنے کا اشارہ کیا تو وہ سب بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔

" آگے سرکل میں فوجی موجود ہیں اس لئے اب ہم نے احتیاط سے آگے بڑھنا ہے"...... میجر آصف درانی نے آہستہ سے کہا۔

" لیکن باس۔ اگر انہوں نے ہمیں پیچھے سے چیک کر لیا تو ہم چوہوں کی طرح مارے جائیں گے"...... کیپٹن تراب نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ کیپٹن تراب کی بات درست ہے"...... کیپٹن ہارون

نے کہا۔

"لیکن اگر ہم نے یہاں فائر کھول دیا تو پھر ہمیں آگے کسی صورت بھی نہ بڑھنے دیا جائے گا اور فضا میں موجود ہیلی کاپٹر اور نیچے موجود فوج سب ادھر دباؤ ڈال دیں گے"....... میجر آصف درانی نے کہا۔

"اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے باس"....... کیپٹن تراب نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح ہم کسی صورت بھی آگے نہ بڑھ سکیں گے۔ علیحدہ علیحدہ ہو کر اور انتہائی احتیاط سے آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ جب تک حالات ناگزیر نہ ہو جائیں فائر نہیں کھولنا"....... میجر آصف درانی نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتے اچانک اوپر فضا میں موجود ہیلی کاپٹر میں سے ایک ہیلی کاپٹر دوسروں سے علیحدہ ہو کر تیزی سے اس طرف آنے لگا جدھر یہ موجود تھے۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔

"اوہ۔ ہمیں چیک کر لیا گیا ہے۔ جلدی کرو۔ اوٹ لے لو"۔ میجر آصف درانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب پہاڑی خرگوشوں کی طرح ادھر ادھر موجود اونچی چٹانوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر ان کے سروں کے اوپر سے گزر کر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ وہاں رکا نہیں تھا لیکن وہ سب اسی طرح اوٹ میں دبکے پڑے رہے کیونکہ ہیلی کاپٹر کسی بھی لمحے مڑ سکتا تھا لیکن ہیلی کاپٹر دور جا چکا تھا۔ اب اس کی مخصوص آواز بھی سنائی نہ دے رہی تھی۔

"چلو آگے بڑھو"....... میجر آصف درانی نے آہستہ سے کہا اور پھر



وہ چٹانوں کی اوٹ سے نکل کر محتاط انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہاں فوجی موجود تھے لیکن وہ سب چٹانوں پر اس انداز میں بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہیں اس طرف کسی کے آنے کی توقع ہی نہ تھی۔ وہ چار کی تعداد میں تھے اور دو چٹانوں پر قریب قریب بیٹھے ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے۔ میجر آصف درانی اور اس کے ساتھی کچھ فاصلے سے محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے لیکن اچانک ان میں سے کسی کا پیر لگنے سے کوئی پتھر نیچے لڑھک گیا اور وہ چاروں فوجی یکلخت اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہاں کوئی موجود ہے"....... ایک آواز سنائی دی اور پھر وہ چاروں ہی تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگے جدھر پتھر گرا تھا اور جہاں میجر آصف اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اچانک میجر آصف کے منہ سے پہاڑی کوے جیسی آواز نکلی اور وہ سب آگے بڑھتے ہوئے یکلخت ٹھٹھک کر رک گئے لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سنبھلتے اچانک میجر آصف درانی اور اس کے ساتھی مختلف اوٹوں سے نکل کر ان فوجیوں پر ٹوٹ پڑے۔ میجر آصف نے جو آواز نکالی تھی اس کا مطلب تھا کہ بغیر فائرنگ کے ان کو ہلاک کرنا ہے اور چونکہ ان پر اچانک حملہ ہوا تھا اس لئے وہ سنبھل ہی نہ سکے اور چند لمحوں بعد ہی وہ چاروں فوجی گردنیں تڑوا کر نیچے پڑے ہوئے تھے۔

"انہیں کسی غار میں ڈال دو"....... میجر آصف درانی نے کہا تو اس کے حکم کی فوری تعمیل کر دی گئی۔

"لیکن اس طرح ہم کب تک لیبارٹری پہنچ سکیں گے باس"۔ کیپٹن تراب نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو ہم نے ایک خصوصی اطلاع کرنل انچارج کو دینی ہے۔ آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... میجر آصف درانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب نہ صرف سیدھے کھڑے ہو گئے بلکہ اچھی طرح اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے جیسے وہ واقعی وہاں موجود پہرے داروں میں سے ہوں۔ لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ اچانک ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ سے چار مسلح فوجی نکل کر ان کے سامنے آ گئے۔

"ہالٹ۔ کون ہو تم"...... ان میں سے ایک نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میجر ہاسٹن اینڈ گروپ۔ سپیشل میسنجرز"...... میجر آصف درانی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سپیشل میسنجرز۔ کیا مطلب سر"...... اس بار بولنے والے کا لہجہ نہ صرف نرم تھا بلکہ اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن بھی جھک گئی تھی۔

"سپیشل میسنجرز مشن از سیکرٹ۔ اپنی ڈیوٹی پر جاؤ"۔ میجر آصف درانی نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... فوجی جو شاید باقی تینوں کا انچارج تھا، نے سیلوٹ کیا اور مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی باقی تینوں بھی اسی طرح



چٹانوں کی اوٹ میں چلے گئے۔

"کم آن"...... میجر آصف درانی نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر انہیں سرچ لائٹس کے دائرے تک پہنچنے کے دوران دو جگہ پر چیک کیا گیا لیکن میجر آصف درانی کے کاندھوں پر موجود میجر کے سٹارز اور سپیشل میسنجرز کے الفاظ اور میجر آصف اور اس کے ساتھیوں کے کھلے طور پر اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھنے سے وہ مرعوب ہو گئے تھے اس لئے کسی نے ان سے مزید پوچھ گچھ کرنے یا انہیں جبراً روکنے کی کوشش نہ کی تھی لیکن اب وہ جہاں پہنچے تھے وہاں انتہائی تیز روشنی موجود تھی اور ظاہر ہے سرچ لائٹس کے عقب میں موجود افراد انہیں دور سے بھی چیک کر سکتے تھے۔

"بڑھے چلو۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے"۔ میجر آصف درانی نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ روشنی کے اس تیز دائرے میں داخل ہو گئے۔

"ہالٹ"...... اچانک دور سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور میجر آصف اور اس کے ساتھی یکلخت رک گئے۔

"کون ہو تم اور کہاں سے آ رہے ہو"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میجر ہاسٹن سپیشل میسنجرز گروپ"...... میجر آصف نے بھی چیختے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ غلط لوگ ہیں۔ فائر کرو"....... اچانک ایک اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن اس سے پہلے کہ ان پر فائر ہوتا میجر آصف درانی نے یکلخت ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور سامنے موجود سرچ لائٹس تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی بجھ گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ان سب نے یکلخت سائیڈوں میں غوطے لگائے اور اسی لمحے ان کے قریب سے گولیاں باڑ کی صورت میں نکلتی چلی گئیں اور فضا فائرنگ کی خوفناک آوازوں سے گونج اٹھی۔ اسی لمحے میجر آصف درانی نے ایک چٹان کی اوٹ لے کر فائر کھول دیا اور دوسری طرف سے انسانی چیخیں سنائی دیں۔

"چلو"....... میجر آصف درانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اوٹوں سے نکل کر تیزی سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اب ایک ہیلی کاپٹر تیزی سے ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

"ادھر دوڑو۔ کریک میں آجاؤ۔ ادھر"....... میجر آصف درانی نے چیختے ہوئے کہا اور وہ سب تیزی سے اس طرف بڑھے اور چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کریک میں داخل ہو کر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ گو اندر گھپ اندھیرا تھا لیکن مسلسل اندھیرے میں رہنے کی وجہ سے ان کی آنکھیں اب اندھیرے میں کسی حد تک دیکھنے کے قابل ہو گئی تھیں لیکن اس کے باوجود انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کریک کی بجائے موت کی سرنگ میں آگے بڑھ رہے ہوں۔

"رک جاؤ"....... اچانک میجر آصف درانی نے کہا اور ساتھ ہی وہ



تیزی سے مڑا۔

"آگے کریک بند ہے۔ ہمیں واپس جانا ہو گا"....... میجر آصف درانی نے کہا۔

"لیکن باس۔ باہر تو اب سخت چیکنگ ہو رہی ہو گی"....... کیپٹن ہارون نے کہا۔

"ہوتی رہے۔ ہم یہاں رک نہیں سکتے ورنہ بے بس چوہوں کی طرح مارے جائیں گے۔ آؤ اس طرح مرنے سے بہتر ہے کہ لڑ کر مرا جائے"....... میجر آصف درانی نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ان کی واپسی کا سفر شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کریک کے دہانے پر پہنچ چکے تھے۔

"تلاش کرو۔ وہ کہیں نہیں جا سکتے۔ یہیں کہیں چھپے ہوں گے"....... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور میجر آصف نے کریک کے دہانے سے سر باہر نکالا اور پھر ایک جھٹکے سے واپس کھینچ لیا۔

"اوپر ہیلی کاپٹر موجود ہے ہمارے عین سروں پر۔ ہم نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے۔ جو بھی نظر آئے اڑا دینا"....... میجر آصف درانی نے آہستہ سے کہا اور پھر تیزی سے کریک سے باہر نکلا اور پھر سائیڈ کے پتھروں پر چڑھا اور تیزی سے اوپر جانے لگا۔ اس طرف کوئی فوجی نہ تھا۔ وہ سب شاید سائیڈوں میں تھے اور چند لمحوں بعد میجر آصف درانی ہیلی کاپٹر کے نیچے پہنچ گیا۔ وہ وہاں لیٹ گیا۔ ادھر دور دور تک ٹارچوں کے دائرے حرکت کرتے دکھائی دے رہے تھے لیکن ہیلی

کاپٹر کے گرد کوئی موجود نہ تھا۔ چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے ان
کے سب ساتھی اوپر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔
"آؤ"....... میجر آصف درانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ رینگتا
ہوا ہیلی کاپٹر کے نیچے سے باہر نکلا۔
"ارے ارے۔ کون ہو تم"....... اچانک ایک سائیڈ سے ایک
حیرت بھری آواز سنائی دی تو میجر آصف نے بھوکے عقاب کی طرح
اس پر چھلانگ لگا دی اور پھر ہلکی سی گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس آدمی
کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی جبکہ اس کے باقی ساتھی تیزی سے ہیلی
کاپٹر میں سوار ہوتے چلے گئے۔ میجر آصف درانی تیزی سے واپس پلٹا
اور پھر وہ بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ کیپٹن سعدیہ پائلٹ سیٹ پر
بیٹھ کر مخصوص ہیلمٹ اپنے سر پر چڑھا چکی تھی۔
"کیپٹن سعدیہ پہلے ان ہیلی کاپٹروں کو تباہ کرنا چاہئے پھر نیچے فائر
کھول دینا۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے عین اس جگہ اترنا ہے جہاں پہلے
ہم کریک میں داخل ہوئے تھے۔ وہاں تیز لائٹوں کا سلسلہ موجود ہے
شاید دیوار بنائی جا رہی ہے"....... میجر آصف نے کہا۔
"باس اس طرح ہم مارے جائیں گے۔ ہم وہاں ہیلی کاپٹر اتار
دیں گے اور جب تک انہیں معلوم ہو گا ہم اندر داخل ہو جائیں
گے"....... کیپٹن ہارون نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔ چلو اڑاؤ اسے"....... میجر آصف
دارنی نے کہا تو کیپٹن سعدیہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہیلی



کاپٹر کا انجن سٹارٹ کر دیا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر میں زیادہ گنجائش نہیں
تھی لیکن وہ بہرحال اس میں کسی نہ کسی انداز میں ٹھنسے ہوئے تھے۔
چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے ہوا میں اٹھا اور پھر تیزی سے
گھوم کر اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جدھر لائٹس کا باقاعدہ دائرہ بنایا گیا
تھا۔
"ہیلو ہیلو۔ ایکس آئی کالنگ۔ تم نے کیوں وہاں سے فلائی کیا
ہے۔ اوور"....... اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز سنائی دی لیکن
ظاہر ہے کوئی اس کا کیا جواب دیتا اس لئے وہ سب خاموش بیٹھے
رہے۔
"ہیلو ہیلو کارٹر۔ تم جواب کیوں نہیں دے رہے۔ ہیلو ہیلو"۔
چیختی ہوئی آواز سنائی دینے لگی۔
"آف کر دو اسے"....... میجر آصف درانی نے کہا تو کیپٹن سعدیہ
نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی
کاپٹر کی رفتار تیز کی اور اسے تیزی سے نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ ہیلی
کاپٹر اب لائٹس کے اس دائرے کے قریب پہنچ چکا تھا جبکہ فضا میں
موجود دونوں ہیلی کاپٹر اب تیزی سے اس کی طرف آ رہے تھے لیکن
اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتے کیپٹن سعدیہ نے ہیلی کاپٹر نیچے
ایک چٹان پر اتار دیا۔
"فائر کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ میگا نائٹ بم بھی استعمال
کرنے ہیں"....... میجر آصف درانی نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے

اچھل کر نیچے اترنے لگے۔ سب سے آخر میں کیپٹن سعدیہ نیچے اتری۔ وہاں ارد گرد فوجی موجود نہ تھے۔

"آؤ"....... میجر آصف درانی نے کہا اور پھر وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو سیدھا کئے تیزی سے ایک کریک کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کا دہانہ قریب ہی تھا جبکہ لانٹس کا دائرہ وہاں سے کافی فاصلے پر تھا۔ وہاں تعمیراتی مشینری باقاعدہ کام میں مصروف تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس دہانے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ جبکہ ان کے سروں پر ہیلی کاپٹر مسلسل چکرا رہے تھے لیکن شاید ان کے جسموں پر فوجی یونیفارمز اور کاندھوں پر موجود سٹارز کی وجہ سے انہوں نے ان پر فائر نہ کھولا تھا۔ اس کریک نے جیسے موڑ کاٹا تیز روشنی انہیں دور سے نظر آنا شروع ہو گئی جہاں انہوں نے پہلے بم مار کر دیوار توڑی تھی وہاں دیوار دوبارہ تعمیر کی جا چکی تھی اور اب شاید دیوار کے اوپر والے حصے پر کام ہو رہا تھا کیونکہ نیچے کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی مشین تھی۔

"میگا نائٹ بم نکالو اور سنو۔ جیسے ہی دیوار ٹوٹے ہم نے میگا نائٹ بم اندر بھی فائر کر دینا ہے ورنہ پہلے کی طرح ہم پھر کسی ریز کا شکار ہو سکتے ہیں"....... میجر آصف درانی نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"فائر"....... اچانک میجر آصف درانی نے کہا تو کیپٹن تراب نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے میگا نائٹ بم کی پن دانتوں سے کھینچی اور



ہاتھ گھما کر پوری قوت سے اسے دیوار پر دے مارا۔ انتہائی خوفناک اور دل ہلا دینے والا دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے پوری پہاڑیاں حرکت میں آ گئی ہوں لیکن چند لمحوں بعد جب دھماکے کی بازگشت ختم ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ دیوار کا ایک کافی بڑا حصہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گیا تھا اور اب اندر وہی پہلے والا کمرہ نظر آ رہا تھا اور پھر یکلخت سیٹی کی اور چیخنے اور بھاگنے دوڑنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"فائر"....... میجر آصف درانی نے ایک بار پھر کہا اور اس بار کیپٹن ہارون نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے میگا نائٹ بم کی پن دانتوں سے کھینچی اور اسے اندر کمرے میں پھینک دیا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور تیز سرخ رنگ کی روشنی ایک لمحے کے لئے دکھائی دی اور پھر اندھیرا چھا گیا۔

"آؤ"....... میجر آصف درانی نے کہا اور وہ سب چھلانگیں لگاتے ہوئے ملبے کو کراس کر کے اندرونی کمرے میں پہنچ گئے جس کے سامنے والی دیوار ٹوٹ چکی تھی اور اب ایک گیلری دور تک جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ میجر آصف درانی نے چھت کی طرف مشین گن کا رخ کیا اور پھر تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی دوڑ رہے تھے۔ چھت پر موجود نیلے ونگ کے بلب فائرنگ کی وجہ سے مسلسل ٹوٹتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک وہ سب رک گئے۔ سامنے ایک

دیوار تھی۔

"فائر"...... میجر آصف درانی نے چیخ کر کہا اور اس بار کیپٹن ہارون نے میگا نائٹ بم کی پن کھینچی اور پھر اسے دیوار پر دے مارا۔ ایک بار پھر دھماکہ ہوا اور دیوار پرزے پرزے ہو کر ادھر ادھر بکھر گئی۔ دوسری طرف ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جس میں مشینری نصب تھی لیکن مشینری بند تھی اور ہال میں کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا۔ وہ سب اس ٹوٹے ہوئے حصے سے اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ اچانک اس ہال نما کمرے کی ایک سائیڈ پر چٹک کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی میجر آصف درانی اس طرح اچھل کر نیچے گرا جیسے کسی نے اچانک اسے زور سے دھکا دے دیا ہو۔ اس کے ساتھیوں کے گرنے کی آوازیں بھی اسے سنائی دیں لیکن پھر جیسے ہر چیز پر تاریکی کی دبیز تہہ سی چڑھتی چلی گئی اور اس کے تمام احساسات تاریکی کی اس دبیز تہہ میں دب کر شاید ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے۔



گارسن اپنے آفس میں بیٹھا بڑی بے چینی سے چیف سیکرٹری کی طرف سے کال کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے سپیشل سیکشن کے بارے میں رپورٹ دے دی تھی اور ساتھ ہی یہ درخواست بھی کر دی تھی کہ چونکہ یہ گروپ انتہائی خطرناک ایجنٹوں پر مشتمل ہے اس لئے ان کے خلاف جو کارروائی بھی کرنی ہے وہ فوری طور پر کر لی جائے جس پر چیف سیکرٹری نے اسے بتایا کہ وہ فوری طور پر کورٹ مارشل کا انتظام کر کے اسے اطلاع دیں گے تاکہ وہ ان مجرموں کو جی ایچ کیو پہنچا سکے۔ انہوں نے گارسن کی یہ درخواست مسترد کر دی تھی کہ ان کے خلاف کورٹ مارشل کی کارروائی پارک وے والے اڈے میں کی جائے اور ظاہر ہے گارسن مزید کچھ کہہ نہ سکتا تھا۔ اسے اب اس کال کا انتظار تھا تاکہ وہ پارک وے والے اڈے پر جا کر ان مجرموں کو اپنی نگرانی میں جی ایچ کیو پہنچا سکے کہ فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... گارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"پارک وے سے فلپ کی کال ہے چیف"....... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی تو گارسن بے اختیار چونک پڑا۔

"فلپ کی۔ لیکن وہاں کا انچارج تو براؤن ہے۔ فلپ وہاں کیسے پہنچ گیا۔ بہرحال کراؤ بات"....... گارسن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو چیف۔ میں فلپ بول رہا ہوں۔ میں پارک وے اپنے ایک دوست سے ملنے گیا تھا تو میں نے اڈے سے ایک ایکریمی مرد اور ایک ایکریمی عورت کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ میں اس وقت تو آگے چلا گیا کیونکہ میرا خیال تھا کہ شاید یہ براؤن کے مہمان ہوں گے لیکن دوست سے ملاقات کے بعد جب میں واپس آیا تو میں نے اڈے کا چھوٹا پھاٹک کھلا ہوا محسوس کیا تو میں چونک پڑا اور پھر میں نے کار روکی اور اندر گیا تو وہاں براؤن کی لاش پڑی ہوئی ملی۔ اب میں وہاں سے کال کر رہا ہوں"....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو گارسن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں اچانک دھماکے ہونے شروع ہو گئے ہوں۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ براؤن کی لاش"....... کیا تم نشے میں تو نہیں ہو"....... گارسن نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ براؤن کا سر اس انداز میں پھٹا ہوا ہے جیسے اس کے سر پر کسی نے کوئی شہتیر مار دیا ہو اور



کوٹھی بھی خالی پڑی ہوئی ہے"....... دوسری طرف سے فلپ نے کہا۔

"کوٹھی خالی پڑی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہاں تو دشمن ایجنٹ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"....... گارسن نے ایک بار پھر پہلے کی طرح حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"نو چیف۔ یہاں سوائے براؤن کی لاش کے اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے"....... فلپ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو وہ ایک بار پھر نکل گئے۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ ویری سیڈ"....... گارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس طرح رسیور کریڈل پر پٹخ دیا جیسے دشمن ایجنٹوں کے نکل جانے کا اصل قصور فون کا ہو۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ لوگ کیا ہیں آخر۔ کیا یہ جادوگر ہیں۔ اوہ۔ کاش چیف سیکرٹری صاحب اس کورٹ مارشل کا چکر نہ چلاتے تو ایسا نہ ہوتا۔ اب کیا ہو گا"....... گارسن نے دونوں ہاتھوں سے سر تھامتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"اب کس کا کورٹ مارشل ہو گا۔ کر لو کورٹ مارشل۔ ہونہہ"۔ گارسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... گارسن نے اس بار ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے چیف"....... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو مسٹر گارسن"....... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس سر"....... گارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کورٹ مارشل کا انتظام ہو گیا ہے آپ دشمن ایجنٹوں کو ساتھ لے کر جی ایچ کیو پہنچ جائیں۔ وہاں کرنل ٹامور کے حوالے آپ نے ان ایجنٹوں کو کر دینا ہے اس کے بعد باقی کام کرنل ٹامور خود ہی سرانجام دے دیں گے"....... چیف سیکرٹری نے بھاری لہجے میں کہا۔

"سر۔ مجھے افسوس ہے کہ اب ایسا نہ ہو سکے گا"....... گارسن نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا مطلب"۔ چیف سیکرٹری کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"سر۔ وہ دشمن ایجنٹ اڈے میں موجود میرے آدمیوں کو ہلاک کر کے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے"....... گارسن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا آپ نے انہیں آزاد رکھا ہوا تھا"....... چیف سیکرٹری کا لہجہ بے حد بگڑ سا گیا تھا۔

"وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے لیکن نجانے وہ جادوگر ہیں یا شعبدہ باز کہ اس کے باوجود وہ نہ صرف آزاد ہو گئے بلکہ میرے آدمیوں کو ہلاک کر کے نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں"۔ گارسن نے جواب دیا۔





"ایسا آپ کی غفلت سے ہوا ہے مسٹر گارسن اور اس کے لئے آپ کو بہرحال جواب دہ ہونا پڑے گا"....... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گارسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے اب وہ کیا کہہ سکتا تھا۔

"چیف سیکرٹری لازماً میرا کورٹ مارشل کرا دے گا اس لئے مجھے اس سے پہلے انہیں پکڑنا چاہئے لیکن کیسے ۔ کہاں سے"....... گارسن نے کہا اور پھر وہ مسلسل اس بارے میں سوچتا رہا اور نجانے کتنی دیر گزر گئی کہ اچانک فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور گارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... گارسن نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے جناب"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گارسن بول رہا ہوں سر"....... گارسن نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"مسٹر گارسن۔ آپ ڈبل کراس کے چیف کے لحاظ سے بری طرح ناکام رہے ہیں۔ دو بار دشمن ایجنٹ آپ کے ہاتھوں سے صحیح سلامت نکل جانے میں کامیاب رہے ہیں اس لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو فوری طور پر اس سیٹ سے ہٹا دیا جائے لیکن آپ کی سابقہ خدمات کی بنا پر آپ کو مزید کوئی سزا نہیں دی جا رہی ورنہ جس

غفلت اور نااہلی کا مظاہرہ آپ کی طرف سے ہوا ہے اس پر آپ کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا تھا اور آپ کو سزائے موت بھی دی جا سکتی تھی۔ آپ کی جگہ پارک کو ڈبل کراس کا چیف بنائے جانے کے احکامات صادر کر دیئے گئے ہیں۔ آپ فوراً چارج چھوڑ دیں "۔ دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گارسن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور پارک اندر داخل ہوا۔

" آئی ایم سوری باس۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کی جگہ فوری طور پر لوں اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کروں "۔ پارک نے اندر داخل ہو کر کہا تو گارسن اٹھ کھڑا ہوا۔

" مبارک ہو پارک۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ میری جگہ تمہیں دی گئی ہے۔ رسمی چارج بعد میں ہوتا رہے گا تم سیٹ سنبھال لو۔ میں جا رہا ہوں "...... گارسن نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سائیڈ سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" ایک منٹ باس "...... پارک نے کہا۔

" اب میں باس نہیں رہا بلکہ اب میرا کوئی تعلق بھی ڈبل کراس سے نہیں رہا اس لئے مجھے باس کہنے کی ضرورت نہیں ہے "۔ گارسن نے مڑتے ہوئے کہا۔

" آپ سپیشل ٹرانسمیٹر پر کال کر کے ڈبل کراس کے تمام ہیڈز کو خود اس تبدیلی کی اطلاع دے دیں تاکہ میں وقت ضائع کئے بغیر دشمن ایجنٹوں کے خلاف کام کا آغاز کر سکوں "...... پارک نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آؤ آپریشن روم میں "...... گارسن نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ پارک خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا آفس سے باہر آ گیا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا کیونکہ اسے چیف بنتے ہی دشمن ایجنٹوں کے خلاف فوری کارروائی کا حکم دیا گیا تھا اور پارک اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اگر وہ اس مشن میں ناکام رہا تو پھر اس کی بھی تنظیم سے چھٹی ہو سکتی ہے اس لئے اس کے چہرے پر چیف بننے کی کوئی خوشی نظر نہ آ رہی تھی۔

میجر آصف درانی کی آنکھیں کھلیں تو اسے اپنے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں کسی کے چیخنے کی آوازیں پڑیں تو اس کا جیسے سویا ہوا شعور بے اختیار جاگ اٹھا۔ اسی لمحے شڑاپ کی آواز کے ساتھ ہی اس کے جسم نے جھٹکا کھایا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم میں آگ سی بھر دی ہو۔

"ہوش آگیا ہے۔ بس رہنے دو"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور میجر آصف درانی کو فوراً ہی ماحول کا اندازہ ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا کھڑا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھی بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے موجود ہیں۔ سوائے کیپٹن سعدیہ اور کیپٹن فوزیہ کے باقی دونوں کیپٹن تراب اور کیپٹن ہارون کے جسموں پر زخموں کے نشانات واضح طور پر



نظر آ رہے تھے۔ کیپٹن سعدیہ اور کیپٹن فوزیہ دونوں کے چہرے سوجے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ درد کی تیز لہریں اس کے جسم میں بھی مسلسل دوڑ رہی تھیں۔ سامنے ہی چار اونچی پشت کی کرسیوں پر چار فوجی افسر اکڑے ہوئے بیٹھے تھے جن میں سے تین کرنل تھے اور ایک بریگیڈیئر جبکہ ایک فوجی ہاتھ میں کوڑا اٹھائے کھڑا تھا۔

"تمہیں ہوش آگیا ہے پاکیشیائی ایجنٹو۔ اس لئے اب کورٹ مارشل کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ کرنل راجر آپ فرد جرم پڑھ کر سنائیں"...... درمیان میں بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر بریگیڈیئر نے خشک لہجے میں کہا تو دائیں طرف کنارے پر بیٹھے ہوئے کرنل نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذ کو سیدھا کر لیا۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ اگر تم لوگوں نے واقعی کورٹ مارشل کی کارروائی کرنی ہے تو پھر مکمل کارروائی کرو"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"یہ کارروائی ہی تو ہو رہی ہے۔ اور کیسے ہوتی ہے کارروائی"۔ بریگیڈیئر نے تیز اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق بھی فوج سے ہے اس لئے ہمیں معلوم ہے کہ کورٹ مارشل کی کارروائی کے بین الاقوامی ضابطے کیا ہوتے ہیں۔ تم نے ہمیں کوڑے مار کر ہوش دلایا ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے کہ تم نے ہماری ساتھی عورتوں کے چہروں پر تھپڑ مارے

ہیں"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے کہ تم انتہائی قابل نفرت لوگ ہو۔ تم نے دوبارہ زاکو کی انتہائی اہم اور قیمتی دفاعی لیبارٹری کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے اور تمہارے ہاتھوں زاکو کے سینکڑوں فوجی ہلاک ہوئے ہیں"...... بریگیڈیئر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر کورٹ مارشل کی کارروائی کرنے کا کیا مقصد۔ ہمیں ویسے ہی گولی مار دو"...... میجر آصف درانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو"...... بریگیڈیئر نے تیز لہجے میں کہا۔

"سزا کا فیصلہ تم نے کرنا ہے۔ ویسے مجھے معلوم ہے کہ تم ہمیں کیا سزا دو گے لیکن اس کے باوجود تم بہرحال عدالت کے روپ میں ہو اس لئے بین الاقوامی قانون کے مطابق ہمیں زنجیروں سے آزاد کر دو البتہ حفاظتی نقطہ نظر سے تم ہمارے دونوں ہاتھ عقب میں ہتھکڑی سے جکڑ سکتے ہو۔ ہمیں کرسیوں پر بٹھاؤ۔ بے شک ہر کرسی کے پیچھے ایک فوجی سپاہی کھڑا کر دو۔ اس کے بعد باقاعدہ کارروائی کرو۔ ہمیں صفائی کا موقع دو پھر جو سزا تمہارا جی چاہے ہمیں سنا دو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"تمہاری درخواست مسترد کی جاتی ہے"...... بریگیڈیئر نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے کوئی درخواست نہیں کی اور نہ میں دشمنوں کو درخواست کرنے کا عادی ہوں۔ میں نے تو تمہیں بین الاقوامی



قوانین اور ضابطے بتائے ہیں۔ اگر تم نہیں مانتے تو تمہاری مرضی۔ لیکن یہ بتا دوں بریگیڈیئر صاحب کہ ہماری موت اور زندگی کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"کرنل تم فرد جرم پڑھو۔ ہم جلد از جلد کارروائی مکمل کرنا چاہتے ہیں"...... بریگیڈیئر نے کرنل سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کرنل نے اس قدر تیزی سے کاغذ پڑھنا شروع کر دیا جیسے کسی ٹیپ ریکارڈر کو ڈبل سپیڈ سے چلا دیا گیا ہو۔ الزامات وہی تھے جو بریگیڈیئر خود بتا چکا تھا۔

"تم اپنی صفائی میں کیا کہنا چاہتے ہو"...... کرنل کے خاموش ہوتے ہی بریگیڈیئر نے خشک لہجے میں میجر آصف درانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صفائی ملزم پیش کیا کرتے ہیں اور ہم ملزم نہیں ہیں"۔ میجر آصف درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چونکہ جرائم ثابت ہو چکے ہیں اس لئے عدالت ان پانچوں کو موت کی سزا دیتی ہے۔ اس پر فوری عمل کیا جائے"...... بریگیڈیئر نے یکلخت فیصلہ سناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہم فیصلے کی متفقہ تائید کرتے ہیں"...... سب نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"کرنل کلارک کو بلاؤ"...... بریگیڈیئر نے اس فوجی سے مخاطب

ہو کر کہا جو ہاتھ میں کوڑا لئے کھڑا تھا۔

"یس سر"....... فوجی نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک سخت گیر چہرے کا مالک کرنل اندر داخل ہوا اور اس نے بریگیڈیئر کو سیلوٹ کیا۔

"کرنل کلارک۔ عدالت نے متفقہ طور پر مجرموں کو موت کی سزا دی ہے اور اس پر فوری عمل کرنے کا حکم بھی دیا ہے اور سزا پر عمل درآمد آپ کی ذمہ داری ہے"....... بریگیڈیئر نے کرنل کلارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ لیکن تحریری فیصلہ دیا جائے سر۔ یہ چیف سیکرٹری صاحب کا حکم ہے تاکہ یہ فیصلہ پاکیشیا حکومت کو بھجوایا جا سکے"۔ کرنل کلارک نے کہا۔

"اوکے۔ تم انہیں شوٹنگ رینج میں پہنچاؤ اور وہاں کلنگ اسکوارڈ کو بھی طلب کر لو۔ اس دوران ہم فیصلہ تحریر کر لیتے ہیں تاکہ اس پر فوری عمل درآمد ہو سکے"....... بریگیڈیئر نے کہا۔

"یس سر"....... کرنل کلارک نے جواب دیا تو بریگیڈیئر سر ہلاتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے پیچھے چاروں کرنل بھی کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔ البتہ کرنل کلارک وہیں رکا رہا۔

"کیپٹن جیکسن کو بلاؤ"....... کرنل کلارک نے اس کوڑا بردار فوجی سے کہا۔

"یس سر"....... اس فوجی نے کہا اور ایک بار پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں کرنل کلارک"....... میجر آصف درانی نے کرنل کلارک سے مخاطب ہو کر پوچھا تو کرنل کلارک چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"تم جی ایچ کیو کے سپیشل سروسز سیکشن میں ہو۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو"....... کرنل کلارک نے پوچھا۔

"ہمیں لیبارٹری سے کیسے یہاں لایا گیا تھا"....... میجر آصف درانی نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کے ذریعے"....... کرنل کلارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان کیپٹن اندر داخل ہوا۔ اس نے کرنل کلارک کو سیلوٹ کیا۔

"کیپٹن جیکسن۔ ان مجرموں کو سزا دی جا چکی ہے۔ تم اپنے آدمیوں کے ذریعے انہیں شوٹنگ رینج میں پہنچاؤ اور کلنگ اسکوارڈ کو بھی کال کر لو۔ میں بریگیڈیئر صاحب کے آفس جا رہا ہوں تاکہ وہاں سے عدالت کا تحریری فیصلہ لے کر آؤں۔ اس کے فوری بعد اس پر عمل کیا جائے گا"....... کرنل کلارک نے کہا۔

"یس سر"....... کیپٹن جیکسن نے جواب دیا۔

"محتاط رہنا۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں"....... کرنل کلارک نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر"....... کیپٹن جیکسن نے جواب

دیا اور کرنل کلارک سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ڈینی"...... کیپٹن جیکسن نے اس کوڑا بردار فوجی سے کہا جو ابھی تک کوڑا اٹھائے ہوئے تھا۔

"میں انہیں لے جانے کے انتظامات کر لوں۔ تم اس وقت تک یہاں رہو اور محتاط رہنا"...... کیپٹن جیکسن نے کہا۔

"یس سر"...... ڈینی نے جواب دیا تو کیپٹن جیکسن نے ایک نظر میجر آصف درانی اور اس کے ساتھیوں پر ڈالی اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ہوشیار۔ ہم نے شوٹنگ ایریئے میں کارروائی کرنی ہے۔ وہاں سے نکلنے میں آسانی رہے گی"...... میجر آصف درانی نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم بھی یہی سوچ رہے تھے"...... کیپٹن ہارون نے کہا۔

"یہ تم کیا باتیں کر رہے ہو"...... ڈینی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مرنے سے پہلے ایک دوسرے کو حوصلہ دے رہے ہیں"۔ میجر آصف درانی نے جواب دیا اور ڈینی نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ کہہ رہا ہو کہ تمہیں ایسا کرنے کی واقعی ضرورت ہے۔ تھوڑی دیر بعد چھ فوجی اندر داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں اور ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑیاں تھیں۔

"میں باری باری انہیں کھول کر ہتھکڑیاں لگاتا ہوں۔ تم خیال



رکھنا"...... ان میں سے ایک نے کہا اور باقی سب نے تیزی سے کاندھوں سے مشین گنیں اتار کر ان کی طرف سیدھی کر لیں۔ وہ فوجی آگے بڑھا۔ اس نے پہلے میجر آصف درانی کے دونوں ہاتھ زنجیروں سے آزاد کئے پھر اس نے جھک کر اس کے پیروں پر موجود زنجیریں کھول دیں جبکہ اس دوران باقی فوجی میجر آصف کی طرف مشین گنیں کئے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ پھر میجر آصف درانی کے دونوں ہاتھ عقبی طرف کر کے کلپ ہتھکڑی ڈال دی گئی۔ اس کے بعد باری باری سب کے ساتھ یہی کارروائی دوہرائی گئی۔

"چلو میرے پیچھے آؤ"...... اس فوجی نے جس نے ہتھکڑیاں ڈالی تھیں دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو میجر آصف درانی اور اس کے ساتھی خاموشی سے اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ سب سے آخر میں مسلح فوجی تھے اور وہ پوری طرح چوکنا نظر آ رہے تھے۔ مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ اس عمارت کے عقب میں ایک کھلے میدان میں پہنچ گئے جہاں ایک طرف ایک ٹرانسپورٹ فوجی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کے پیچھے ایک چھوٹا سا احاطہ تھا جس میں باقاعدہ شوٹنگ ایریا بنا ہوا تھا جہاں ایک چھوٹی سی دیوار بھی بنی ہوئی تھی۔ انہیں اس دیوار کے ساتھ اس طرح کھڑا کیا گیا کہ ان کی پشت دیوار کی طرف تھی۔ اب ہیلی کاپٹر ان کے سامنے تھا۔ انہیں لے آنے والے فوجی اب مشین گنیں لے کر ان کے سامنے قطار کی صورت میں کھڑے ہو گئے تھے۔ شاید کلنگ سیکشن بھی یہی

تھا۔ میجر آصف درانی کو معلوم تھا کہ کرنل کلارک ابھی یہاں پہنچ گا اور پھر مشین گنوں کا فائر کھول دیا جائے گا۔ اس لئے جو کچھ انہوں نے کرنا تھا ابھی کرنا تھا۔

" ہتھکڑیاں کھول لو اور اچانک ان کے سینوں پر ہتھکڑیاں مارو اور ساتھ ہی بھاگ پڑو۔ مشین گنیں چھینو اور ان پر فائر کھول دو۔ اس کے بعد ہم نے اس سیکشن میں موجود ہر فوجی کو ہلاک کرنا ہے۔ ہمارا اسلحہ بھی یقیناً یہیں موجود ہو گا۔ وہ اسلحہ لے کر ہم اس ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کے ذریعے دوبارہ سالٹن پہاڑیوں پر پہنچیں گے اور اپنا مشن مکمل کریں گے"...... میجر آصف درانی نے اپنی کلائیوں میں کلپ ہتھکڑی کا درمیانی بٹن انگلیوں کی مدد سے کھولتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ وہ چونکہ پاکیشیائی زبان میں بات کر رہا تھا اس لئے ظاہر ہے سامنے موجود فوجیوں کو یہ زبان سمجھ نہ آسکتی تھی۔

" ہم نے ہتھکڑیاں کھول لی ہیں"...... اچانک ان سب نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں جیسے ہی فائر کہوں تم نے کارروائی شروع کر دینی ہے اور کسی کا کوئی لحاظ نہیں کرنا"...... میجر آصف درانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت فائر کا لفظ کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ہاتھ میں موجود کھلی ہوئی ہتھکڑی اڑتی ہوئی سامنے کھڑے ایک فوجی کے سینے پر پوری قوت سے پڑی۔ اسی لمحے باقی ساتھیوں نے بھی یہی کارروائی کی اور وہ احاطہ ہلکی سی چیخوں سے گونج اٹھا۔ فوجی بڑے اطمینان بھرے



انداز میں کھڑے تھے۔ انہیں شاید خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی کہ اچانک ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ادھر میجر آصف اور اس کے ساتھی ہتھکڑیاں مارتے ہی انتہائی تیز رفتاری سے ان کی طرف دوڑ پڑے تھے نتیجہ یہ کہ جب تک وہ لوگ سنبھلتے میجر آصف اور کیپٹن ہارون دو مشین گنوں پر قبضہ کر چکے تھے اور پھر ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی احاطہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ فوجی نیچے گر کر تڑپنے لگے تھے۔ میجر آصف درانی فائر کرتے ہی تیزی سے مڑا اور اس عمارت کی طرف دوڑنے لگا۔ اسی لمحے اس نے دروازہ کھلنے اور چار فوجیوں کو برآمدے سے باہر آتے دیکھا۔ وہ اطمینان سے باہر آرہے تھے۔ شاید وہ یہ سمجھے تھے کہ کلنگ سیکشن نے کارروائی کی ہے لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے میجر آصف درانی نے دوڑتے ہوئے ان پر فائر کھول دیا اور وہ چاروں بھی چیختے ہوئے نیچے گر پڑے۔

" صرف کیپٹن ہارون میرے ساتھ آئے۔ باقی یہاں رکیں اور باہر آنے والوں کا خاتمہ کریں"...... برآمدے کے قریب رک کر میجر آصف درانی نے مڑ کر تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا برآمدے میں پڑے تڑپتے ہوئے فوجیوں کو پھلانگ کر دروازے پر پہنچا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ دوسرے لمحے کیپٹن ہارون بھی اس کے پیچھے اندر آگیا اور پھر وہاں جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ جو بھی نظر آیا گولیوں کی باڑ سے چیختا ہوا نیچے گرتا چلا گیا۔ عمارت کافی بڑی تھی لیکن اندر صرف چند کمروں میں فوجی موجود تھے اور چند فوجی

انہیں راہداری میں ملے تھے۔

" یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... اچانک ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل کلارک نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا گھوم کر دھماکے سے نیچے گرا۔

" کیپٹن ہارون۔ باقی عمارت کا ایک چکر لگاؤ۔ کسی کو زندہ نہیں چھوڑنا"...... میجر آصف درانی نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اس دروازے کے سامنے پہنچ گیا جہاں سے کرنل کلارک باہر آیا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں میز اور کرسیاں تھیں جبکہ ایک کونے میں دوسرا دروازہ تھا جس پر مین آفس کی پلیٹ لگی ہوئی تھی اور دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لات مار کر دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر داخل ہوا تو وہاں بریگیڈیئر اور کرنل موجود تھے۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میجر آصف درانی کو دیکھنے لگے جیسے اچانک ان کی بینائی چلی گئی ہو۔

" دیکھا۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ موت اور زندگی کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ چونکہ تم نے کورٹ مارشل کے بین الاقوامی قوانین کو نظر انداز کیا ہے اس لئے تمہاری سزا موت ہے"۔ میجر آصف درانی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے اس نے



ٹریگر دبا دیا اور بریگیڈیئر سمیت تینوں کرنل بری طرح چیختے ہوئے کرسیوں سمیت نیچے جا گرے۔ میجر آصف درانی نے ذرا سا سائیڈ پر ہو کر ایک بار پھر ان پر فائر کھول دیا۔

" میجر میجر۔ جلدی آئیں۔ ہمیں گھیرا جا رہا ہے۔ جلدی باہر آئیں"۔ اچانک باہر سے کیپٹن ہارون کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو میجر آصف درانی تیزی سے مڑا اور پھر کمرے سے باہر آ گیا۔

" جلدی کریں۔ آئیں۔ کیپٹن تراب نے بتایا ہے کہ دور سے بے شمار فوجی دوڑتے ہوئے آ رہے ہیں۔ جلدی آئیں"۔ کیپٹن ہارون نے بیرونی دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے کہا۔

" وہ اسلحہ۔ اسلحہ لے لیا ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

" ہاں۔ اس کا بیگ مجھے ساتھ والے کمرے میں پڑا مل گیا تھا۔ وہ میں نے کیپٹن تراب کو دے دیا ہے۔ آئیں۔ جلدی کریں"۔ کیپٹن ہارون نے دوڑتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد جب وہ برآمدے میں پہنچے تو انہوں نے واقعی تقریباً دو سو گز دور سو ڈیڑھ سو فوجیوں کو گنیں اٹھائے دوڑ کر اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ شاید یہاں سے کوئی فون کیا گیا تھا یا گولیوں کی آوازیں وہاں تک پہنچ گئی تھیں۔

" آئیں۔ آئیں"...... کیپٹن ہارون نے کہا اور پھر وہ دونوں انتہائی برق رفتاری سے دوڑ پڑے۔

" میجر۔ میجر جلدی آئیں۔ خطرے کے سائرن دور دور تک بجنے لگ گئے ہیں۔ ابھی چند لمحوں بعد ہی یہاں ہر طرف فوجی ہوں گے۔

"آئیں جلدی"...... دور سے کیپٹن تراب کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

وہ دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے عقبی برآمدے میں پہنچے اور پھر باہر نکل کر فوجی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے ساتھی وہاں موجود تھے۔ البتہ کیپٹن سعدیہ ان میں شامل نہ تھی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ہیلی کاپٹر تک پہنچتے اس کا پنکھا تیزی سے حرکت میں آگیا۔

"آؤ۔ جلدی آؤ۔ ہم نے فوری نکلنا ہے۔ آؤ"...... میجر آصف درانی نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ سب اس بڑے سے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے تو پائلٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی کیپٹن سعدیہ نے ایک جھٹکے سے اسے اوپر اٹھا دیا۔

"اب کہاں جانا ہے باس"...... کیپٹن سعدیہ نے ہیلی کاپٹر کو کافی بلندی پر لے جاتے ہوئے مڑ کر پوچھا۔

"سالٹن پہاڑیوں پر"...... میجر آصف نے کہا۔

"لیکن مجھے تو معلوم نہیں ہے کہ سالٹن پہاڑیاں یہاں سے کس طرف ہیں"...... کیپٹن سعدیہ نے کہا۔

"شہر کی طرف لے جاؤ۔ پھر وہاں سے شمال کی طرف لے جانا"...... میجر آصف درانی نے کہا اور کیپٹن سعدیہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بیگ مجھے دکھاؤ"...... میجر آصف درانی نے کیپٹن تراب سے کہا تو کیپٹن تراب نے اپنے قدموں میں رکھا ہوا سیاہ رنگ کا بڑا سا بیگ اٹھا کر میجر آصف درانی کی طرف بڑھا دیا۔ میجر آصف درانی نے



بیگ کھولا اور اس میں موجود اسلحے کو ہاتھ سے الٹ پلٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک چھوٹا سا باکس باہر نکالا۔

"تم نے وہاں ہیلی کاپٹر اتار کر باہر ہر طرف فائرنگ کرنی ہے۔ میں اس دوران یہ سٹک بم لیبارٹری کے اندر لگاؤں گا تاکہ جو بھی ہو بہرحال لیبارٹری کو اب تباہ ہو جانا چاہئے"...... میجر آصف نے کہا۔

"لیکن لیبارٹری کا گیٹ کیسے کھلے گا باس۔ باہر لگانے کا تو کوئی فائدہ نہ ہو گا"...... کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"ہم نے جو تباہی وہاں کی ہے اس کے نتیجے میں ابھی وہاں کام ہو رہا ہو گا اس لئے بہرحال راستہ مل جائے گا"...... میجر آصف درانی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

"اسے آف کر دو کیپٹن سعدیہ"...... میجر آصف درانی نے کہا تو کیپٹن سعدیہ نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی۔

"اب تم کہاں جا رہی ہو"...... میجر آصف درانی نے پوچھا۔

"سالٹن پہاڑیوں کی طرف"...... کیپٹن سعدیہ نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کیونکہ کسی بھی لمحے جنگی طیارے ہمیں گھیر سکتے ہیں"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"میں نے لائٹس چیک کر لی ہیں اور ہم زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں وہاں پہنچ جائیں گے"...... کیپٹن سعدیہ نے جواب دیا۔

"اب یہی لگتا ہے کہ یہ ہمارا آخری داؤ ہے۔ اسے ہر صورت میں کامیاب ہونا چاہئے۔ نیچے والے اسے فوجی ہیلی کاپٹر ہی سمجھیں گے اس لئے ہمیں اترنے تک کوئی رکاوٹ پیش نہیں آ سکتی"...... میجر آصف درانی نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی بلندی بھی کم ہوتی چلی گئی اور وہ سب چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔

"میں ان لائٹوں کے سرکل کے قریب ہیلی کاپٹر اتار رہی ہوں"۔ کیپٹن سعدیہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو اور نیچے لے جا کر ایک بڑی سی مسطح چٹان پر ٹکا دیا۔

"چلو اور فائر کرو"...... میجر آصف درانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھولا اور باہر چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔ یہ جگہ لائٹس کے سرکل سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر تھی۔ وہاں واقعی مشینری سے کام ہو رہا تھا لیکن اب وہاں قریب کوئی فوجی موجود نہ تھا اور نہ ہی فضا میں کوئی ہیلی کاپٹر نظر آ رہا تھا۔ البتہ واچ ٹاورز کی روشنیاں دور سے نظر آ رہی تھیں۔ شاید وہ مطمئن ہو چکے تھے کہ دشمن ایجنٹوں کی گرفتاری کے بعد اب کوئی خطرہ باقی نہیں رہا اور پھر وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے لائٹس سرکل کی طرف بڑھے۔

"کون ہو تم"...... اچانک ایک قدرے تیز آواز سنائی دی۔ بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔ وہ لائٹس کے سرکل کے ساتھ



ہی ایک چٹان کے پیچھے سے باہر آیا تھا۔

"فائر"...... میجر آصف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین گنوں کی ریٹ ریٹ کے ساتھ ہی انسانی چیخ ابھری اور پھر لائٹس کا سرکل بجھ گیا۔ یہ لائٹس فائرنگ کی وجہ سے ٹوٹ گئی تھیں۔ میجر آصف درانی دوڑتا ہوا اسی طرف کو بڑھا جا رہا تھا لیکن وہ سیدھا نہ دوڑ رہا تھا بلکہ زگ زیگ انداز میں دوڑ رہا تھا کیونکہ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے گولی اسے چاٹ سکتی تھی۔ مشین گنیں مسلسل تڑتڑا رہی تھیں اور پھر چند ہی لمحوں بعد میجر آصف وہاں پہنچ گیا جہاں تعمیراتی کام ہو رہا تھا۔ اس کے ساتھی چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ البتہ کیپٹن ہارون اس کے ساتھ نہ صرف دوڑ رہا تھا بلکہ وہ مسلسل فائر کر کے اسے تحفظ بھی دے رہا تھا۔ میجر آصف نے دیکھا کہ جہاں لائٹس سرکل تھا وہاں زمین میں ایک بڑا سا سوراخ تھا جس کی تہہ میں باقاعدہ دیوار بنائی جا رہی تھی۔

"یہاں رک کر خیال رکھو۔ میں نیچے جا رہا ہوں"...... میجر آصف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس سوراخ میں نیچے چھلانگ لگا دی اور پھر نیچے گرتے ہی وہ پیراٹروپنگ کے انداز میں تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک ایک سائیڈ سے تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور میجر آصف گھوم کر نیچے گرا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے جسم میں بیک وقت کئی گرم سلاخیں اتر گئی ہوں لیکن اسی لمحے اوپر سے فائرنگ ہوئی اور ایک انسانی چیخ سنائی دی۔

"میجر کیا آپ ٹھیک ہیں"۔ کیپٹن ہارون نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں"....... میجر آصف نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر اسی طرح زخمی حالت میں دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا لیکن اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑتا چلا جا رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم سے تیزی سے جان نکلتی جا رہی ہو۔

"مجھے مشن مکمل کرنا ہے۔ مجھے مشن مکمل کرنا ہے"...... میجر آصف درانی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک دیوار کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے باکس کی سائیڈ کو دبایا اور پھر باکس کو دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ دوسرے لمحے سٹک کی آواز کے ساتھ ہی باسک دیوار سے چمٹ گیا تو میجر آصف درانی تیزی سے مڑ کر واپس دوڑنے لگا لیکن ابھی اس نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ اسے باہر سے خوفناک دھماکوں اور فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور اس کے ساتھ ہی اچانک میجر آصف درانی لڑکھڑا گیا اور وہ یکلخت اچھل کر نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی جیسے اس کے ذہن پر تاریکی کے دھبے پھیلتے چلے گئے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ البتہ ذہن مکمل طور پر تاریک ہونے سے پہلے اس کے کانوں میں کیپٹن ہارون کی چیختی ہوئی آواز ضرور پڑی تھی لیکن وہ کیا کہہ رہا تھا یہ بات اس کا ذہن نہ سمجھ سکا تھا اور وہ گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

دو کاریں جن کی ہیڈ لائٹس بجھی ہوئی تھیں تاریکی میں رینگتی ہوئی سالٹن پہاڑیوں کے عقبی طرف واقع میدان میں درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ دونوں کاروں پر عمران اور اس کے ساتھی سوار تھے۔ وہ پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس کے سپیشل سیکشن کے متبادل کے طور پر کام کرنے کے لئے یہاں آئے تھے۔

"عمران صاحب۔ یہاں تو ہر طرف امن و امان ہے۔ میرا خیال ہے کہ سپیشل سیکشن پارک وے اڈے سے نکل کر یہاں نہیں آیا"۔ سائیڈ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے۔ بہرحال میں نے یہاں کی ایک ایسی معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی سے رابطہ کر لیا ہے جو صرف فوج کے بارے میں ہی معلومات فروخت کرتی ہے اور اس ایجنسی جس کا نام لارسن ہے کے آدمی نہ صرف یہاں پہاڑیوں پر

موجود ہیں بلکہ جی ایچ کیو سے لے کر ژاکو کی تقریباً ہر چھاؤنی میں موجود ہیں۔ ان سے بات ہو گئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ درست معلومات بہم پہنچا دیں گے۔ اس کے بعد مزید کارروائی کا فیصلہ کریں گے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ٹرانسمیٹر پر بات ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ تمہارے ذہن میں جو بات ہے وہ مجھے بھی معلوم ہے کہ ٹرانسمیٹر کال یہاں سنی جا سکتی ہے اس لئے فکر نہ کرو۔ سپیشل زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر بات ہو گی۔ اس کی کال چیک نہیں ہو سکتی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

دونوں کاریں اب جھنڈ میں پہنچ کر رک گئی تھیں۔ عمران پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ پر صفدر تھا اور عقبی کار کی ڈرائیونگ سیٹ تنویر کے پاس تھی اور سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔ عقبی کار میں مخصوص ساخت کے اسلحہ کے چار بیگ بھی موجود تھے کیونکہ عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر سپیشل سیکشن لیبارٹری پر حملہ نہیں کرتا تو پھر یہ کام وہ خود کریں گے کیونکہ اس سے پہلے عمران کو لیبارٹری کے محل وقوع کا علم نہ ہو سکا تھا لیکن اب جبکہ اس بارے میں معلومات مل گئی تھیں تو اب مشن میں تاخیر کرنا اس کے مزاج کے مطابق نہ تھا اس لئے وہ یہاں پوری تیاری سے پہنچا تھا۔ عمران سمیت سب ساتھیوں کے پاس انتہائی طاقتور نائٹ ٹیلی سکوپ بھی موجود تھیں۔ کاریں رکتے ہی



عمران اور اس کے ساتھی دونوں کاروں سے نیچے اتر آئے۔ عمران تیزی سے ایک اونچے درخت کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ کسی پھرتیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھتا ہوا اس کی شاخوں میں غائب ہو گیا۔

"اور کوئی زمانہ قدیم میں بندر ہو یا نہ ہو کم از کم عمران کی حد تک ڈارون کی تھیوری درست دکھائی دیتی ہے"...... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تھوڑی دیر بعد عمران واپس نیچے اتر آیا۔

"پہاڑیوں پر تو مکمل امن ہے۔ ادھر تو سرے سے فوجی ہی نہیں ہیں۔ البتہ فرنٹ کی طرف اور سائیڈوں میں کئی جگہوں پر فوجی نظر آ رہے ہیں۔ درمیان میں سرچ لائٹس کا ایک بڑا سا سرکل موجود ہے جہاں تعمیراتی مشینری بھی کام کرتی دکھائی دے رہی ہے۔ واچ ٹاور شمال کی طرف تو ہیں لیکن باقی تینوں اطراف میں کوئی واچ ٹاور نہیں ہے"...... عمران نے نیچے اتر کر باقاعدہ رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"پھر میرا خیال درست ثابت ہوا کہ سپیشل سیکشن پارک وے والی کوٹھی سے نکل کر یہاں نہیں آیا اور اب تو اس کے آنے کا کوئی سکوپ بھی نظر نہیں آتا اس لئے اب یہ مشن ہمیں مکمل کرنا ہو گا"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ لگتا ہے کہ یہ کام بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کھاتے میں ہی ڈال دیا گیا ہے۔ بہرحال پہلے ہم میں سے کسی کو سامنے والی

پہاڑی پر پہنچ کر مزید قریب سے جائزہ لینا ہو گا پھر آگے بڑھیں گے"...... عمران نے کہا۔

" تنویر صاحب نے آپ پر ایک ریمارک پاس کیا ہے اس لئے اب تنویر کو اس پہاڑ پر بھیجنا چاہئے تاکہ ان کے آباؤ اجداد کے بارے میں بھی معلومات مل سکیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" تم نے آباؤ اجداد کے بارے میں کہا ہے تو میں سمجھ گیا کہ تنویر نے کیا ریمارک پاس کیا ہو گا۔ مجھے درخت پر چڑھتا دیکھ کر ڈارون والی تھیوری کو دوہرایا ہو گا کہ انسان کا آباؤ اجداد بندر تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے یہی بات تھی"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تو اس کے لئے تنویر کو پہاڑی پر چڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں بتا دیتا ہوں کہ تنویر کے آباؤ اجداد بڑے بڑے کانوں والے تھے"۔ عمران نے کہا۔

" بڑے بڑے کانوں والے ۔ کیا مطلب"...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

" تم میرے آباؤ اجداد کو خرگوش یعنی بزدل کہہ رہے ہو شاید۔ حالانکہ میرے بزرگ تو عظیم سپہ سالار ہو گزرے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" خرگوش کے علاوہ ایک اور جنس ہے جو بڑے بڑے کانوں والی



ہوتی ہے جو دولتی بھی جھاڑ دیتی ہے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے ۔ وہ سب سمجھ گئے تھے کہ عمران کا مطلب گدھے سے ہے۔

" تو آپ نے عقل مندی اور حماقت کا موازنہ کیا ہے"۔ صفدر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ آباؤ اجداد کی تھیوری کا"...... عمران نے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کی جیب سے ہلکی سی ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے ۔ عمران نے جلدی سے جیب سے ایک چھوٹے سائز کا سپیشل زیرو فائیو ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اس میں سے آ رہی تھیں۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ لارسن کالنگ ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" یس ۔ پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پرنس۔ انتہائی حیرت انگیز اطلاعات ملی ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

" کیسی اطلاعات۔ تفصیل بتائیں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" پاکیشیائی ایجنٹوں کے گروپ نے سالٹن پہاڑیوں پر واقع لیبارٹری پر حملہ کیا ہے۔ وہ مشرق کی طرف سے آئے اور انہوں نے سرچ لائٹس توڑ دیں اور پھر وہ غائب ہو گئے۔ جس پر فضا میں موجود ہیلی کاپٹروں کے ذریعے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس سلسلے میں ایک ہیلی کاپٹر نیچے اتارا گیا تو انہوں نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا اور پھر اس کے ذریعے وہ کسی ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے انہوں نے لیبارٹری پر خوفناک بموں سے حملہ کر کے تعمیر ہوتی ہوئی دیوار کو اڑا دیا اور پھر لیبارٹری میں داخل ہو گئے اور وہاں پر انہوں نے تباہی پھیلا دی۔ لیکن وہ ابھی لیبارٹری کے مرکزی حصے تک نہ پہنچے تھے کہ ان پر کوئی سائنسی حملہ کیا گیا اور وہ بے ہوش اور مفلوج ہو گئے۔ چیف سیکرٹری کو اطلاع دی گئی تو چیف سیکرٹری کے حکم پر فوج نے ایک ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر میں انہیں وہاں سے اٹھوایا اور جی ایچ کیو کے ایک علیحدہ سپیشل سروسز سیکشن میں پہنچا دیا گیا جہاں انہیں زنجیروں میں جکڑ کر ہوش میں لایا گیا اور اس کے ساتھ ہی وہاں موجود ایک بریگیڈیئر اور چار کرنلوں نے چند منٹ میں ان کے خلاف کورٹ مارشل کی کارروائی کی اور انہیں موت کی سزا سنائی گئی اور پھر اس سزا پر فوری عمل درآمد کرنے کا حکم دے دیا گیا اور اب انہیں شوٹنگ رینج میں لے جایا جا رہا ہے۔ جہاں کلنگ سیکشن سزا پر عملدرآمد کرتے ہوئے انہیں ہلاک کر دے گا۔ اوور"۔ لارسن نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔



" یہ جی ایچ کیو سالٹن پہاڑیوں سے کتنے فاصلے پر ہے۔ اوور"۔ عمران نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

" تقریباً چار سو کلو میٹر کا فاصلہ بن جائے گا۔ شہر کراس کر کے دوسری طرف جی ایچ کیو ہے اور سپیشل سروسز سیکشن تو سب سے آخر میں ہے۔ اوور"...... لارسن نے جواب دیا۔

" کتنی دیر میں سزا پر عمل درآمد ہو گا۔ اوور"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ عمل درآمد ہو بھی چکا ہو یا زیادہ سے زیادہ دس بارہ منٹ مزید لگ جائیں گے۔ اوور"...... لارسن نے جواب دیا۔

"جو رزلٹ بھی ہو وہ مجھے ضرور بتانا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" رزلٹ کیا ہونا ہے پرنس۔ وہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے لارسن نے جواب دیا۔

" ضروری نہیں ہے کہ رزلٹ وہی ہو جو تمہارے ذہن میں ہے۔ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈال لیا۔

" فاصلہ انتہائی زیادہ ہے۔ اتنا زیادہ کہ وہاں اتنی دیر میں پہنچ ہی نہیں سکتے"...... صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ یہ لوگ اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں ہیں۔ جنہوں نے اس دلیرانہ انداز میں یہاں فوج کے زبردست پہرے میں دو بار اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر حملہ

کیا ہے وہ لوگ موت کا آسان شکار ثابت نہیں ہوا کرتے"۔ عمران نے کہا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔ لیکن اب ہم نے کیا کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہم نے اب مشن مکمل کرنا ہے۔ چلو آگے بڑھو"...... عمران نے کہا اور پھر اسلحہ کے بیگ اپنی پشت پر لاد کر وہ سب درختوں کے اس جھنڈ سے نکلے اور پہاڑیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ابھی وہ پہاڑی پر چڑھ کر کچھ اوپر پہنچے ہی تھے کہ اچانک عمران کی جیب سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو عمران سمیت سب ٹھٹھک کر رک گئے۔ ان سب کے چہرے بے اختیار ستے سے گئے تھے کیونکہ اتنی بات تو وہ بھی سمجھ گئے تھے کہ لارسن اب سپیشل سیکشن کے بارے میں حتمی رپورٹ دینے کے لئے کال کر رہا ہے لیکن عمران کا چہرہ مطمئن اور پرسکون تھا۔ اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ لارسن کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی لارسن کی تیز آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔

"یس۔ پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ انتہائی حیرت انگیز رپورٹ ملی ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں



کو شوٹنگ ایریئے میں لے جایا گیا۔ وہ ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور فائرنگ اسکوارڈ بھی ان کے سامنے پہنچ گیا۔ صرف کورٹ مارشل کرنے والی عدالت کے تحریری فیصلے کا انتظار تھا کہ اچانک پاکیشیائی ایجنٹوں نے نہ صرف انتہائی پراسرار انداز میں اپنے آپ کو آزاد کرا لیا بلکہ انہوں نے فائرنگ اسکوارڈ پر حملہ کر کے ان سے گنیں چھین لیں اور انہیں ہلاک کر کے وہ سپیشل سروسز سیکشن میں گھس گئے اور انہوں نے وہاں قتل عام کر دیا۔ کورٹ مارشل کرنے والی عدالت کے بریگیڈیئر اور کرنلوں سمیت وہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر کے وہاں موجود فوجی ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھیوں کے چہرے اس طرح کھل اٹھے جیسے یہ کارنامہ سپیشل سیکشن کا نہ ہو بلکہ ان کا اپنا ہو۔

"اوکے۔ شکریہ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے"...... اچانک جولیا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔ بہرحال اب ہمیں یہیں ان کی آمد کا انتظار کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"یہاں۔ کیا مطلب۔ وہ اب یہاں کیوں آئیں گے"...... جولیا

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ تنویر کے قبیل کے لوگ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کے ذریعے براہ راست یہاں پہنچیں گے اور اپنا مشن مکمل کرنے کی کوشش کریں گے اور بہرحال یہ مشن ان کا ہے ہمارا نہیں ہے اس لئے ہمیں انتظار کرنا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن ان کے پاس اسلحہ کہاں سے آئے گا۔ اب ریوالوروں یا مشین گنوں سے تو لیبارٹری تباہ ہونے سے رہی"...... صفدر نے کہا۔

" جو مشن مکمل کرتے ہیں وہ سب بندوبست بھی کر لیتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

" اگر واقعی یہ لوگ اس حالت میں پھر یہاں آتے ہیں تو پھر میں چیف سے کہوں گا کہ وہ مجھے سپیشل سیکشن میں ٹرانسفر کر دے"۔ اچانک تنویر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

" میں تمہاری پرزور سفارش کروں گا"...... عمران نے فوراً ہی کہا۔

" اوہ نہیں۔ میں نہیں جاؤں گا"...... تنویر نے فوراً ہی کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ تنویر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی سمجھ گئے تھے کہ عمران نے جولیا کی وجہ سے یہ بات کی ہے۔

" ارے ارے ۔ اتنی جلدی تو گرگٹ بھی رنگ نہیں بدل



سکتا"۔ عمران نے کہا اور سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

" عمران صاحب۔ ہیلی کاپٹر آرہا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ کیپٹن شکیل نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگائے ہوئے تھا اور عمران اور دوسرے ساتھیوں نے بھی جلدی سے گلے میں لٹکی ہوئی نائٹ دوربینیں آنکھوں سے لگا لیں۔ ہیلی کاپٹر کا ہیولہ تاریکی میں اب واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ اس کا رخ واقعی سالٹن پہاڑیوں کی طرف ہی تھا اور اس کی رفتار انتہائی تیز تھی۔

" گڈ شو۔ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کو اس رفتار سے چلانا واقعی بے پناہ مہارت کا کام ہے۔ گڈ شو"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے دوربینیں آنکھوں سے ہٹا دیں کیونکہ اب ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر انہیں ویسے ہی نظر آنے لگ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر اس جگہ پہنچ کر ایک لمحے کے لئے فضا میں معلق ہوا جہاں سرچ لائٹس کا سرکل تھا اور جہاں تعمیراتی کام ہو رہا تھا اور پھر دوسرے لمحے وہ نیچے اتر گیا۔ چونکہ اب وہ کافی بلندی پر تھے اس لئے انہیں وہاں سے پورا منظر واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر رکتے ہی اس میں سے تین مرد اور دو عورتیں نیچے اتریں۔ ان سب کے جسموں پر فوجی یونیفارمز تھیں لیکن وہ میک اپ میں نہ تھے بلکہ اپنی اصل شکلوں میں تھے اور عمران اور جولیا دونوں نے میجر آصف درانی اور اس کے ساتھیوں کو پہچان لیا تھا

کیونکہ وہ دونوں ان سے مل چکے تھے۔ ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہی وہ ایک طرف کو مڑے اور دوسرے لمحے مشین گن کا شعلہ چمکنے اور پھر تڑتڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد یکلخت مزید تڑتڑاہٹ کی آوازیں دور سے سنائی دیں اور پھر سرچ لائٹس کا وہ سرکل بجھ گیا۔

"اوہ۔ حملہ شروع ہو گیا ہے۔ چلو اٹھو۔ ہم نے جلد از جلد قریب پہنچنا ہے۔ چلو"...... عمران نے دور بین آنکھوں سے ہٹا کر کہا اور وہ سب تیزی سے لیکن احتیاط سے آگے بڑھنے لگے۔ اب فائرنگ کے ساتھ ساتھ دھماکوں کی آوازیں بھی سنائی دینے لگ گئی تھیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دو فوجوں کے درمیان خوفناک جنگ شروع ہو گئی ہو اور عمران سمجھ گیا کہ پہاڑیوں پر موجود فوجیوں نے انہیں گھیر لیا ہو گا۔

"دوڑو۔ ہم نے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے اور انہیں بھی بچانا ہے۔ جلدی کرو"...... عمران نے دوڑتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ ہمیں تو نہیں پہچانتے کیونکہ ہم ایکریمی میک اپ میں ہیں"...... صفدر نے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے کہا۔

"میں پاکیشیائی زبان میں آواز دے دوں گا۔ چلو"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے جب اس پہاڑی پر پہنچے جہاں سے وہ جگہ جہاں فائرنگ ہو رہی تھی قریب تھی تو منظر ان پر واضح ہو گیا۔ دو آدمی صرف ایک طرف سے فائرنگ کر رہے تھے جبکہ تینوں اطراف سے ان پر فائر ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ دو



عورتیں اور ایک مرد ہٹ ہو چکے تھے۔

"فائر"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے پھیل کر یکلخت ان دو آدمیوں پر فائرنگ کرنے والوں پر فائر کھول دیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

"میجر آصف درانی۔ میں علی عمران ہوں"...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کی آواز فائرنگ کے درمیان گونج اٹھی۔ چونکہ وہ فوجیوں کے عقب میں آکر اور پھیل کر فائرنگ کر رہے تھے اس لئے چند ہی لمحوں بعد انہوں نے انہیں مار گرایا اور سپیشل سیکشن پر ہونے والی فائرنگ رک گئی۔

"میجر آصف درانی ہم آ رہے ہیں۔ فائرنگ روک دو"...... عمران نے پاکیشیائی زبان میں چیخ کر کہا تو دونوں گنوں سے ہونے والی فائرنگ رک گئی اور عمران اور اس کے ساتھی اوٹوں سے نکل کر تیزی سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"آپ۔ آپ۔ باس لیبارٹری میں ہٹ ہو گیا ہے۔ آپ یہاں خیال رکھیں میں جا کر انہیں وہاں سے اٹھا لاتا ہوں"...... ایک آدمی نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرو تنویر اور باقی ساتھی میرے ساتھ آئیں"۔ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ اس نوجوان کی طرف بڑھ گیا جو وہاں کھڑا رہ گیا تھا۔

"آپ کا نام کیپٹن تراب ہے شاید"...... عمران نے قریب جا کر

کہا۔

" ہاں۔ ہماری دو ساتھی خواتین شدید زخمی ہیں"...... کیپٹن تراب نے کہا۔

" اوہ۔ کہاں ہیں جلدی بتاؤ"...... عمران نے کہا تو کیپٹن تراب تیزی سے ایک طرف کو بڑھ گیا۔ وہاں دو بڑی سی چٹانوں کی سائیڈوں پر دو عورتیں بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ وہ واقعی شدید زخمی تھیں۔

" انہیں اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں ڈالو۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے یہاں قیامت برپا ہو سکتی ہے۔ جلدی کرو"...... عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر ان دونوں کو اٹھایا اور کاندھوں پر لاد کر وہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے۔

" میں لے آیا ہوں۔ باس انتہائی شدید زخمی ہیں"...... اسی لمحے ایک چٹان کی اوٹ سے کیپٹن ہارون نے باہر آتے ہوئے کہا۔ اس کے کاندھے پر ایک آدمی لدا ہوا تھا جس کے جسم سے خون مسلسل بہہ رہا تھا۔

" اوہ۔ آؤ۔ آؤ۔ جلدی کرو۔ اوپر ہیلی کاپٹر پر آ جاؤ"...... عمران نے کہا اور واپس دوڑ پڑا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے انہوں نے زخمیوں کو ہیلی کاپٹر میں ڈال دیا۔

" آپ ہماری ساتھی خواتین اور باس کو لے جائیں۔ ہم مشن





مکمل کریں گے"...... کیپٹن ہارون نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ آؤ یہ وقت نہیں ہے۔ جلدی کرو ورنہ پھر یہ لوگ بھی یہاں سے نہ جا سکیں گے۔ آؤ"...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کیپٹن ہارون اور کیپٹن تراب دونوں خاموشی سے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔ عمران کے ساتھی بھی اس پر سوار ہو چکے تھے۔ آخر میں عمران اوپر چڑھا۔

" تنویر۔ نیچی پرواز رکھتے ہوئے عقبی طرف جھنڈ کے ساتھ ہیلی کاپٹر اتار دو۔ آگے ہم کاروں میں جائیں گے"...... عمران نے کہا تو تنویر نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا اور پھر وہ اسے موڑ کر تیزی سے پہاڑیوں کی عقبی طرف لے گیا۔ چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر درختوں کے اس جھنڈ کے قریب اتر گیا۔

" آؤ۔ زخمیوں کو اٹھا لاؤ۔ جلدی کرو۔ جب تک یہاں جنگی طیارے پہنچیں ہم نے یہاں سے نکلنا ہے۔ جلدی کرو"...... عمران نے ہیلی کاپٹر سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا اور پھر واقعی انتہائی تیز رفتاری سے سارا کام مکمل کیا گیا اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں اس جھنڈ سے نکل کر انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں۔ عمران نے ٹرانسمیٹر جیب سے نکالا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

" ہیلو ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ اوور"...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ لارسن اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد لارسن کی آواز سنائی دی۔

"مسٹر لارسن۔ ہم سالٹن پہاڑیوں کے عقب میں کاروں میں موجود ہیں۔ ہمارے تین ساتھی شدید زخمی ہیں۔ یہاں قریب ہی کوئی بھی ایسا ہسپتال بتائیں جہاں ان کا آپریشن ہو سکے اور فوج یا ڈبل کراس اس ہسپتال تک نہ پہنچ سکے۔ معاوضے کی فکر مت کریں۔ منہ مانگا معاوضہ ملے گا۔ اوور"...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ شمال کی طرف آ جائیں اور تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر بائیں طرف ایک سائیڈ روڈ نکل رہی ہے جس پر پروموشن مشین فیکٹری کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ اس سڑک اور اس فیکٹری کے گیٹ تک آپ کو پہنچنا ہو گا۔ اس فیکٹری کے نیچے ایک جدید ہسپتال ہے جو یہاں کی مشہور تنظیم بلیسرز کا ہے۔ میں آپ کے پہنچنے سے پہلے وہاں کال کر دوں گا۔ یہ انتہائی محفوظ جگہ ہے۔ آپ نے وہاں پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ بتانا ہے۔ اوور"...... لارسن نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے تنویر کو ہدایات دینا شروع کر دیں۔

"میں نے سن لیا ہے"...... تنویر نے جواب دیا۔ اسی لمحے انہیں اپنے سروں پر سے جنگی طیاروں کی بھیانک آوازیں سنائی دیں تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر انہیں خوفناک دھماکوں کی آوازیں





اور فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں لیکن وہ خاموش بیٹھے رہے۔

"کاش ہم مشن مکمل کر سکتے"...... عقبی سیٹ کے کونے پر بیٹھے ہوئے کیپٹن ہارون نے کہا۔

"یار زندہ صحبت باقی کیپٹن ہارون۔ گھبراؤ نہیں یہ بھی ہو جائے گا"...... عمران نے جو تنویر کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا، جواب دیا۔ عقبی سیٹوں کے درمیان میجر آصف درانی کو لٹا دیا گیا تھا جس کی حالت واقعی انتہائی خراب تھی اور پھر تقریباً دس منٹ بعد انہیں وہ سائیڈ روڈ اور اس پر لگا ہوا بورڈ نظر آ گیا تو تنویر نے کار اس سائیڈ روڈ پر موڑ دی۔ عقبی کار بھی ان کے پیچھے ہی مڑ گئی اور پھر انہیں زیادہ دور تک نہ جانا پڑا تھا اور فیکٹری کا بڑا سا گیٹ آ گیا جس کے باہر مسلح آدمی موجود تھے جن کے جسموں پر باقاعدہ یونیفارمز تھی اور اس پر سکیورٹی کے بیج لگے ہوئے تھے۔

"میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے"...... عمران نے تیزی سے کار سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"اوہ آپ۔ ٹھیک ہے۔ آپ کاریں اندر لے جائیں لیکن بائیں طرف مڑ کر فیکٹری کے عقبی طرف پہنچ جائیں۔ وہاں جانسن موجود ہو گا۔ وہ آپ کو ڈیل کرے گا"...... ان میں سے ایک آدمی نے کہا اور تیزی سے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کی طرف مڑ گیا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں فیکٹری کی عقبی طرف کھلے میدان میں پہنچ گئیں۔ وہاں ایک کونے میں ایک نوجوان موجود تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ"...... عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جانسن ہے۔ زخمی کہاں ہے"...... جانسن نے کہا۔

"کاروں میں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"او کے ۔ میں راستہ کھولتا ہوں۔ آپ کاریں اندر لے چلیں"۔ جانسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر ایک جھاڑی میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ زمین کا ایک کافی بڑا قطعہ کسی ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا۔ اندر گہرائی میں جاتی ہوئی سرنگ نما سڑک نظر آ رہی تھی۔ عمران واپس کار میں بیٹھا اور پھر تنویر نے کار اس سرنگ کی طرف بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں ایک جگہ پر پہنچ کر رک گئیں۔ یہاں سٹریچر بردار موجود تھے اور سامنے شیشے کا بڑا سا دروازہ تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے نیچے اتر کر میجر آصف درانی اور ان دونوں زخمی خواتین کو کاروں سے نکالا اور پھر سٹریچر برداروں نے انہیں سٹریچر پر ڈالا اور تیزی سے شیشے کا دروازہ کھول کر اندر چلے گئے۔ اسی لمحے جانسن بھی وہاں پہنچ گیا۔ وہ شاید کسی اور راستے سے آیا تھا۔

"ہمیں لارسن نے تفصیل بتا دی ہے جناب اس لئے یہ دونوں کاریں فیکٹری سے واپس جائیں گی ورنہ فوج یہاں پہنچ سکتی ہے"۔ جانسن نے کہا۔

"کیا آپ یہاں کے انچارج ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ انچارج ڈاکٹر مارٹن ہیں"...... جانسن نے کہا۔



"لیکن کاریں کہاں جائیں گی اور کون لے جائے گا"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ سوچنا آپ کا کام ہے"...... جانسن نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ انہیں یہیں رہنے دو۔ اول تو فوج کو ان کے بارے میں معلوم ہی نہیں ہے اور اگر معلوم بھی ہے تو یہ بہرحال اندر ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں ڈاکٹر مارٹن سے خود بات کر لوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آئیے میرے ساتھ"...... جانسن نے کہا اور شیشے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن ہارون اور کیپٹن تراب اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی اندر چلے گئے تھے جبکہ وہاں عمران اور اس کے ساتھی رہ گئے تھے۔ پھر وہ جانسن کی رہنمائی میں اندر داخل ہوئے اور ایک راہداری میں داخل ہو گئے جس کے آخر میں دو دروازے تھے۔

"آپ میں سے ایک صاحب ڈاکٹر مارٹن سے ملیں گے۔ باقی یہاں اس کمرے میں تشریف رکھیں"...... جانسن نے ایک دروازے کو دھکیل کر کھولتے ہوئے کہا۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جو سٹنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

"تمام لوگ بیٹھیں۔ میں ڈاکٹر مارٹن سے مل لوں"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے کمرے میں چلے گئے۔

"آئیے"...... جانسن نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دوسرے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

"کم ان"...... اندر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ جانسن نے دروازہ کھولا اور عمران کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کرتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ عمران اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔ یہ خاصا وسیع و عریض کمرہ تھا اور اسے واقعی انتہائی شاندار انداز میں آفس کے طور پر سجایا گیا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سرے سے گنجا تھا البتہ اس کے سفید بالوں کی لٹیں جھالر کے سے انداز میں سائیڈوں پر لٹکی ہوئی تھیں۔ آنکھوں پر نفیس فریم کی نظر کی عینک تھی اور اس نے گہرے براؤن رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ بھاری جسم کا آدمی تھا۔

"یہ لارسن صاحب کے بھیجے ہوئے آدمیوں کے انچارج ہیں ڈاکٹر صاحب"...... جانسن نے اپنے پیچھے آنے والے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آپ کے زخمیوں کا آپریشن ہو رہا ہے"...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔

"جناب۔ یہ دو کاروں میں آئے ہیں اور زخمیوں کی وجہ سے دونوں کاریں میں انٹرنس میں لے آیا ہوں لیکن یہ کاریں واپس نہیں لے جانا چاہتے حالانکہ لارسن صاحب نے بتایا تھا کہ فوج اور ڈبل کراس سے ان کا ٹکراؤ ہے۔ اگر کسی کو معلوم ہو گیا کہ کاریں یہاں



آئی ہیں تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ہو گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ آپ سے براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں اس لئے میں انہیں لے آیا ہوں"...... جانسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ جانسن ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہمیں اپنی حفاظت بہرحال مطلوب ہے"...... ڈاکٹر مارٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

"مسٹر جانسن۔ آپ باہر تشریف رکھیں میں ڈاکٹر صاحب سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ"...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا تو جانسن سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"جناب۔ آپ کو لارسن صاحب نے بتایا ہو گا کہ"...... جانسن کے جاتے ہی ڈاکٹر مارٹن نے بولتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ۔ مجھے لارسن نے یہ نہیں بتایا کہ اس ہسپتال کا انچارج ڈاکٹر ڈیتھ ہے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر مارٹن بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا مطلب"...... ڈاکٹر نارٹن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب غور سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو میرا نام بتایا گیا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ لارسن صاحب نے

معاوضہ ادا کرنا ہے آپ نے نہیں۔ لیکن"...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔

"میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ اوہ۔ اوہ۔ آپ علی عمران۔ اوہ۔ اوہ۔ نہیں۔ نہیں"...... ڈاکٹر مارٹن نے یکلخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے عینک کے پیچھے پھیل گئی تھیں اور چہرے پر انتہائی زلزلے کے سے آثار پیدا ہو گئے تھے۔

"آپ کو اتنا شاندار لقب اور کون دے سکتا ہے ڈاکٹر ڈیتھ"۔ عمران نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اب وہ اپنے اصل لہجے میں بولا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پرنس آپ اور یہاں۔ اوہ۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ اتنے طویل عرصے بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے"...... ڈاکٹر مارٹن نے بجلی کی سی تیزی سے میز کی سائیڈ سے نکلتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ عمران سے اس طرح بغل گیر ہو گیا جیسے صدیوں سے بچھڑے ہوئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

"ارے ارے۔ میری پسلیاں۔ ارے یہ کاغذ کی بنی ہوئی ہیں"...... عمران نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر مارٹن ہنستا ہوا ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا۔

"پرنس۔ تم سے اس طرح اچانک ملاقات واقعی میرے لئے انتہائی مسرت انگیز ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسے بھی اچانک



ملاقات ہو سکتی ہے"...... ڈاکٹر مارٹن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تم ایکریمیا کو چھوڑ کر یہاں زاکو میں اس پراسرار اور خفیہ ہسپتال میں پہنچ چکے ہو"...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں"...... ڈاکٹر مارٹن نے واپس اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر مارٹن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔

"او کے۔ اب انہیں سپیشل وارڈ میں شفٹ کرا دو اور ان کا انتہائی خصوصی طور پر خیال رکھنا ہے۔ یہ ہمارے وی وی آئی پی گیسٹ ہیں"...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"آپ کے ساتھیوں کی حالت اب خطرے سے باہر ہو چکی ہے۔ گو وہ شدید ترین زخمی تھے لیکن ان میں واقعی خاصی قوت مدافعت ہے"...... ڈاکٹر مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خدا کا شکر ہے۔ کیا وہ ہوش میں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ انہیں ہوش آ گیا ہے"...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔

"تو میں پہلے ان سے ملنا چاہتا ہوں اور تم جانسن کو بلا کر کہہ دو کہ کاریں ابھی یہیں رہیں گی"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے

ہوئے کہا۔

"بالکل یہیں ٹھہریں گی۔ آؤ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں"۔ ڈاکٹر مارٹن نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آگئے۔ باہر راہداری میں جانسن موجود تھا۔ ڈاکٹر مارٹن جانسن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران دوسرے کمرے میں موجود اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔

"سپیشل سیکشن کے تینوں افراد کی حالت اب خطرے سے باہر ہو چکی ہے۔ آؤ ہم ان سے مل لیں۔ پھر یہاں سے روانہ ہو جائیں گے تاکہ مشن مکمل کیا جاسکے"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈاکٹر مارٹن کی رہنمائی میں مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک راہداری میں داخل ہوئے تو کیپٹن ہارون اور کیپٹن تراب دونوں وہاں موجود تھے اور ان کے چہروں پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ پھر عمران نے انہیں مبارک باد دی اور اس کے بعد وہ سب ڈاکٹر مارٹن کی رہنمائی میں ایک کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں کمرے میں تین بیڈز موجود تھے جن میں سے ایک پر میجر آصف درانی اور دوسرے دونوں بیڈز پر دونوں خواتین لیٹی ہوئی تھیں۔ ان کے جسموں پر سرخ رنگ کے کمبل تھے اور انہیں گلوکوز لگا ہوا تھا اور دو ڈاکٹر اور تین نرسیں وہاں مستقل طور پر موجود تھیں۔

"مبارک ہو میجر آصف۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا کرم کر دیا ہے۔





تمہیں نئی زندگی ملی ہے اور آپ دونوں خواتین کو بھی مبارک ہو"۔ عمران نے میجر آصف درانی اور کیپٹن سعدیہ اور کیپٹن فوزیہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ علی عمران تم۔ مجھے کیپٹن ہارون نے بتا دیا ہے۔ میں اور میرے ساتھی تمہارے مشکور ہیں کہ تم نے بروقت وہاں پہنچ کر اور پھر ہمیں یہاں پہنچا کر ہم پر احسان کیا ہے"...... میجر آصف درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم آپ کی مشکور ہیں عمران صاحب"...... ساتھ والے بیڈز پر موجود کیپٹن سعدیہ اور کیپٹن فوزیہ نے کہا۔

"اب خالی خولی شکریہ سے کام نہیں چلے گا۔ تم تینوں سے علیحدہ علیحدہ باقاعدہ دعوتیں کھائی جائیں گی۔ ڈاکٹر مارٹن آپ بے شک اپنے دفتر چلے جائیں میں اور میرے ساتھی ابھی کچھ دیر یہاں رہیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ ان سے زیادہ دیر باتیں نہ کریں پرنس۔ آپ جانتے ہیں کہ"...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا اور پھر فقرہ مکمل کئے بغیر رک گیا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں جانتا ہوں"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر مارٹن سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"مجھے تمہاری کارکردگی دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے میجر آصف۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے واقعی انتہائی دلیری، جذبے اور حوصلے سے کام لیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے اور ہاں تم عین وقت پر کیسے وہاں پہنچ گئے "...... میجر آصف درانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈاکٹر کیا میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے کرسیاں مل سکتی ہیں "...... عمران نے میجر آصف درانی کے سوال کا جواب دینے کی بجائے ساتھ کھڑے ہوئے ایک ڈاکٹر سے کہا۔

" اوکے ۔ میں بھجوا دیتا ہوں "...... ڈاکٹر نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھی ڈاکٹروں اور نرسوں کو بھی ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں پلاسٹک کی کرسیاں پہنچا دی گئیں اور عمران اور اس کے ساتھ ساتھ کیپٹن ہارون اور کیپٹن تراب بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔

" میرے سامنے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی پوری جدوجہد رہی ہے آصف درانی۔ مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے پہلے قریبی ایئر فورس اڈے سے گن شپ ہیلی کاپٹر حاصل کیا اور وہاں حملہ کیا لیکن صرف بیرونی دیوار توڑ سکے تھے کہ تمہیں بے ہوش اور مفلوج کر دیا گیا۔ پھر تم ڈبل کراس کے اڈے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے اور اس کے بعد تم نے سائیڈ سے پہاڑیوں پر چڑھ کر لیبارٹری پر حملہ کیا اور اس بار تم کافی اندر تک پہنچ جانے میں کامیاب رہے لیکن پھر تمہیں ہٹ کر دیا گیا۔ اس کے بعد تمہیں فوجی ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر پر وہاں سے اٹھا کر جی ایچ کیو کے سپیشل سروسز سیکشن میں

پہنچایا گیا۔ وہاں تمہارا کورٹ مارشل ہوا اور پھر تمہیں شوٹنگ ایریئے میں لے جایا گیا اور فائرنگ اسکواڈ بھی تمہارے سامنے پہنچ گیا۔ صرف مارشل عدالت کے تحریری فیصلے کا انتظار تھا کہ تم نے فائرنگ اسکواڈ پر حملہ کر دیا اور انہیں ہلاک کر کے تم نے سپیشل سیکشن آفس میں داخل ہو کر وہاں قتل عام کر دیا۔ حتیٰ کہ بریگیڈیئر اور کرنلوں کو بھی ہلاک کر دیا اور پھر وہاں سے تم نے وہی فوجی ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر اڑایا اور تیسری بار لیبارٹری پر پہنچ گئے لیکن تم تیسری بار بھی ہٹ ہو گئے ۔ ہم پہلے ہی وہاں موجود تھے ۔ چنانچہ ہم وہاں سے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو لے کر یہاں آ گئے "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی تو میجر آصف درانی اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں انتہائی حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ کمال ہے ۔ کیا تم جادوگر ہو "...... میجر آصف درانی نے کہا۔

" ہمیں چیف نے حکم دیا تھا کہ تمہارے ساتھیوں کی نگرانی کرتے رہیں ۔ مشن تم نے مکمل کرنا ہے لیکن اگر تم ایسا نہ کر سکو تو پھر یہ مشن ہم مکمل کریں اس لئے میں نے اب تک مداخلت نہیں کی ۔ اب بھی شاید ہم مداخلت نہ کرتے لیکن تم اور تمہارے ساتھی شدید زخمی ہو گئے تھے اس لئے مجبوراً ہمیں مداخلت کرنا پڑی ۔ بہر حال اب یہ مشن ہمیں مکمل کرنا ہو گا "...... عمران نے کہا تو میجر آصف درانی بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میرا لباس کہاں ہے۔ اس میں میرا سامان تھا"۔ میجر آصف درانی نے کہا۔

"کیا۔ اس میں کوئی خاص چیز تھی جو تم اتنے پریشان ہو رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مجھے اب یاد آرہا ہے کہ بے ہوش اور ہٹ ہونے سے پہلے میں نے وہاں ایک دیوار پر ایگزاسی الیون ہنڈرڈ لگایا تھا۔ اس کا ڈی چارجر میرے پاس تھا۔ اگر وہ وہاں موجود ہے تو پھر یہ مشن ہم ہی مکمل کریں گے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ میں خود معلوم کرتا ہوں"...... عمران نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ ایگزاسی کیا چیز ہے میجر صاحب"...... جولیا نے کہا۔

"یہ جدید دور کا منی ایٹم بم ہے مس جولیا"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"لیکن ظاہر ہے اسے اب تک آف کر دیا گیا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"کاش ایسا نہ ہو۔ یہ ہمارا پہلا مشن ہے اور میں نہیں چاہتا کہ ہمارا یہ مشن ہماری بجائے آپ مکمل کریں۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ یہ ہماری فطری خواہش ہے۔ ویسے مجھے عمران پر حیرت ہے کہ اسے یہ سب کچھ کیسے معلوم ہے حالانکہ ہمارا ایک بار بھی ٹکراؤ نہیں ہوا اور



نہ ہی ہمارا آپس میں رابطہ ہوا ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"عمران کے لئے یہ انتہائی معمولی باتیں ہیں میجر آصف"۔ جولیا نے ایسے فخریہ لہجے میں کہا جیسے یہ کارنامہ عمران کی بجائے اس کا اپنا ہو۔

"ہاں۔ اب مجھے واقعی احساس ہونے لگ گیا ہے کہ عمران میرے تصور سے بھی کہیں آگے ہے"...... میجر آصف درانی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور جولیا کے ساتھ ساتھ اس کے سارے ساتھیوں کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔ تنویر کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران کی تعریف میجر آصف نے جس انداز میں کی تھی اس نے واقعی انہیں خود بخود مسرت سے ہمکنار کر دیا تھا کیونکہ عمران بہرحال ان کا ساتھی تھا اور وہ یہ بات بھی سمجھتے تھے کہ سپیشل سیکشن کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل لایا جا رہا تھا اس لئے سپیشل سیکشن کے چیف کا یہ فقرہ ظاہر کر رہا تھا کہ اس نے ذہنی طور پر عمران کی برتری کو تسلیم کر لیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران اندر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک مخصوص ساخت کا مستطیل شکل کا چھوٹا سا ڈبہ تھا جو چوڑائی میں صرف دو اڑھائی انچ اور لمبائی میں تقریباً دس انچ کے قریب تھا۔

"ایگزاسی کا ڈی چارجر تو تمہارے سامان سے مل گیا ہے اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ کیا ایگزاسی اب بھی کام کر رہا ہے یا نہیں"۔ عمران نے ڈی چارجر میجر آصف درانی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور

خود وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اسے آپریٹ کر کے چیک کریں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کام کر رہا ہو گا کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ اسے میں نے دیوار کی جڑ کے قریب ایسی جگہ لگایا تھا جہاں آسانی سے نظر نہیں آ سکتا تھا اور ویسے بھی کوئی سائنسی ریز اس کو چیک نہیں کر سکتی۔ مجھے کرنل پاشا نے اس کے بارے میں خصوصی طور پر بریف کیا تھا"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"کیا یہ تم پاکیشیا سے ساتھ لائے تھے"...... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہیں زاکو سے ہی خریدا ہے۔ یہاں دنیا کا ہر ٹائپ کا اسلحہ آسانی سے مل جاتا ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"عمران صاحب۔ پہلے اسے آپریٹ کریں۔ وقت ضائع نہ کریں"۔ ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"یہ مشن سپیشل سیکشن کا ہے اور اس پر کام بھی سپیشل سیکشن نے کیا ہے اس لئے فائنل ٹچ بھی انہیں ہی لگانا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے بازو حرکت نہیں کر رہے۔ تم خود اسے آپریٹ کر دو۔ بہرحال یہ مشن پاکیشیا کا ہے"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

"آپ دونوں میں سے کسی کے بازو حرکت کر سکتے ہیں"۔ عمران نے دونوں خواتین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔



"جی ہاں۔ میرے بازو حرکت کر سکتے ہیں"...... کیپٹن سعدیہ نے کہا۔

"مطلب ہے کہ آپ تھپڑ مار سکتی ہیں۔ پھر تو مجھے دور بیٹھنا چاہئے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار میجر آصف کے ساتھ ساتھ کیپٹن سعدیہ اور کیپٹن فوزیہ بھی ہنس پڑی۔

"ادھر یہ دونوں صاحبان بھی موجود ہیں"...... جولیا نے کیپٹن ہارون اور کیپٹن تراب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ لیکن بہرحال لیڈیز فرسٹ کا اصول تو سپیشل سیکشن پر بھی لاگو ہوتا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر سائیڈ سے ہو کر وہ کیپٹن سعدیہ کی طرف بڑھنے لگا۔

"فوزیہ۔ تم اسے آپریٹ کرو"...... کیپٹن سعدیہ نے ساتھ ہی بیڈ پر موجود کیپٹن فوزیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم نے جس مہارت سے ہیلی کاپٹروں کو پائلٹ کیا ہے یہ تمہارا حق ہے"...... کیپٹن فوزیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ سپیشل سیکشن انشاء اللہ کامیاب رہے گا کیونکہ جس گروپ میں ایک دوسرے کے لئے قربانی دینے کا جذبہ ہو اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا"...... عمران نے کہا اور ڈی چارجر کیپٹن سعدیہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

"شکریہ"...... کیپٹن سعدیہ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔ سب کی نظریں ڈی چارجر

پر جمی ہوئی تھیں اور سب نے اس طرح سانس روکے ہوئے تھے جیسے
کوئی پراسرار واقعہ رونما ہونے والا ہو۔ بٹن پریس ہوتے ہی ڈی
چارجر پر زرد رنگ کا بلب جل اٹھا اور پھر بجھ گیا تو سب کے چہرے
بے اختیار کھل اٹھے کیونکہ زرد رنگ کا بلب جلنے کا مطلب تھا کہ
ایگزاسی کام کر رہا ہے۔

" خدایا تیرا شکر ہے"...... میجر آصف درانی کے منہ سے بے
اختیار نکلا اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن سعدیہ نے دوسرا بٹن پریس کر
دیا۔ اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور
پھر بجھ گیا۔

" میں معلوم کرتا ہوں کہ کیا رزلٹ رہا ہے"...... عمران نے کہا
اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر چلا گیا اور کمرے میں ایک بار
پھر پراسرار سا سکوت طاری ہو گیا۔ میجر آصف درانی نے آنکھیں بند
کر لیں۔ اس کے لب تیزی سے ہل رہے تھے۔ شاید وہ کامیابی کی
دعائیں مانگ رہا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران دوڑتا ہوا اندر
داخل ہوا۔

" مبارک ہو۔ تمہارا پہلا مشن مکمل طور پر کامیاب ہو گیا ہے۔
ایگزاسی نے پوری لیبارٹری اور پہاڑیوں کا ایک بڑا حصہ تباہ کر دیا
ہے۔ مبارک ہو"...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں
کہا۔

" خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ تو نے ہمیں کامیابی دی ہے۔



عمران صاحب میں اور میرے ساتھی واقعی آپ کے اور آپ کے
ساتھیوں کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔ اگر آپ بروقت ہماری مدد نہ
کرتے تو ہم اس مشن میں کبھی کامیاب نہ ہو سکتے تھے"...... میجر
آصف درانی نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

" یہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا مشن ہے میجر آصف درانی
اس لئے میری اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے مبارک باد
قبول کرو لیکن خیال رکھنا صرف خالی مبارک باد سے کام نہیں چلے
گا۔ دعوت بھی کھلانی پڑے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

" ایک دعوت۔ میں تو تمہیں ایک ہزار دعوتیں کھلانے پر تیار
ہوں"...... میجر آصف درانی نے کہا۔

" ارے ارے۔ خدا کا خوف کرو۔ اسلام میں زیادہ سے زیادہ چار
کی اجازت ہے اور تم ہو کہ ہزاروں کی بات کر رہے ہو اور وہ بھی
خواتین کے سامنے"...... عمران نے اس طرح دونوں ہاتھ کانوں سے
لگاتے ہوئے کہا جیسے میجر آصف درانی نے یہ بات کر کے گناہ کبیرہ
کیا ہو۔

" چار۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ چار والی بات تو
شادیوں کے سلسلے میں ہے"...... میجر آصف درانی نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

" میں بھی دعوت ولیمہ کی بات کر رہا ہوں۔ ویسے بھلا عام سی

دعوت کھانے کا کیا فائدہ۔ لطف تو دعوت ولیمہ میں آتا ہے کہ دولہا صاحب جب سوٹ پہنے بظاہر اکڑے اکڑے پھرتے ہیں لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ بے چارہ اصل آزادی کھو کر اب مجسمہ آزادی بنا کھڑا ہے"...... عمران نے کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"میں تو تم سے چھوٹا ہوں۔ اس لئے میں پہلے دعوت ولیمہ کیسے کھلا سکتا ہوں۔ پہلے تو تمہیں مجسمہ آزادی بننا ہوگا"...... میجر آصف درانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ یہ بات تنویر کے سامنے مت کرو۔ ورنہ دعوت ولیمہ کی بجائے قل خوانی کی نوبت آجائے گی"...... عمران نے کہا۔

"اس موقع پر فضول باتیں مت کیا کرو۔ یہ خوشی کا موقع ہے اور تم ایسی باتیں کر رہے ہو"...... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"خوشی کا موقع۔ واہ۔ واہ۔ ویری گڈ۔ یعنی خود تم اپنے منہ سے کہہ رہی ہو۔ اوہ۔ صفدر جلدی بتاؤ کیا پوزیشن ہے تمہاری یادداشت کی۔ وہ خطبہ نکاح۔ وہ یاد ہے یا نہیں"...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ ابھی تو میں سوچ رہا ہوں کہ عربی پڑھنے کے لئے کسی مدرسے میں داخل ہو جاؤں لیکن کیا کروں فرصت ہی نہیں ملتی"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ عمران کے ساتھیوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا جبکہ میجر آصف درانی اور اس کے ساتھی حیرت بھرے انداز میں انہیں دیکھ رہے تھے۔ ظاہر ہے انہیں



ان باتوں کا پس منظر تو معلوم ہی نہ تھا۔

"اوہ۔ اتنا طویل پراسیس۔ یعنی ابھی تم عربی پڑھنے کے لئے مدرسے میں داخل ہو گے پھر فاضل عربی کا امتحان پاس کرو گے اور پھر تم یاد کرو گے۔ پھر تو"...... عمران نے کہا۔

"یہ مدرسے میں داخل ہو گا تو پھر سب کچھ ہو گا۔ میں اسے داخل ہی نہیں ہونے دوں گا"...... تنویر نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"لو۔ پھر تو بالکل ہی لٹیا ڈوب گئی۔ او کے۔ پھر تم ہی مبارک باد قبول کرو میجر آصف درانی"...... عمران نے کہا۔

"شکریہ۔ تم واقعی عظیم ظرف کے مالک ہو"...... میجر آصف درانی نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے اور میجر آصف درانی کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور ان تاثرات کو دیکھ کر عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک منفرد انداز کا ناول

خاص نمبر

# سی ٹاپ

مکمل ناول

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

**سی ٹاپ**

ایک انتہائی اہم پاکیشیائی سائنسی فارمولا۔ جو یورپ کی ایک مجرم تنظیم کے ہاتھ لگ گیا۔ پھر؟

**سی ٹاپ**

جس کو خریدنے کے لئے ایکریمیا' اسرائیل سمیت تمام سپر پاورز نے اس مجرم تنظیم سے مذاکرات شروع کر دیئے۔

**ٹاسکو**

ایک ایسی مجرم تنظیم جو عام سے غنڈوں اور بدمعاشوں پر مشتمل تھی لیکن اہم سائنسی فارمولا فروخت کر رہی تھی۔ کیوں اور کیسے؟

**سی ٹاپ**

جس کے حصول کے مشن میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو باقاعدہ سودے بازی کرنا پڑی۔ کیوں؟

**پاکیشیا سیکرٹ سروس**

جس نے پاکیشیائی فارمولا کے حصول کے لئے مجرم تنظیموں سے لڑنے کی بجائے انہیں رقم دے کر فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کی۔ کیوں؟

* کیا مجرم تنظیم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے زیادہ طاقتور تھی۔ یا؟

**بلیک سروس**

ایک دوسری مجرم تنظیم جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے دوبار فارمولا حاصل کر لیا اور ہر بار پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو فارمولے کے حصول کے لئے رقم دینا پڑی۔ کیوں؟

**سی ٹاپ**

ایک ایسا فارمولا جس کے حصول کے لئے ایکسٹو نے بھی مجرم تنظیموں کو رقم دینے کی حمایت کر دی۔ کیوں؟ کیا ایکسٹو بے بس ہو گیا تھا؟

* وہ لمحات جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مجبوراً مجرم تنظیموں سے لڑنے کی بجائے ان سے سودے بازی کرنا پڑی۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشنز
* کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے فارمولا حاصل کر لیا۔۔۔۔ یا۔۔۔۔؟

**یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان**

# شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

| ناول | حصہ |
| --- | --- |
| ریڈ اتھارٹی | اول |
| ریڈ اتھارٹی | دوم |
| لاسلکی | مکمل |
| ڈارک آئی | اول |
| ڈارک آئی | دوم |
| سنیک کلرز | مکمل |
| شودرمان | اول |
| شودرمان | دوم |
| سی ایگل | اول |
| سی ایگل | دوم |
| چیف ایجنٹ | اول |
| چیف ایجنٹ | دوم |
| ایگروسان | مکمل |
| کاسمک سٹار | اول |
| کاسمک سٹار | دوم |
| ریڈ آرمی | اول |
| ریڈ آرمی | دوم |
| ریڈ آرمی نیٹ ورک | اول |
| ریڈ آرمی نیٹ ورک | دوم |
| ریڈ فلیگ | مکمل |
| پرل پائریٹ | مکمل |
| مکروہ چہرے | مکمل |
| کراؤن ایجنسی | مکمل |
| فیبن سوسائٹی | اول |
| فیبن سوسائٹی | دوم |
| لاسٹ موومنٹ | مکمل |
| سمارٹ مشن | مکمل |
| سپر ماسٹر گروپ | مکمل |
| تھریڈ بال مشن | مکمل |
| فورٹ ڈیم | مکمل |
| ہینگنگ ڈیتھ | مکمل |
| فیوگی ٹاسک | مکمل |

**یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان**

مظہر کلیم ایم۔اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ملتان